خلق الانسان علمه البیان
لله الحمد والمنة که این رساله متین نقاب مسمی به
نواب کلب علیخان بهادر
۱۲۹۴
دار الریاسة مصطفی آباد عرف رامپور حفظه الله عن المحاسد والشرور
در مطبع تاج المطابع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عاشق ہوا ہون دل جگی کی حبیب کا
حقا کہ مثل ہی نہین میری رقیب کا

آفرین خوان ہون زخمِ خنجر کا
کون شکوہ کری مقدر کا

اتنی دن بہی گذر ہی جائینگی
کاش ہو وعدہ روزِ محشر کا

تم ای خضر لو راستہ اپنی گہر کا
خدا جانی ہی دہیان مجکو کدہر کا

تہو تو خلد مین گذری گی کسطرح نواب
گذر ہوا جو وہان بہی کسی ستمگر کا

الہی کیا کری گا حشر مین وہ نامراد آخر — جسی آتا نہو کوئی طریقہ دادخواہی کا

نپوچہو مجہسی تم خط جوہر شمشیر کا دیکہو — لکہا ہی اوسمین سارا حال میری بیگناہی کا

یہ آیا کون کہ آتی ہی جسکی محشر مین — ہر اک طرف سی اوٹہا شور دادخواہی کا

یہ باتین اونسی کرو جو نہ جانتی ہون اسی — خراب حالون سی کیا تذکرہ تباہی کا

نہوتی خواب مین بہی پہر جدا عاشق کی پہلو سی — اگر تم دیکہتی صدمہ کبہی شام جدائی کا

مقابل ہوگئی ہین حسن و عشق اللہ کی آگی — یہی تو وقت ہی لغی اب قسمت آزمائی کا

مٹاؤن دل سی نہ کیون نام تک جدائی کا — کہ جس سی شہرہ ہوا تیری بیوفائی کا
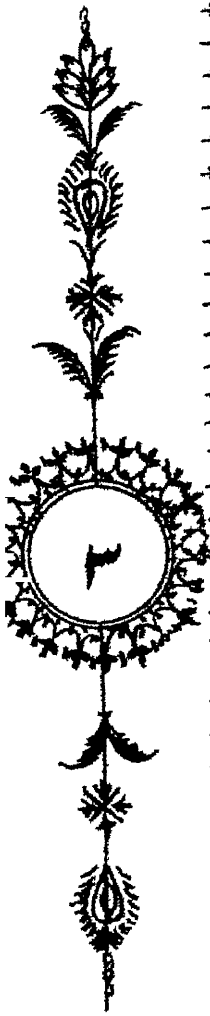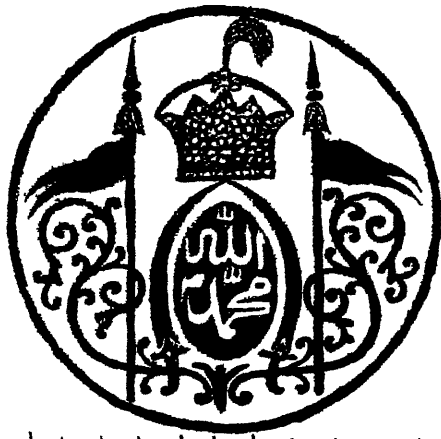
جو رات دن تری در پر جبین رگڑتا ہو — اوسی ہو کعبی مین کیون شوق جبہہ سائی کا

کوئی رقیب کو اسدم ذرا بلا لائی — کہ اوسکو ہیان ہی جو عاشق آزمائی کا

صنم بغل مین ہی ساغر ہی ہاتھ مین نواب
بہت تہا شہرہ تمہاری تقی پارسائی کا

کیا گلہ کرون اوس جا جس جگہ منادی ہو
نام ہی نہ لی کوئی مُنہ سی بیوفائی کا

دیکھنا یاس سی دم وہ فلک کو افسوس
خون مین ہای تڑپنا وہ تری بسمل کا

بلا ہوئی ہی یہ کیا رشک کو کہ مرتی وقت
مری زبان پہ آیا ہی نام قاتل کا

شوقِ قاصد تو دیکہ غیر ہی ہم
پوچھتی ہین نشان منزل کا

قتل کی بعد رحم آتا ہے
یہ پتا ہی ہماری قاتل کا

ساری دنیا کی مزی کہوتا ہی جانا دل کا
سچ تو یہ ہی کہ برا ہوتا ہی آنا دل کا
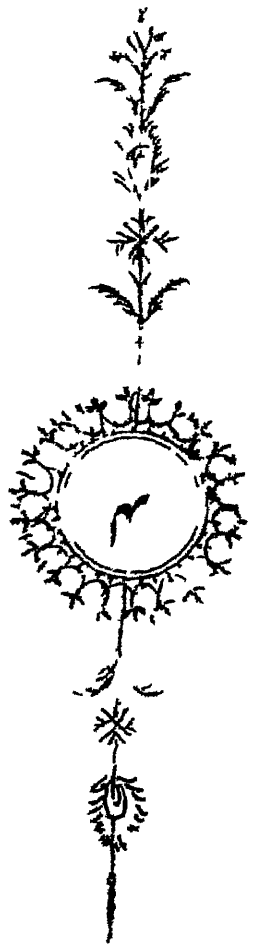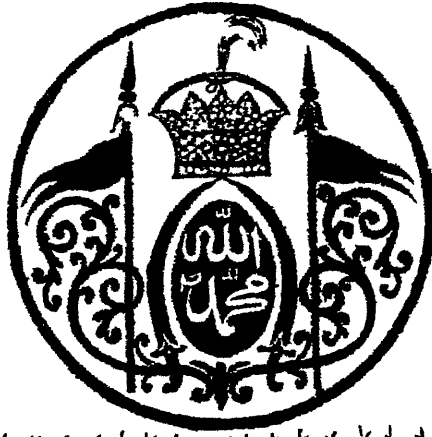
زلف کیا ہمنی تو آفاق کو ڈہونڈ ہا نواب
نہ ملا پر نہ ملا ہای ٹہکانا دل کا

خدا کی شان ہی مین چاہون تجھسی کافر کو
نہین ہی کچہ بہی فقط ہی یہ لولہ دل کا

امید لطف مین گہری خدا کی پہر آیا
ستم ہی اب بہی نہ نکلی جو حوصلہ دل کا

حشر آیا مگر نہ آئے تم
کچہ ٹہکانا ہے اس تغافل کا

عیش وصلت کا دین تجہی پیغام
حوصلہ کیا ہی غم کی مارون کا

کیا بلا ہی کہ ساری دنیا مین
تذکرہ ہی ستم شعارون کا

نہ بدلی خلق کی سب نیکیونسی ایک بدی
یہ رشک دیکہہ تو اپنی گناہگارون کا

ہجوم دیکہہ کی یاد آگیا دمِ محشر
کسی کی راہ مین مجمع وہ بیقرارون کا

طلب ہی لطف سی تو ٹالنا تغافل ہی
ادا سی لیتی ہین سب کام وہ اشارون کا

میری ماتم مین رہی فکر ستمگارون کا
حوصلہ پست ہوا عشق سی بیمارون کا

یون تو دعوی ہین بہت زہد کی لیکن توبہ
رنگ میخانی مین دیکہی کوئی ہشیارون کا

رجعت نہو آہ کی فسون کے
معمول ہی یہ بہی اس عمل کا

جفاؤن سہی اوس بت کی دنیا مین شاید
کوئی بچ رہا ہوگا بندہ خدا کا

صدمہ نہ اوٹہاتی ہم جفا کا
ہوتا جو نہ آسرا وفا کا

نواب بتون کی عشق مین کفر
کچہ خوف نہین تجہی خدا کا

یہ تہی ہی نیا قہر کہ اب حکم ہوا ہی
سر جای مگر نام نہ لی کوئی وفا کا
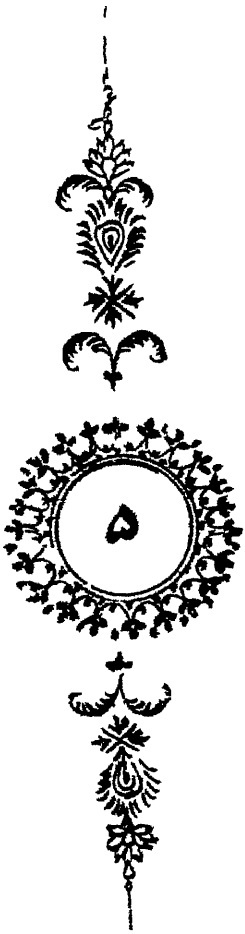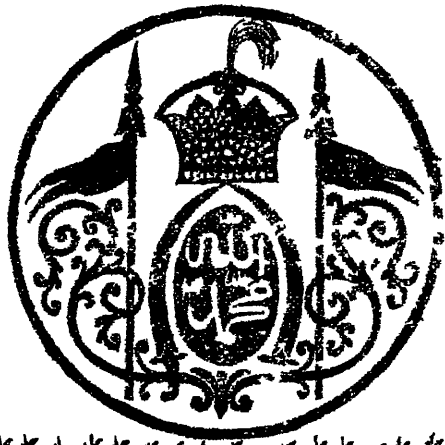
پوچہتی کیا ہو کہ عاشق کیون موی
کیا کہون حال اس غمِ جانکاہ کا

ازل مین مری سامنی تو نہ تہا
بڑا فضل تہا یہ بہی اللہ کا

سنا دی ذرا تو ہی دل کی تڑپ
فسانہ مری حالِ جانکاہ کا

نازان ہون اپنی فہم رسا پر کہ حشر مین
بدلی گنہ کی حق ہی مین طالبِ ثواب کا

آئین گی وہ بلائین جو آئی نہون کبھی
چندی ہی جو رنگ رہا اضطراب کا

عیشِ جنان سی کم نہین لذت وصال کی
ناصح جو ہی فراق نمونہ عذاب کا

نواب دیر سی چلی کعبی کو شکر ہی
اب بھی خیال کچھ اونہین آیا ثواب کا

نازکیونکر اپنی مرنی پر نہو مجکو خدا
دیکھ تو کشتہ ہون آخر کس بتِ مغرور کا

گیا جانی مین کیا کچھ اوسی نواب سناؤن
پرسان ہو اگر کوئی مری رازِ نہان کا

ای آفتابِ حشر نسو ہی تجھی بھی کچھ
آئی نظر جو رنگ جدائی کی رات کا

آئین گی وہ عذاب کہ دوزخ بھی ہو خجل
ہوگا جو انتقام تری التفات کا

دشت بنجای گا گھر کاتبِ قدرت تیرا
کھنچ گیا کچھ بھی جو نقشہ مری ویرانی کا

راتدن اوسکی تصور سی نہ نکلو نواب
اس سی بہتر نہین ہی طرز نگہبانی کا

نزع مین پاس سی بہی اوسکو ندیکھا تو آب | ہمتو سنتی تہی بہت شہرہ تری حسرت کا

ہاتہ رکہ لیتی ہین آنکھون پہ وہ کس انداز سی | تذکرہ کرتا ہی جب کوئی کسی بیمار کا

منع کرتا ہی مجہی عشق بتان سی اے خدا | مجہ سی بدتر حال ہو جائی مری غمخوار کا

اسطرح جہپکی پلک اوسکی شبِ غم چار پہر | جسکی آنکھون مین ہو عالم ابرِ دریا بار کا

عشقِ بُت مین ہین وہ کافر ہون کہ قشقی سی فخر ہے | رکہتی ہین تسبیح مین رشتہ مری زنار کا

نزع مین تہا موت سی بدتر مجہی | مسکرا کر پوچہنا اغیار کا

فتنون نی بہی منہ دامنِ محشر مین چہپایا | شہرہ ہی یہانتک تری بیدادگری کا

مر جاونگا پہر رشک سی محشر مین الٰہی | پرسان نہو کوئی مری داغِ جگری کا

ہی مجکو عزیز ایسی خورشید قیامت | پرتو ہی کچہ اسمین تری بیدادگری کا

ایک بھی ایسا نہین دُنیا مین جو تیرا نہو
پھر بھلا کس سے کرون شکوہ تری بیداد کا

مین وہ وحشی ہون قفس مین رنگ میرا دیکھکر
بارہا نواب مُنہ فق ہوگیا صیاد کا

ستم ہی اب بھی وہ اس ناتوان سی کرتی ہین
کہ بستر پر قیامت ہے بدلنا جسکو کروٹ کا

یہ خبر سنکر وہ دشمن جان کی ہو جائینگی
تذکرہ کرتی ہو ناحق تم مرے احباب کا

جوش جنون کی ہائی رے شوخیان تو دیکھ
جاسوس بن گیا ہی محبت کی راز کا

اوٹھوا دو ناز اور کسی سے کہ اب یہان
کچھ سلسلہ ہی صبر سے ناز و نیاز کا

اپنی دامن کا جھٹکنا وقت رخصت دیکھ لی
بس یہی نقشہ ہی میری گردش ایام کا
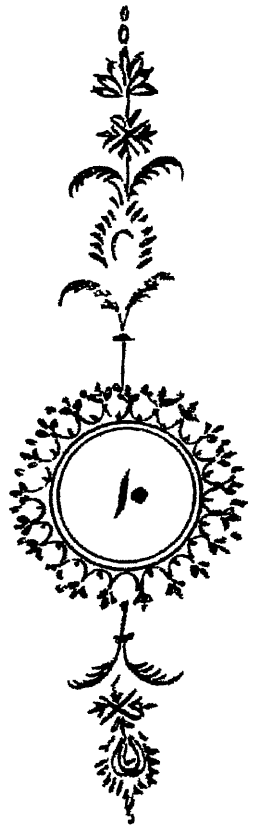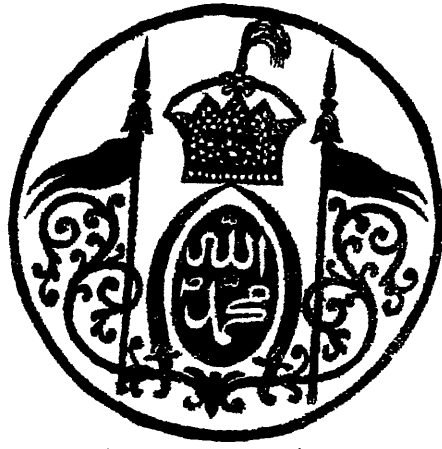
کیونکر نہ ظلم اوٹھاون بتون کی نئی نئی
پرتو ہی ان مین اوسی حسن قدیم کا

سپہر پہ تھا ایسکا شہرہ زمین پہ تھا ایسکا چرچا
عجیب کچھ یہ رنگ بندھ گیا تھا امام آخیرہ آئین کا

چاہت نی قد و زلف کی یہ لطف دکھایا
محتاج نہین ہی کوئی اب دار و رسن کا

آنکھین ہوئین ناسور جو رونی سی تو پھر کون
نظّارہ کری گا تری بیساختہ پن کا

ملی گی پھر یہ کہان لذتِ خلش ای کاش
نہو خیال تجھی دل کی چارہ سازی کا

پیدا ہو زمانی مین یا رب وہ حشر تک
باقی رہا ہو کوئی اگر میری نام کا

لی بدلی کچھ تو عیش کا دشمن سی بھی فلک
شہرہ جہان مین ہی تری انتقام کا

عرضِ نیاز پر وہ بگڑتی ہین ناز سی
سچ ہی یہی جواب ہی میری سوال کا

جلی کچھ گبر و ترسا تو بھلا کیا فائدہ ہمکو
عدو کی گھر الٰہی بھیج دی شعلہ جہنم کا

وہ کیونکر چھوٹی عذر سی ہی شادان دلمین جو تو
جو اندوہ شبِ فرقت سی مہان ہو کوئی دم کا

عجب نغمہ دو تھا نواب جو خالق سی کہتا تھا
کہ دل مین میری ہی دی آہِ دو عالم کا

الفت کسی سی ظالم کاہی کو کوئی کرتا
ایسا ہی شیوہ ہوتا گر سب ستمگرون کا

ملائک تڑپنی لگی ہای کہکر
سرِ عرش پہنچا جو نالا کسیکا

اداسی بگڑنا لگاوٹ سی ملنا
یہ انداز بہی ہی نرالا کسیکا

کس منہ سی کرین شکوہ کہ مدت سی یہان تو
ہی نام لبون پہ سحر و شام کسیکا

ایسی ہی دل کی لینی مین اولجہن ہی تو پہر
سودا تمہاری زلفِ پریشان کا ہو چکا

نواب چاہتی ہو کہ ہو عشق کا علاج
ہی گر یہی مرض تو بس آرام ہو چکا

کہنی لگی وہ وصلتِ دشمن کی داستان
حالِ غمِ فراق مین جسدم سنا چکا

کیا خاک تیر اشک مین ممنون ہون کہ تو
دامن سی اوسکی خون بہی میرا نہ دہو سکا

ہی جبکہ آپ کو ناز اوس سی تو کبہی
گیسو کی بوجہ کا بہی تحمل نہو سکا

یون آکہینچی ہینی کہ اوس فتنہ گرسی ہی
دم بہر بر عدو مین تغافل نہو سکا

ہوا ہی مدتون مین وہ ستمگر مہربان اپنا
بنائی اور عالم مین مکان اب آسمان اپنا

سب مٹا دیا ہمنی غم مین خان و مان اپنا
تا نہو کبہی معلوم غیر کو نشان اپنا
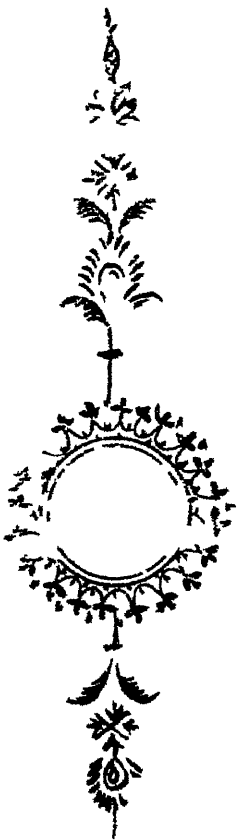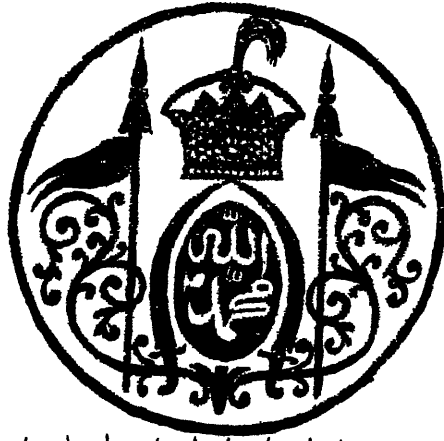
محال ہی کہ کبہی ہو وہ بیخبر اپنا
ذرا خیال رہی تجکو نامہ بر اپنا

شب وصال صنم ہای کون دیکہی گا
یہی جو حال رہا غم سی تا سحر اپنا

نہو رقیب کی فریاد سی کہ دم بہر کو
ہماری آہ کو دیدی ذرا اثر اپنا

ہای بیجرمی قاتل کی شہادت کی لیی
نام خود ہمنی لکہا ہی سر محضر اپنا

بسکہ ہی ورد یہی ہر سحر و شام اپنا
اس لیی وہ نہین لیتی ہین کبہی نام اپنا

سانہ دی کیا کسی مظلوم کا وہ ای غالب
نہوا ہو کسی صدمی مین جو ناکام اپنا
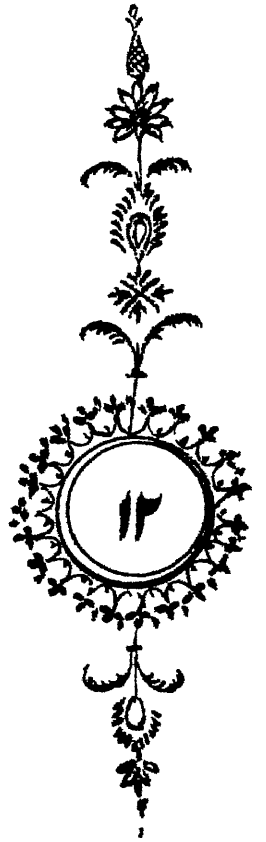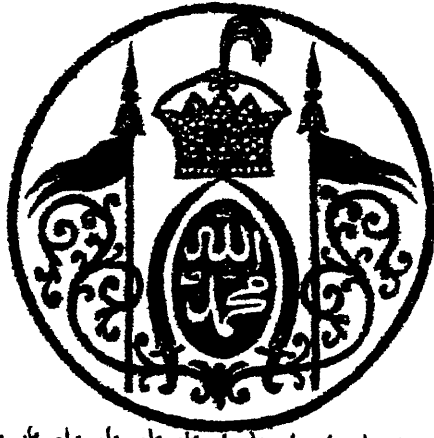
تظلم کی لیئی کہا ہی ہمنی کیون کفن اپنا | یہی ہوی ہین تو بس ہو چکا وہ گلبدن اپنا
نہ بتانی پر اسی ہی یہ تڑپ کیا ہوتا | تم بتا دیتی اگر دل کو ٹھکانا اپنا
لاکہ آغوش مین تم دل کو چھپاؤ نواب | ڈھونڈہ ہی لی گی وہ مژگان تو نشانا اپنا
تو بہ بیداد سی ہرگز نکرو تم ہر چند | کر چکا کام یہان چرخِ ستمگار اپنا
بخت بد پر ہی یہ تکیہ کہ عدو کی کھٹکی | حال کہہ جاتا ہی نواب سی ہر بار اپنا
ہوا ہی عزم الہی سوِ عدم میرا | بتا تو کونسی دل مین ہی کا غم میرا
چاک کرنی ہی بھلا نامی کی حاصل کیا ہی | آپ سمجھی ہین کچھ اسکو بھی گریبان میرا
قتل کرکی مجھی کہتا ہی ادا سی وہ شوخ | تیری سر پر یہ ہا حشر تک احسان میرا
بیہوش گا اتنی نہ آئی گا ہوش حشر کو بھی | پہنچ گیا جو کبھی ہاتہ تا سبو میرا
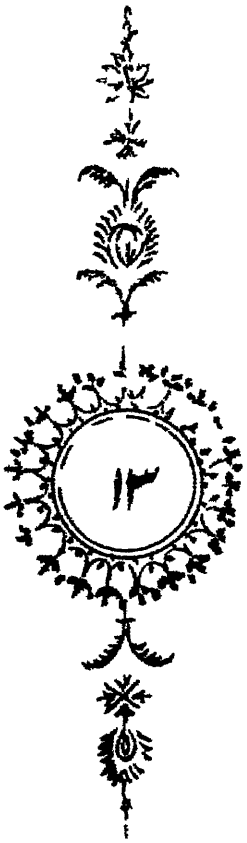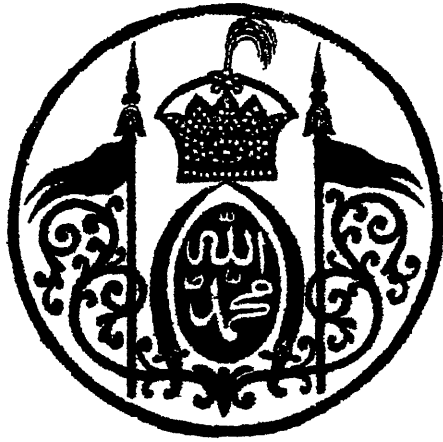
رقیب جان ہی میدون گا رشک سی تجہ نی — گلہ کیا جو کبہی میری روبرو میرا

آئینہ نہ دیکھتا جو ہوتا — غم مین کوئی غمگسار میرا

خدا ہی جانی ستم کونسی ہون آخر مین — ابہی تو لیتی ہین وہ صرف امتحان میرا

ای پریوش یہ تیغون کی کہ کبہی ای نواب — نام لیتا نہین اب کوئی مسلمان تیرا

ذکر پریونکا وہ سن سن کی جلا ای نواب — چل گیا آج تو اوس شوخ پر افسون تیرا

مین تجہ ہی سی اطلی نواب لڑون کس کس سی — عشق جانان مین تو دشمن ہی زمانہ تیرا

عدو کا خط سمجہکر نامہ قاصد سی لیا لیکن — بہت بگڑی لفافی ہی سی جو خط میرا نکل آیا

سمجہونگا مین ای چارہ گرو گر مری دل سی — ارمان کوئی ہمرہ پیکان نکل آیا

کس لیی ہاتہون سی تہامی ہو دل — گیا مرا درد جگر یاد آیا

ٹھی گا مرحبا کون ای اجل تیری ادا اون پہ
جو مرتی دم بہی مجکو غمزۂ قاتل پسند آیا

تمہین تو جان سی بہتر کی ہی نواب دل اپنا
کرو گی کیا جو اوس بیرحم کو یہ دل پسند آیا

ابہی عوی بہت ہین اپنی بیرحمی پر اوسبت کو
مری اوٹہین گی مقتل مین جو کوئی جان بلب آیا

اشاری ہو رہی ہین کیسی کیسی لوگ ہنس ہنس کر
عبث نواب تو محفل مین اوسکی بی طلب آیا

اور اب آئی قیامت کہ سب مجہی
عیش جاوید مین غم یاد آیا

کعبی جاتی تو ہو لیکن نواب
کیا کرو گی جو صنم یاد آیا

مقتل مین اوسی جو وہ بیداد گر آیا
مین کیا کہون یار وکہ مجہی کیا نظر آیا

ٹہتی ہین کہ وصلت نہین ممکن ہی صد افسوس
الزام مری دل ہی کی امید پر آیا

نہ ملنی کا اسی پردی مین اک اشارہ تہا
کہ بزم غیر مین وہ شوخ بی نقاب آیا

ڈرون گا فکر مین کیا جان دینی کی یار
جو وقتِ قتل بہی ظالم کو کچہ حجاب آیا
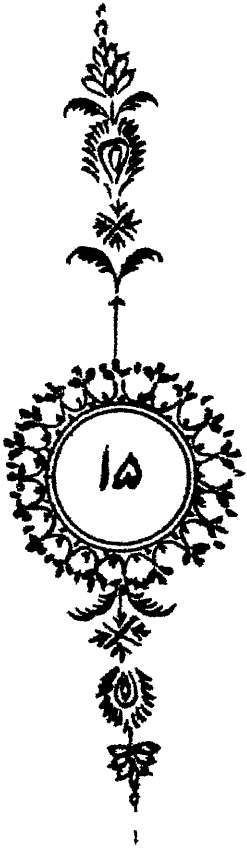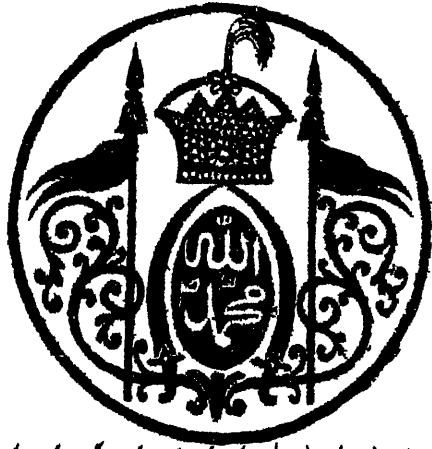
شگفتہ جب کسی غنچی کو دیکہا موسمِ گل مین
شبِ وصلت کسی کا مسکرانا مجکو یاد آیا

پڑہین گی فاتحہ ہم تیری روح پر مجنون
جو زیرِ پا کبہی صحرا مین کوئی خار آیا

قفس مین میری تڑپنی کی فکر کر صیاد
سُنا ہی دہوم سی پہر موسمِ بہار آیا

ستم فراق کا یہ دیکہ تو کہ آنکہون مین
رہی نہ اشک تو پہر پارۂ جگر آیا

نہوگا کوئی مےکش دہر مین نواب سے بڑہ کر
کہ مسجد مین بہی شانی پر لیی می کا سبو آیا

ہم جانتی تہی دل کو بڑا صاحبِ تدبیر
پر وہ بہی غمِ عشق مین کچہ کام نہ آیا

ہر دم یہی دہڑکا ہی کہ اب آئی قیامت
مر کر بہی ہمین گور مین آرام نہ آیا

گہ شکوۂ بیداد کبہی شکرِ تلطف
ہمکو تو کوئی اسکی سوا کام نہ آیا
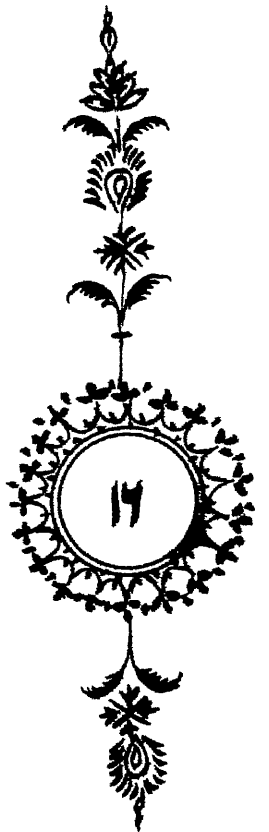
رونا نہین آتا ہی کہ مرنا نہین آتا — انصاف سی دیکھو تو ہمین کیا نہین آتا

مرتی ہین سبھی یون تو تری ناز و ادا پر — پر میری طرح ایک کو مرنا نہین آتا

توقیر کی خواہش ہین کرون خاک کہ مجکو — اوس بزم مین سوا ہی تو ہونا نہین آتا

نفرت نہین کچہ اوسکو نواب یہ فقط ہی — الفت نہ اگر ہوتی تو دل مین نہ وہ آتا

وہ گہر مین بہی اولٹین گی منہ سی نقاب کیا — ہوگا ہماری ضد سی وہان بہی حجاب کیا

روز جزا جو پوچہین گے نواب تیرا حال — ہمسی تو کہہ دی گا وہان تو جواب کیا

جسکی رگ رگ مین اسیری کا ہو ذوق — وہ بھلا ہو دام سی آزاد کیا

گہر تو ویران کر چلی نواب تم — ہوگا اب جنگل کوے آباد کیا

ذکر بت سی ہو گیا واعظ خموش — ہم بہی اوسکی طرح بت بنجائین کیا
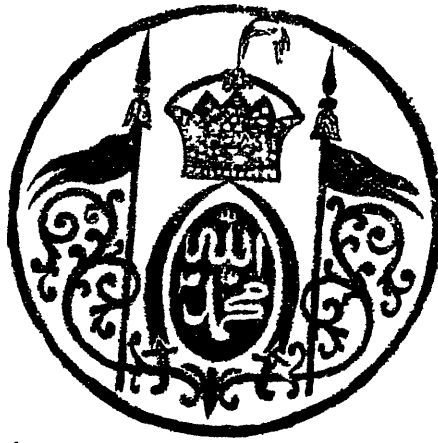
جو نہ سمجھی آپ کو بھی عشق مین — پھر اوسی کہی کہ ہم سمجھائین کیا

چاہ کر کی جان ہی سی جب گئی — پھر تمہاری ظلم سی گھبرائین کیا

جاتی ہو نواب تم پھر شکایت سیر ہو — تم کرو شکوہ جفا کا اور وہ فرمائین کیا

ہو گئی ہی مصیبت جب ہوگی بیقراری — مانا کہ صبر دل نی دم بھر کیا تو پھر کیا

وہی مرتی ہین جو اچھی ہین نواب — مریضون کا تو اوسکی پوچھنا کیا

کسطرح دل سی نکالون ہوسِ روزِ وصال — اوسکی کوچی مین نہو گی شبِ تنہائی کیا

تقدیر کا لکھا جو مٹاؤ تو ہی مزہ — ہم آپ مٹ گئی ہین مٹاتی ہو ہمکو کیا

جو مر رہا ہی بلا سی ہی نہین کچھ غم — عدو کی مرنی سی جای گی خدائی کیا

کیون مسیح ابتک فلک پہ بیٹھی ہین چھپ کوئی — اوسکی کوچی مین نظارہ کی لیی آئین گی کیا

کیون نہ عیسی کو بلاؤن چرخ سی پھر علاج
وہ بھی تیری غم مین میری طرح مر جائین گی کیا

گو ہون محجوب فرقت کی شکایت سی مگر
وصل کی تہنی کری سُنی نہ شرمائین گی کیا

جب کہا اوس شوخ نی کیون چاہتی ہو تم ہمین
مجکو حیرت ہے کہ پہر نواب فرمائین گی کیا

غلط ہی نکلی الہی تری سبک وضعی
وگرنہ ہمنی سنی ہین حکایتین کیا کیا

جو محفل مین میں نی نظارہ کیا
تو غیرون کو اوسنی اشارہ کیا

جب نہ سُنا اوسنی غمِ دل تو پہر
شعر ہی مین اپنی سُنایا کیا

جسنی تری شکل بنائی تہی وہ
کیون نہ ابد تک تجہی دیکہا کیا

ناصح ہزارون کہیل گئی اپنی جان پہ
ہمنی کسیکو دل جو دیا کیا بُرا کیا

اوکتاتی ہین فراق مین سب عشق سی یہان
ہجران مین شوقِ وصل ہمارا بڑہا کیا

کاش احوال مرا تو نہ سناتا قاصد — اس سے تو اور اوسے مائل بیداد کیا

مرتے دم چھوڑ دیا کنج قفس سے مجکو — ہاے کیا ظلم و ستم تو نے یہ صیاد کیا

نام اپنا مٹا کے دنیا سے — ہمنے بھی عاشقون مین نام کیا

قصۂ زیست تھا دراز مگر — اوسنے دو باتون مین تمام کیا

کرتے ہین کیا کچھ یہ غیرت والے جسکی چاہت مین — مرکر ہمنے اوسکو ناحق دنیا مین بدنام کیا

وصل سے بگڑے وہ میت پر راضی ہوے — یہ بھی جھگڑا اپنے اوسنے عجب یکسو کیا

خوبی قسمت تو دیکھو عاشقون کی گن کے نام — مجکو بھی اغیار مین اوس شوخ نے شامل کیا

لوح محفوظ پر لکھا نامہ — ہمنے بھی کیا ہی اختصار کیا

یاس سے تجکو دیکھ لیتے ہم — موت نے کچھ نہ انتظار کیا

نواب کیا سبب ہی کہ آزارِ عشق مین
جس سی ملی تم اوسنی ہی تم سی حذر کیا

حیات و مرگ مین جھگڑا تھا ایک مدت سی
کسی کی تیغ نی دم بہر مین انفصال کیا

ہای کیون کی تہی نگاہِ لطف جسکی وجہ سی
دیکہکر مجکو وہ ساری عمر پچتایا کیا

دل کو شبِ فراق یہ کسکا خیال تہا
جو ایک ایک آن مین لطفِ وصال تہا

منگوائی جو شمع اوسنی ظلمت کا بہانا تہا
پروانون کی پری مین میرا ہی جلانا تہا

جو اپنا حالِ دل اوس شوخ کو سُنانا تہا
تو آگی غیر کی نواب یون نہ جانا تہا

رقیب کو نہ بُلایا جو سیر ہو جاتی
دمِ عتاب اگر مجکو آزمانا تہا

مین تہی کشتۂ انداز تہا لیکن اوسکو
دیکہکر غیر ہی کو ناز سی شرمانا تہا

کیون تغافل سی کیا قتل مجہی ای نواب
ناز سی اوسکو جنازی پہ ذرا آنا تہا

نہ نگہ مین حسرتین تہین نہ کچہ آہ مین اثر تہا
تری آگی میری ضد سی دلِ غیر نوحہ گر تہا

دلِ غیر کو کسی نی جو کیا اداسی بسمل
تو وہ ہای یہ نسوچا کہ یہان تو ہی جگر تہا

سبہی ہی وہ عدو کی انکی مین سمجہا کیا غلط
بد قسمتی پر اپنی یہ کچہ اعتبار تہا
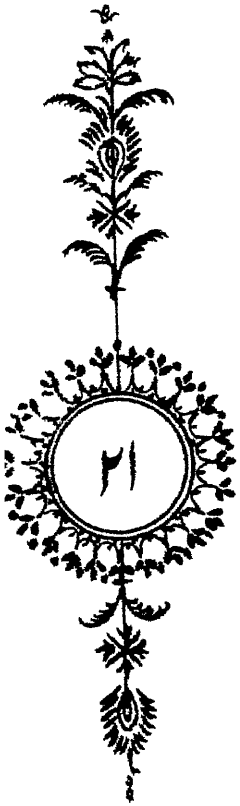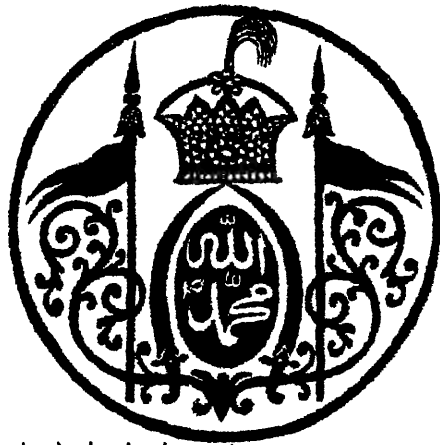
ایسا بلا کا ہجر مین دل پہ ورود تہا
شرمندہ جسکی آگی عذابِ خلود تہا

میری ہی دم سی فتنہ گری اسکو آگئی
نواب پہلی ہی تو یہ چرخِ کبود تہا

ساری جہان کی ہین منہ ہی وصل مین وہین
جس جس جگہ فراق مین شدت سی دود تہا

نواب سا کہان ہی زمانی مین رنج دوست
عیشِ جنان مین بہی تو طلبگارِ درد تہا

وہ ہر نگاہِ شوق کو گنتی تہی وصل مین
مجہ پہ تو لطف مین بہی ستم بیحساب تہا

بی پردہ غیر سی جو ہوا شب تو وہ ہوا
حیرت مین ہین کہ مجکو سحر کیون حجاب تہا

بیٹھا ہی آج رندون مین پیرِ مغان بنا | نواب کل تو مدعیِ احتساب تھا

مر نہ جاتا فراق مین کیونکر | تجھسی کچھ شرمسار ہونا تھا

قدر ہوتی تو اوسکی ناوک کو | میری ہی دل کی پار ہونا تھا

تھا جو فرقت کا خوف تو نواب | وصل ہی مین نثار ہونا تھا

موت بھی تنگ آ کہ اسسی اپنی گھر اولٹی پھری | رات کو فرقت مین تیری یہ ہجوم نالہ تھا

تھا وہی نواب بکسی رات تیری بزم مین | جسکی ہر نوکِ مژہ پر دل کا اک پرکالہ تھا
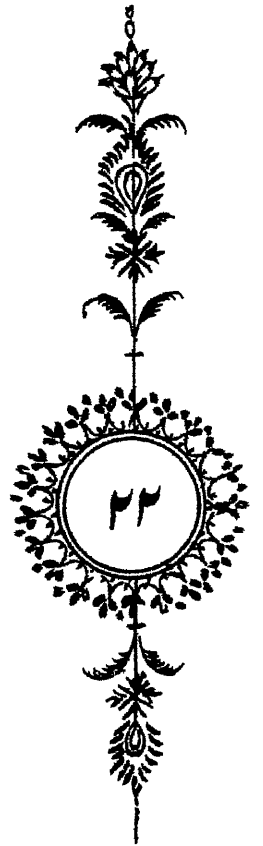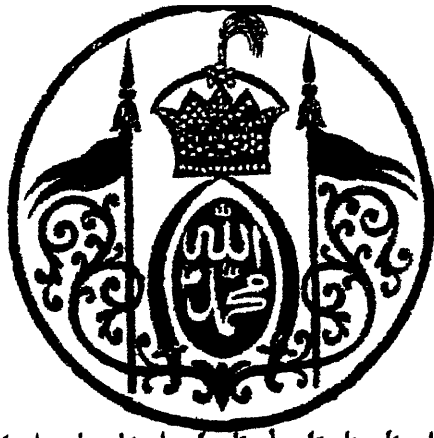
جانتی ہی جسکو سب خلقت تجلی طور کی | وہ بھی نواب اک اوسی کا جلوہ مستانہ تھا

آسمان کو کیا عداوت تھی جو دیتا مجکو عشق | کچھ نہین نواب یہ قسمت ہی کا کچھ پھیر تھا

افسوس کہ وہ پھیرتی ہین اب اوسی دل کو | آغاز ہی مین جس سی ضد نہ منی کیا تھا

آفرین تک بہی نکلی میرے منہ سی وقتِ قتل
اسقدر نواب اوس قاتل کا خنجر تیز تہا

دنیا کی جفاؤن سی تو اجی نہ بہری گا
پہلی ہی تری خو سی مین پہچان گیا تہا

اضطرابِ دلِ بسمل مین تہی یارب کیا بات
کہ وہ بیدرد بہی حسرت سی تماشائی تہا

قتل اوسنی نکیا مجکو خطا پر بہی مگر
میرا مرنا خللِ اندازِ خود آرائی تہا

دیکہتی ہو تم جسی ناسور اپنی ہجر مین
ابتدای عشق مین یہ دیدۂ خونبار تہا

دیدیا اوسکو جسی کچہ قدر ہی اوسکی نہین
غیر تو یارب مجہی بہرِ ستم درکار تہا

کیون اوڑی نامہ بر کو دیکہکی ہوش
تہا خدایا کوئی ہیبہ تہا

عرش پر بہی ملک تڑپتی تہی
ہاتہ مین کسکی آج خنجر تہا

لی جان تڑپ تڑپ کی آخر
دل تہا کہ یہ دشمنِ بغل تہا

پہلو مین رہا جو رات بھر درد | شاید وہ عدو سی ہم بغل تہا

تم نہ آئے مگر تسلّی کو | وعدۂ صبح و شام کرنا تہا

سمجھا مین اوسکو دشمنِ جانی اگرچہ تو | میری ہی واسطی سی دلِ آزردان مین تہا

تجھی جب دیکھتا تہا رات کو تو اب محفل مین سا | تو کس حسرت سی رو رو کر کلیجا تہام لیتا تہا

آج لی آئی ہین نواب اکو گہر مین ورنہ | کونسی دن تری کوچی مین وہ مظلوم نہ تہا

بن کی بیخود گر پڑی قدمون پہ نواب ہم | اوسکی پایہ بوسی کا بہتر اس سی کوئی ڈھب نہ تہا

ہائی اوسکو کیون سکہائی تو نی وحشت کی چلن | تار تک بہی نہ چہوڑا جسکی گریبان مین تہا

تجھسی کیا بگڑی ہی چاہت مین کسیکی ورنہ | کبہی فرقت مین نہ مرا غمخوار تہا

رشکِ عدو سی رات تری راہ مین مجھی | تعویذ تہا لحد کا نشانِ قدم تہا

نواب رنج عشق کو پیدا کیا ہی کیون
آخر غم جہان ہی تو مرنی کو کم نہ تھا

ناز کیا کیا ہی تجھی اپنی ہی یکتائی پر
کیا ازل مین کوئی یارب بت مغرور نہ تھا

نواب تو نی وصل کا پیغام کیون دیا
کمبخت کیا فراق مین تجھکو مزا نہ تھا

رنج ہو تو تجھسی مجھسی ہی کیون ہم پر غضب
مانع وصلت تو تیری ہی حیا تھی مین نہ تھا

ظالم تو بہت گذری ہین آفاق مین لیکن
تمسا تو جفا پر کوئی مغرور نہین تھا

ہون مضطرب ایسا تری پہلو مین کہ اتنا
بیتاب کبھی مین تہ خنجر نہوا تھا

کیون وصل کی اقرار سی نواب ہو خوش خوش
یہ وعدہ تو تمکو کبھی باور نہوا تھا

فکر ہوگی نئی مخلوق کی تجکو یارب
یون ہی چندی وہ اگر مائل بیداد رہا

ہر گھڑی دل کو یہ دھڑکا تہا کہ اب صبح ہوئے
وصل مین ہی غم ہجران ہمساز رہا
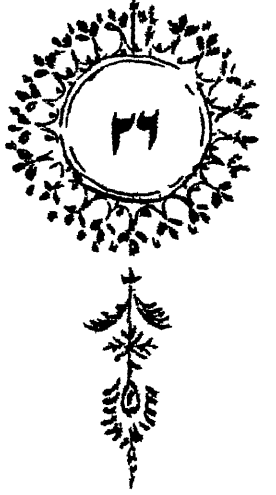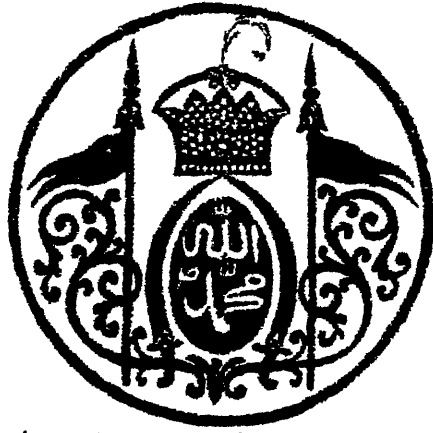
یہ بیخودی تہی کہ ہرگز اوسی نے پہچانا
یہان تو وصل مین بہی ہای انتظار رہا

کسی کی درد کی آمد جو دل نے سُن لی تہے
اِس انتظار مین تا حشر بیقرار رہا

گلی کرونگا ہزارون ہی وصل مین نواب
جو دل سے اپنی مجہی کچہ بہی اختیار رہا

نہ تو ملا تو مرین گی تری تصویر پر
کہ درد و غم مین ہی دل کا چارہ ساز رہا

کرون رقیب کا شکوہ مین کسطرح تجہسی
بہلی بُری مین نہ جب تجکو امتیاز رہا

بیٹہین ارباب عشق اکبتک ذرا انصاف کر
مدتون تک تو تری غم مین ماتم رہا

منزل کا دہیان آتی ہی پہنچا ہون یار تک
مین اپنی کچہ خیال ہی بہی پیشتر رہا

اب نہین صبر کہ مین شک سے کہینی کی لیی
مدتون تک تو ترا مائل تصویر رہا

وصلت سی اور شوق یہان تو سوا ہوا
کیونکر کہون کہ اب کوئی ارمان نہین رہا

اوسنی کسی کی نہی سُنی میری قتل مین
شکرِ خدا کہ غیر کا احسان نہین رہا

لذت اوٹھاتا کچھ تو تڑپنی کی بعدِ مرگ
افسوس حشر تک بھی مین بسمل نہین رہا

کیونکر رہی گا اوسکو خیالِ نیازِ عشق
جس بُت کی دل مین خوفِ خدا کا نہین رہا

اثر آیا دعا مین اوسدم ہای
دل مین جب کوئی مدعا نہ رہا

ہی دل مین آج موت کی انداز دیکھنا
کچھ رہ نجای ای نگہِ ناز دیکھنا

نواب بیخودی تو رہی صلوت مین کہین
مُنہ سی نکل نجای کوئی راز دیکھنا

مصروفِ عیش بزم مین سب ہین مگر مجھی
تصویر بنکے صورتِ دلدار دیکھنا

گردن جھکانی کا تو نزاکت لحاظ کر
اوچھی پڑی نہ یار کی تلوار دیکھنا

پھر آتی ہی بہار زمانی مین ای جنون
باقی رہی نہ جیب مین اک تار دیکھنا

محفل مین بلکنی لگی حسرت سی سب اغیار
کیا جانیی ہمنی اونہین کس پیار سی دیکھا
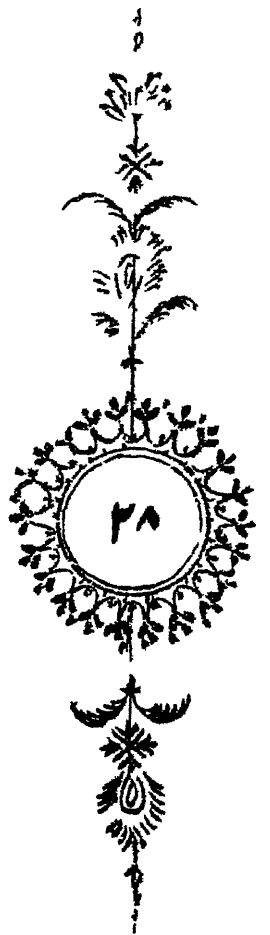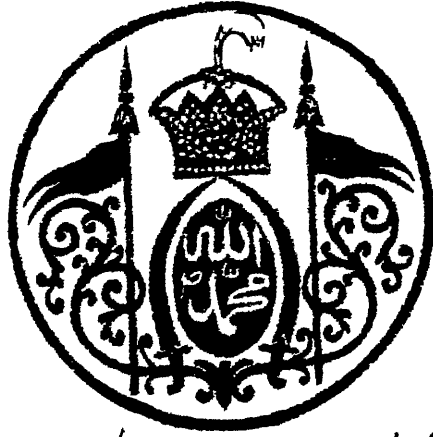
ہوگا اوسی کیا شامت اعمال کا دہڑکا
جسنی تری فرقت مین شب تار کو دیکھا

مین رشک سی مرگیا جو کوئی
لوحی مین تری مزار دیکھا

نواب جہان ہی جان کا ڈر
تجکو وہین لاکہہ بار دیکھا

کوئی صدمہ نہین وائی تو بتا ای نواب
نگہ یاس سی کیون تو نی فلک کو دیکھا

ای نوح بہت ناز دعا پر ہی کہو تو
ٹکڑا ابہی جگر کا کوئی طوفان مین دیکھا

یہ صدمہ نہ کہی گا قیامت مین بہی کوئی
جو مینی شب ہجر کی آہرن مین دیکھا

تم تو غیرون کی نظارے مین تہی مصروف مگر
مجھسی پوچھی کوئی جو مینی تماشا دیکھا

مینی جانا کہ یہ خورشید قیامت نکلا
جس گہڑی وصل کی شب صبح کا تارا دیکھا
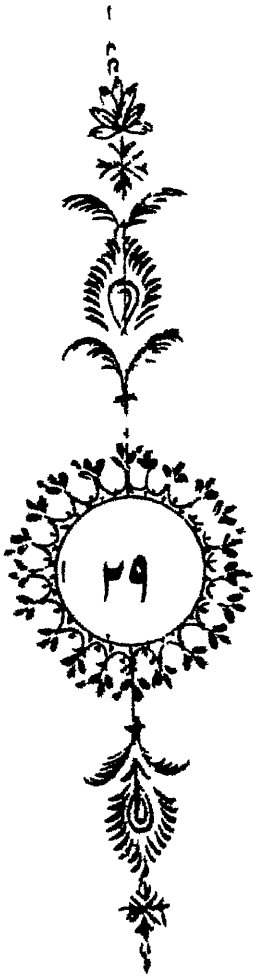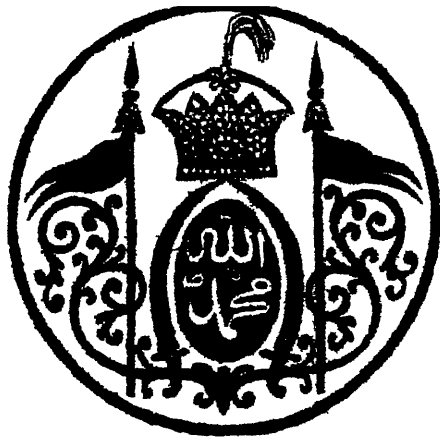
حال کیا ہوگا حشر مین سب کا
تمنی اس ناز سی اگر دیکھا

اوسنی دیکھا نہ دل مرا جسنی
تیری زلفون کو تا کمر دیکھا

لی کی آیا ہی جو خود آج وہ پیغام وصال
نگہ یاس سی کسنی سوی زبان دیکھا

جان کو رشک یہی ہی کہ جگر نی نواب
دل کو آتی ہوی کیون تا سر مژگان دیکھا

نواب یون تو اوسنی انکہین لڑائین سب سی
پر دیکھنا وہی ہی جسکو اداسی دیکھا

خار بن کر اوسی سی اولجھی ہم
جسکو پہنی ہوی کفن دیکھا

وفا ہوا نہ کبہی گرچہ لاکہ بار ہوا
قضا کا وعدہ ہی گویا وصال یار ہوا

شکوہ بیداد سی فزونا الم حاصل ہوا
جسکو ہم آسان سمجھی تہی وہی مشکل ہوا

اپنی ہی صورت دکھا دینگی اوسی نواب ہم
اوسکی صورت دیکھنی کا گر کوئی سائل ہوا

سنا ہی آج وہان قتل بیحساب ہوا
اگر یہ سچ ہی تو اوسکو بڑا ثواب ہوا

عجیب سیر دکہائین گی تمکو مقتل مین
جو زیر تیغ ہمین کچہ بہی اضطراب ہوا

ان بتون کا بہی ہی کیا تبہ کہ اللہ اللہ
جن کی تصویرین سی مسجود صنمخانہ ہوا

گیا ہی بن ٹہن کر وہ آیا تہا شب وصلت مگر
جب بگاڑا ہمنی تو کچہ اور ہی عالم ہوا

جوش حسرت تجہسی سمجہونگا خدا کی رو برو
اضطراب دل تڑپنی سی جو کچہ بہی کم ہوا

نواب چارہ گر کی خوشامد سی بچ گئے
اچہا ہوا جو عشق کا آزار کم ہوا

ہی لطف زیست کا تو اسی چہیڑ چہاڑ مین
چہیڑا انہین کسی نی تو پہر کیا غضب ہوا

سونی دو بخت بد کو کہ سو بار آہ سی
نواب تمنی اوسکو جگایا تو کیا ہوا

وصلت کی بات تو نہین دن ہی فراق کا
آتی نہین ہی اب بہی قیامت کو کیا ہوا

گردن پہ اونکی خون ہی ساری جہان کا
حیران ہوں کہ جوشِ نزاکت کو کیا ہوا

ہی یہی اک شعلۂ فرقت مین جلنی کی لہر
مر ہی جاؤنگا اگر دردِ جگر اچھا ہوا

شکلِ مطلب تو جو نہ نکلی اس سی کیا مطلب اگر
نالۂ دل سی ہزاروں مرتبہ محشر ہوا

تم تو چھیڑتی تھی بہت نواب نامِ عشق سے
نازِ چاہت پر ہی اب یہ کیا ہوا کیونکر ہوا

رشک کرنا ہی تھا غیر سی تجکو نواب
ہای اس بات سی وہ اور بھی مغرور ہوا

آئی بہار بھی تو زمانی مین وہ سگھڑی
اس جیب چاک چاک مین جسدِ نمو ہوا

گیا خاک مین نماز پڑہوں واعظو کہ آج
سجادہ ایک تھا وہی رہنِ سبو ہوا

خطِ قسمت اور جا اپنا ٹھکانا کر کہ آب
اوسکی چوکھٹ پر مجھی شوقِ جبین سائی ہوا

کیا کچھ کہونگا اوس سی مین نواب اگر کبھی
ہنگامِ شکوہ کچھ بھی وہ مجھسی خجل ہوا

ہم یہ سمجھی تھی کہ غم دل سی نکلیگا کبھی | رہ رہی باتون مین مگر اوسکی فراموش ہوا

ڈھونڈھنی نکلی تھی تیری ضد سی ہمنوا ور کو | لا یار رہ پر تیری ہی عشق لی یہ کیا ہوا

تم جو تعذیر ندو تو ہی تمہاری تقصیر | جرم کا مجکو تو سو مرتبہ اقرار ہوا

ہار بیٹھی ہین قیسون نی اسی باعث سی | آج تو اب گلی کا تری پہر بار ہوا
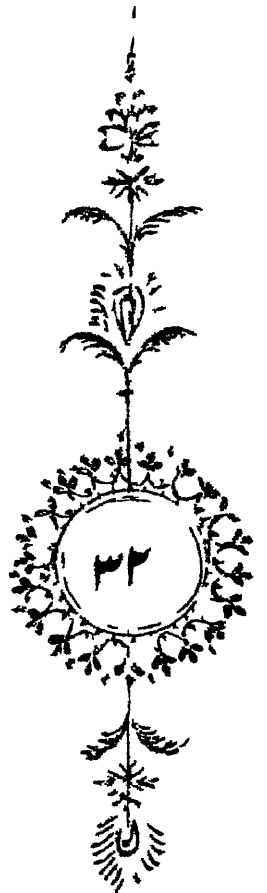
کس طرح زیست بسر ہوگی بتا تو یارب | حسرت دل کو غم دہر جو کافی نہوا

وہ تو مشتاق تھی رقت کی شب وصل افسوس | اشک شادی بھی مری آنکھ سی جاری نہوا

جنون کی جوش مین کاہی سی نہین ہونگا | اگر جنان مین ترا سنگ آستان نہوا

وہ رنج دوست ہین حسرت یہ آتی ہی ہر دم | کہ دل مین میری ہی سا داغ غم جہان نہوا

شب وصال عدو رنج ہی یہی غم اب | کہ قتل شرم مین کیون اوسکا پاسبان نہوا

کیا مزہ زیست کا آئیگا اوسی دنیا مین | جو کوئی تیغِ اداسی تری بسمل نہوا
لوگ مرنی کو بتاتی تہی بہت ہی دشوار | شکر صد شکر کہ یہ بہی مجہی مشکل نہوا
سجدی کرتا ہی کعبی مین زاہد | ہای اسوقت وہ صنم نہوا
بڑہ گئین مہربانیان اوسکے | غم مری دل سی پہر بہی کم نہوا
خاک افسوس کریگا وہ مری نی کے | قتلِ عالم سی بہی جو شوخ پشیمان نہوا
حوصلہ اوسکا بہی ہی دید کی قابل نواب | جو ستم پیشہ تجہی دیکہ کی حیران نہوا
بد عہد ہی دل کچہ بہی گر پاسِ وفا ہوتا | تو کیون مری سینی سی اسطرح جدا ہوتا
یہین ہی عشق نقصان ورنہ پوچہتی ہم کیون | بتا دیتا ہمین دل ہی ہمارا وہ جہان ہوتا
ذرا گردش جو بڑہ جاتی تو ہی نواب دنیا مین | ہمارا طالعِ برگشتہ دسوان آسمان ہوتا
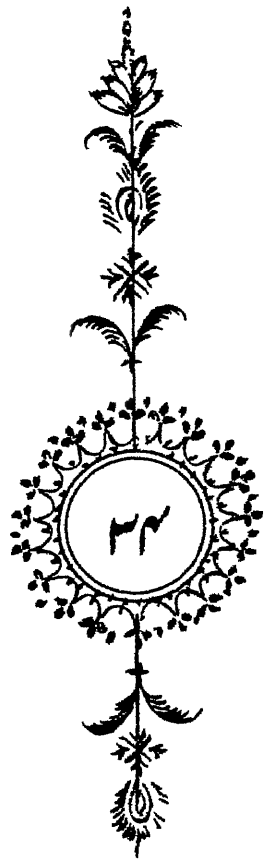
کبھی سجدی سی نہ اوٹھتا مرا سر قسم خدا کے | مری نالہ حزین سی جو وہ بیقرار ہوتا

یونہین ہم بھٹک بھٹک کی کہین ڈھونڈہ لیتی آب خوب | اوسی شوخ جیون سی غم ہجر کہین قرار ہوتا

جان دینا مری نزدیک جو مشکل ہوتا | تو تری جور پر اسدرجہ نہ مائل ہوتا

قدر جب عشق بتان کی تجھی ہوتی ناصح | تیری پہلو مین بھی میرا سا اگر دل ہوتا

نہ جی اوٹھتا تو پہر تشہیر کرتی | مرا تابوت ٹھکرایا تو ہوتا

حال دل بی سنی قیامت ہی | تم جو سنتی تو کیا سی کیا ہوتا

اور سب کچہ تجھی خالق نی سکھایا ہوتا | اک فقط غیر سی ملنا نہ بتایا ہوتا

غش مین بیٹھی ہی وہ سر کو لیتی زانو پر | کاش تا حشر نہ مین آپ مین آیا ہوتا

قتل کرتی مجھی ہوتا نہ اگر شادی مرگ | تمنی مژدہ تو کوئی آکی سنایا ہوتا

جتنی نقشی تہی وہ اے چرخ مٹائی ہوتی
داغ دل ہے نہ مرا تونی مٹایا ہوتا

تو ہی کہہ دینا حال دل قاصد
مجھسی تو کچہ ادا نہیں ہوتا

یہ ہٹ دہرمی ہی واعظ کی قسم کہانی کی قابل ہی
کہ تجکو دیکھتا ہی اور پہر قائل نہیں ہوتا

تمام عمر مین مرتا رہا ہون جسپر ہای
اوسی کو اک مری مرنی کا غم نہیں ہوتا

کیا بات ہی اللہ کہ اوس حسن و ادا پر
سب مرتی ہین پر ایک بھی مجھسا نہیں ہوتا

تا مجکو نہ امید ہو اسواسطی نواب
غیرون سی بھی محفل مین اشارا نہیں ہوتا

اندیشۂ فرقت سی ہین دو جان بلب لیکن
تم ہوتی ہو پہلو مین تو خنجر نہیں ہوتا

کیونکر ہو تسلی کہ ملاقات کو اب تو
دن حشر کا بھی ہای مقرر نہیں ہوتا

عاشق سبھی ہوتی ہین مگر حال کسی کا
نواب تمہارا سا بھی ابتر نہیں ہوتا
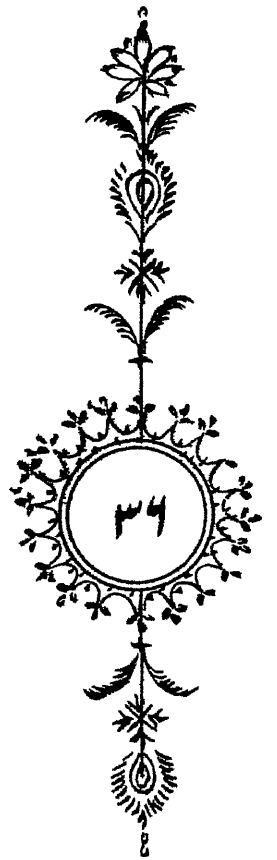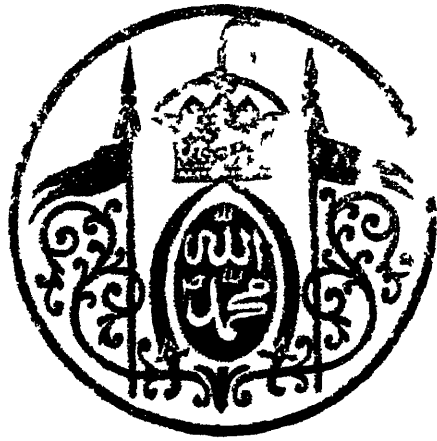
تنگ آ کی ظلمِ یار سی دل یار ہو گیا | دشمن جو تہا مرا وہی غمخوار ہو گیا

مرتا نہ ہجر مین کبہی عاشق ترا اگر | جب جان دی کہ غم سی وہ ناچار ہو گیا

خوابِ عدم سی مین تو ازل ہی مین مست تہا | پر اوسکی نازو ادائی کو ہشیار ہو گیا

جسپر ہزار ناز تہی نواب کو وہ دل | دو ہی اداون مین تری پامال ہو گیا

دل کو تڑپنی سی تسلّی ہوئے | درد جگر بڑہ کی دوا ہو گیا

اس طرح فریاد کی مینی کہ رونا ہی مرا | داورِ محشر کی نزدیک اک تماشا ہو گیا

تو غلط ہی جان میرا دعویِ الفت مگر | سوچ اتنا تو کہ مجہپر آہ مین کیا کیا ہو گیا

ناز تہا دشمن کو تیری لطف پر کیا کیا مگر | چار ہی دن کی ستم مین وہ بہی مجسا ہو گیا

ہر چند تہا عتاب عدو پر وہان مگر | دو جہڑکیون کو سنکی یہان کام ہو گیا
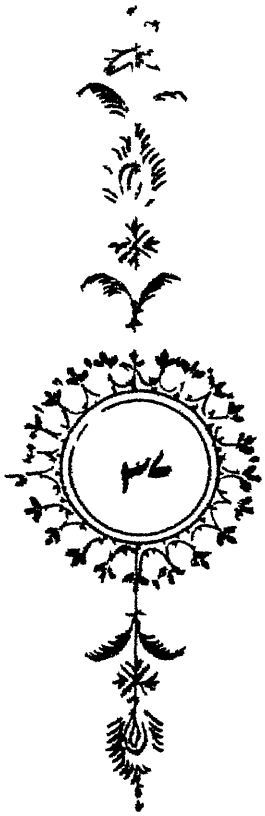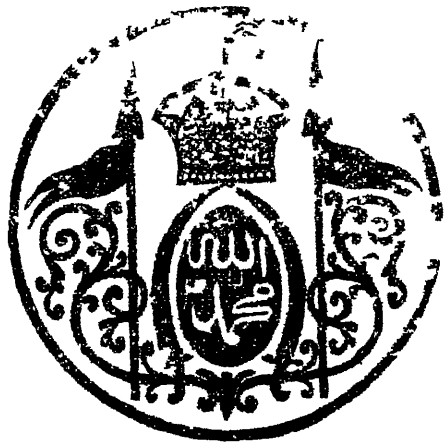
اوس بیوفا کا عشق کہان اور کہان
نواب ہای مفت مین بدنام ہو گیا

اُس شمع رو نی جلوہ دکہایا کہ رات کو
پروانہ جل کی بزم سی کافور ہو گیا

اوس تُند خو کی سامنی شکوی فراق کی
نواب اب ترا ہی مقدر رہو گیا

حشر پر رکہی تو ہین نواب سب دعوی مگر
گیا کر کی گرہان وہ شوخ منکر ہو گیا

وقت آخر وصل کا وعدہ کیا اوس شوخ نی
ہای مرنا ہی غم ہجران مین مشکل ہو گیا

وصل کی لذت مجہی ندہ نچہوڑی گی کبہی
گیا ہوا اگر ہجر کی صدمن سی جان بر ہو گیا

پہر نہ خاطر جمع اوسکی روز محشر تک ہوئی
تیری غم مین جو کوئی دم بہر پریشان ہو گیا

قتل کر کی مجکو کہتی ہین وہ کس کس ناز سی
آج ہمسی ہی بڑا کار نمایان ہو گیا

ایسی حسرت تہی نگاہو مین تری نواب ہای
دیکہکر اونسا ستمگر جسکو حیران ہو گیا

لایا خرامِ ناز سی آفت جہان پر | فتنون سی حشر کی ہی وہ اک چال چل گیا
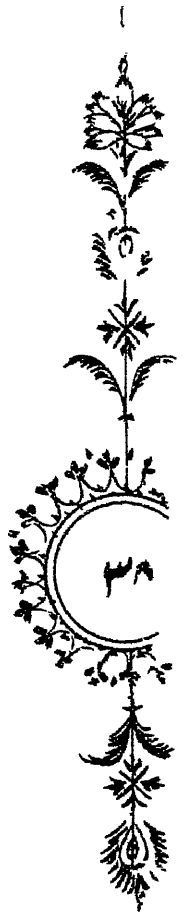
اُس جُرم پر کہ حشر مین چاہا تھا خونبہا | وہ شوخ پھر قتل وہان بھی مچل گیا

عیش و نشاط سب کو ازل مین ملا مگر | اندوہ و غم ہماری ہی دل مین سما گیا

فرقت مین سخت جان سمجھکر مجھی رقیب | مژدہ تری وصال کا شبکو سنا گیا

گو بیحد آرزو ہی مگر آہی جابی گی | وہ دل ہی یہ کہ جسمین سبھی کچھ سما گیا

گو عشق مین خراب ہوی پر یہ شکر ہی | جو چاہتی تھی ہم وہ ہمین کام آگیا

ہر چند بی قصور ہین پر کیا کرینگی ہم | خاطر مین تیری گر کوئی بہتان آگیا

ہوگا مزہ کچھ اور ہی گردش مین ای فلک | خاطر مین تیری جب کوئی ناشاد آگیا

بھولی ہنی تو ہو مگر اتنا ہی سوچ لو | کیا ہوگا گر کسی کو کبھی پیار آگیا

عشق مین آفت ہی سہی ناصح مگر
کیا کرین بیساختہ دل آگیا
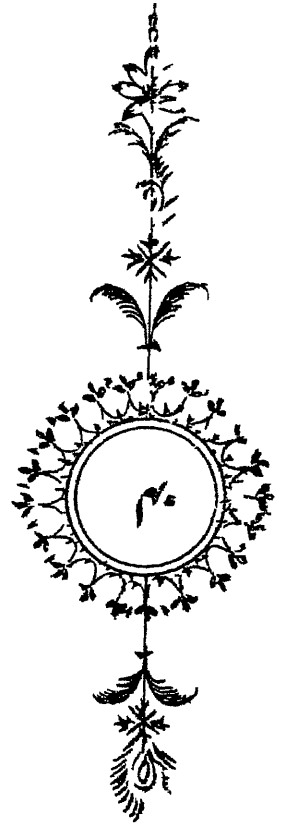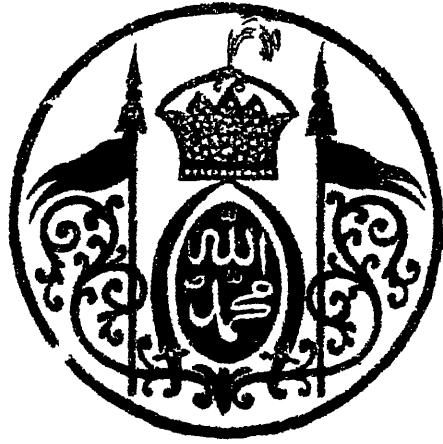
کس طرح کہتا مین ساری داستان
وہ تو دو ہی باتون مین گھبرا گیا

نواب ابھی کہتی ہو تم اوسکو خوش مزاج
معلوم ہوگا جب وہ کسی دن بگڑ گیا

بیڑیان ڈالدین پاؤن مین سمجھکر وحشی
ہاتھ بھولی سی بھی میرا جو گریبان مین گیا

پھر موت حشر تک نہ اوسی آئیگی کبھی
تجھپہ جو مرکی لطف سی پھر تیری جی گیا

اللہ ری دشمنی تری خنجر کی وقت قتل
آب حیات جان کی سب خنجرن پی گیا

تو نی نہ جب سنا تو پھر اپنی نصیب کو
اتنا سنایا قصۂ ہجران کہ سو گیا

دم شہادت کا وہ بھرتا کوہکن کا تھا یہ منہ
ہای کیون دنیا سی ظالم تیرا بسمل اوٹھ گیا

لذت درد یہ پھر کاہی کو حاصل ہوگی
چارہ گر دل سی ی گر کبھی ناسور گیا

اب دیکھین تاکتی ہی جگہ کونسی وہ چشم | تیرِ نگہ ہی سینہ تو یک لخت چھن گیا

بس بس خدا کی واسطی ای چشمِ تر کہ اب | لخت جگر سی دامنِ امید بھر گیا

سمجھونگا تجھی ای شبِ وصلت جزا کی دن | ارمان کوئی ابکی اگر دل مین رہ گیا

خنجرِ بیداد کی صفا کیان تو دیکھنا | ہوگئی سب قتل پراک مین ہی بسمل رہگیا

گیا منہ دکھای گا وہ خدا کو جزا کی دن | مقتل مین ہای جو کوئی ناکام رہگیا

سب تو گئی عمرِ ابد لیکے ہای | مین ہی تری کوچی سی مر کر گیا

جب ہی نالون کی ہتین ہوگی قدر | کوئی ہی گر دل مین اثر کر گیا

دامن وہ سکا تو نچھوڑا کبھی سنی نواب | گیا ہوا ہاتہ اگر تا بگریبان نگیا

انداز تیری دیکھکی کیونکر بہری گا ہای | بالفرض شوقِ دل ہی مِرا نامہ لی گیا
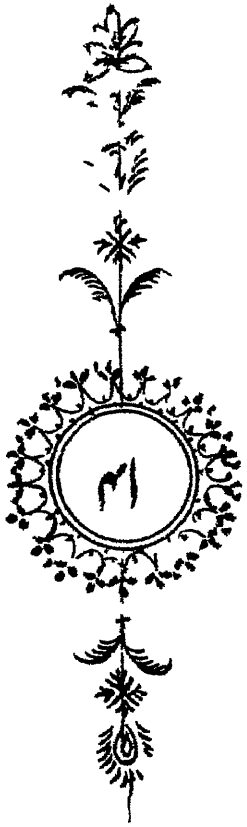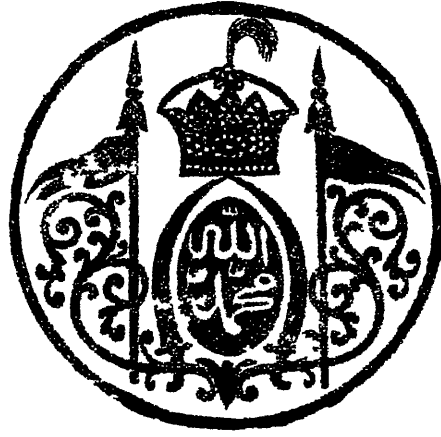
بات کی شہرت ہوا کرتی ہی کہنی سی مگر
میری چپ رہنی سی میرا راز سب پر کہل گیا

اتنا رویا ہین کہ افلاک سی آخر نواب
رحم کہا کر مری نالون مین اثر آہی گیا

لوگ سمجھی تہی جسی وہ امنِ محشر نواب
ہای وہ بہی تو مرا چاک گریبان نکلا

تجہی ہم تو نواب سمجھی تہی کافر
مگر تو بہی ظالم مسلمان نکلا

طعنِ قاتل سی نچہوٹون گا کبہی محشر تک
کوئی قطرہ بہی اگر دل سی لہو کا نکلا

ہمنی جانا تہا کہ ہوگا کوئی قطرہ نواب
تیری آنکہون سی تو اک خون کا دریا نکلا

ہم تو کعبی کو سمجھی تہی کچہ اور
وہ بہی تیرا ہی آستان نکلا

کیا ہوا حال مرا ہای کہ میری گہر سی
ہاتہ رکہی ہوی دلبر ستمگر نکلا

آج تک سمجھی ہوی تہی جسی عنقا نواب
سنتی ہین وہ تو تمہارا ہی کبوتر نکلا
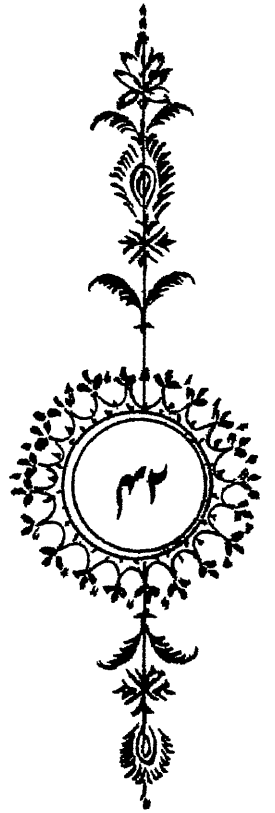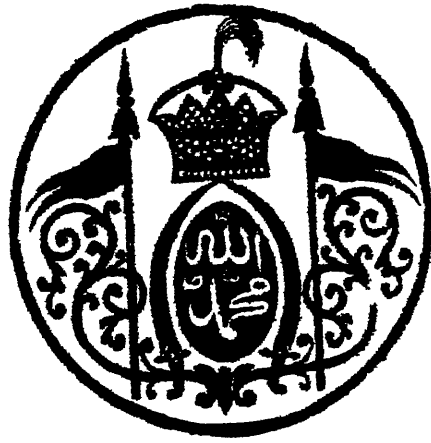
دیکھ نواب زمانہ ابھی ہوگا برہم
کوئی آنسو جو تری دیدۂ تر سی نکلا

تری تیغ کا دم بھرون کیا کہ ظالم
کفن بھی تو مرقد سی گلگون نہ نکلا

تری خط کو دیکھا کیی عمر بھر ہم
جفا کی سوا کوئی مضمون نہ نکلا

دنیا مین نہ جاؤنگا کبھی کاتب قدرت
عشق اوسکا اگر میری مقدر سی نکالا

اوبھاؤ گی کیا اسکو کہین ہجر نواب
دل ڈھونڈہ کی اوس زلف معنبر سی نکالا

رہ گئی اپنا کلیجا تھام کر نواب ہم
رات کو جب بزم سی وہ فتنۂ محشر اوٹھا

نہ ویرانہ خوش آتا ہی نہ گھر مین جی بہلتا ہے
کہان بیٹھیو گی جا کر تیری کوچی سی اگر اوٹھا

غیرون کی جو دل مین راہ کرنا
میری بھی طرف نگاہ کرنا

یہ کسنی بتایا تجھکو نواب
بیساختہ دل سی آہ کرنا

محشر مین قسم ہی تجھکو حسرت
تو مجھکو ہی اختیار کرنا
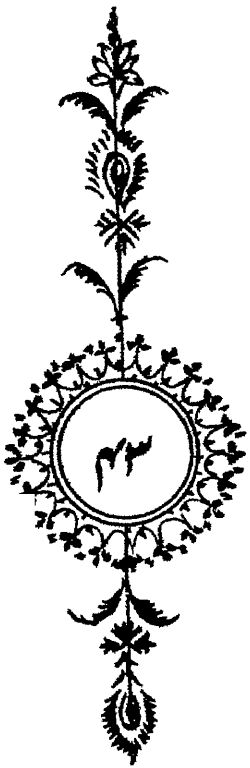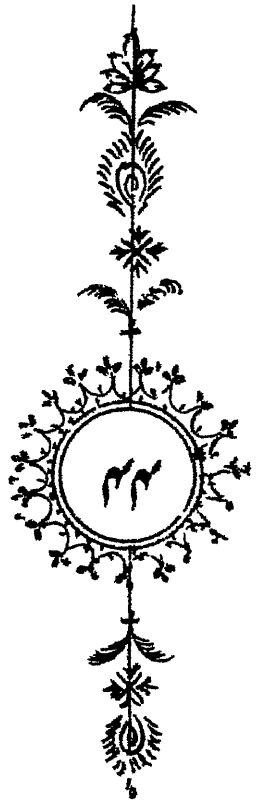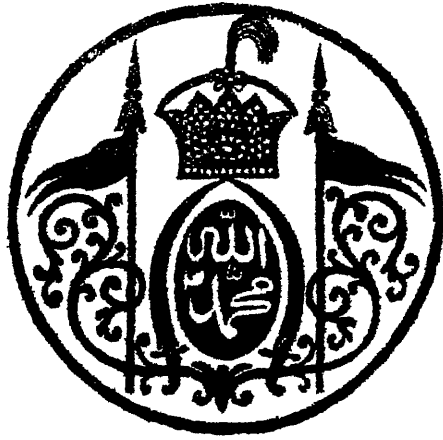
راہ پر لگا لائی رفتہ رفتہ اوسکو بھی
مدتون مین گر ہمنی کوئی ہمنا پایا

کیا کہون کہ رنگ اسکی مینی دیکھی ہین کیا کیا
عشق کو بھی ای نواب قدر خدا پایا

تلوون مین تو نے کیا دل ہی مین سب رکھ لیتی
مجنون نی کہین دشت مین اک خار نہ پایا

قامت کو سبھی کہتی ہین نواب قیامت
پر اوسکا کوئی مائل رفتار نہ پایا

دل کو کسنے سکھا دیا نواب
سانس کی ساتھ لب پہ آجانا

اگر منظور ہو سیر قیامت تو دم وصلت
بگڑ کر تم ذرا پہلو سی میری دور ہو جانا

فقط اک لطف پہ نواب بی لطفی زمانی سے
ذرا سی بات پر اللہ یون مغرور ہو جانا

رہ بیداد نواب اور اک نکلی ستانی کو
زمین کو ہی جانان کو بھلا کیون آسمان باندھا
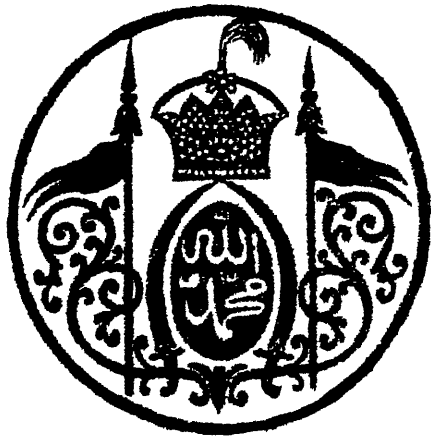
وہ مزی پای مرِ قتل کہ اشعار مین لکھی	باب فردوس کو مینی درِ قاتل باندھا
بیساختہ جوابِ سوالِ وصال مین	منہ سی تو کچہ نہ بولی مگر سر جھکا لیا
دل کو مری برا نہ کہو یہ وہ چیز ہی	جسکو ہزار ناز سی تمنی چرا لیا
اعضای جسم کو مری کیا کیا ہوا ہی رشک	ہاتہون سی مینی جب ترا دامن اوٹھا لیا
خدا ہی جانی بلا آی کونسی نواب	فلک نی گر شبِ وصلت کا انتقام لیا
سوتی تہی کیسی چین سی کنجِ لحد مین ہم	کیون تو نی ہای فتنۂ محشر جگا دیا
برہم ہوی کسی سی نکالا غبار آہ	غیرون سی بگڑی خاک مین ہمکو ملا دیا
کیون رشک سی نہ آی مجہی موت نامہ بر	جسدم کہ مینی یار کا تجکو پتا دیا
محشر مین رنگِ نامۂ اعمال دیکہکر	اشکون نی میری آن مین سب کچہ ڈبو دیا

اوسنی تو خنجر ہی مانگا تہا برای قتل ہای
دشمنون نی اوسکی آگی کیون نمکدان رکہدیا

اوسنی کیا کیا نعمتین دین ہونگی ہر انسان کو
جس خدا نی مجکو تجسا شوخ بی پروا دیا

خواب مین دیکہو گی اوسکو تو قیامت ہوگی
یہی کہکر مجہی اغیار نی سونی ندیا

کیا کرون شکوہ کسی کا کہ مجہی تو شب بہر
میری ہی دیدۂ خونبار نی سونی ندیا

الفت مین تری رقیب میرا
مجسا ہی ہوا تو کیا کری گا

ہمدم مرا مبتلا ہی نواب
اِسپر بہی وہ اکتفا کری گا

او اسی جو تو مسکراتا رہی گا
تو رونی مین بہی لطف آتا رہی گا

جو زندہ ہی تو غم اب تو روز یوہین
تری کوچی مین اک تماشا رہی گا

تہی شکایت تو بہت دل مین یہ معلوم نہتا
کہ تری باتون مین اسطرح بہل جاؤن گا

دعوی عشق کسی نی بھی کیا گر نواب — داور حشر کی آگی مین مچل جاؤن گا

تیری کوچی کی خاک چھانون گا — خاک ہو کر بھی مین نہ مانون گا

صبر کا دعوی بہت تہا پر نہ کچہ بھی بن پڑے — وہ پری رو جب ہمارا امتحان لینی لگا

دعوی غم مجھی ای صبر تجھی یہ ہوگا — اُسکی پہلو مین مژہ کا جو کوئی تیر لگا

شرم سی تیری نہ تہا ہای یہ مجکو معلوم — کہ شب وصل بھی طول شب ہجران ہوگا

دل نہ لی سینی سی میری کہ تری فرقت مین — غم واندوہ کا پہر کون نگہبان ہوگا

یون ایسا ہی کہ دی جان کسی پر نواب — دیکھنا ہم سی ہی یہ کار نمایان ہوگا
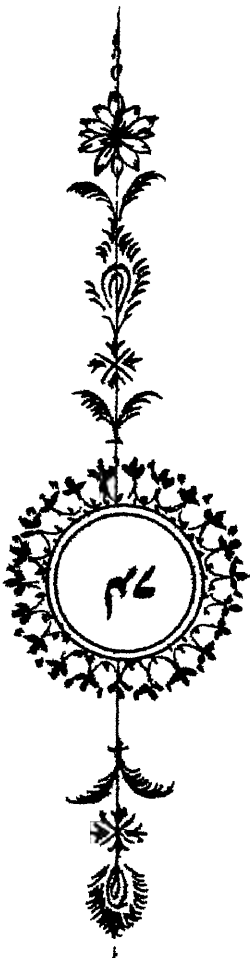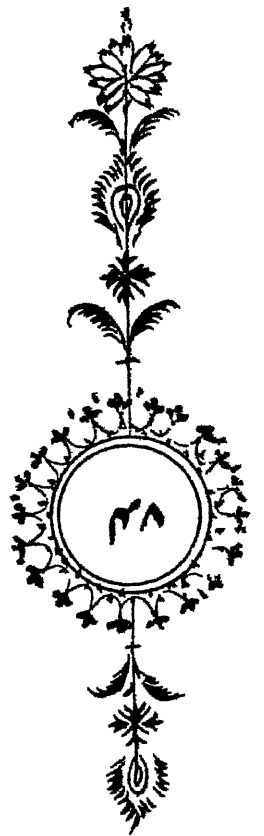
ٹھہراؤن گا مین عشق کا مجرم اُسی کو — محشر مین مرا کیا کوئی ہمنام نہ ہوگا

اب تو ہین ظلم مگر یاد رہے — میری بس مین بھی کبھی آئیگا

نہ ڈر تو بیکسی سی غم مجا کہ خود آ کر
بڑی ہی دہوم سی تیرا جنازہ مین اوٹھاؤنگا

گر چند روز ضعف کی قوت یہی رہی
تو ناز بہی کسی کا اوٹھایا نجای گا

نواب ذکر غیر تو کیا جب سنین گی وہ
اپنا ہی حال تجہسی سنایا نجایگا

خلش دو سو کی ہی نہی چہیڑ کو کم
کہٹکتا ہی کیون دل مین پیکان تمہارا

ہم دلمین چہپالین گی تمہین رشک سی اک دن
کیا کرتا ہی کہین تو نگہبان تمہارا

کیا ہجر نہین جاتی ہو اوس بزم مین نواب
رہتا ہی ہان فکر تو ہر آن تمہارا

جو کوئی آتا ہی وہ دیکہتا ہی زخمون کو
قتل عاشق نہوا کوئی تماشا ٹہرا

کی نظر جسنی ہدف اسکو بنایا نواب
دل نہ ٹہرا کوئی مژگان کا نشانا ٹہرا

تا حشر ہی نہ نیند آئی تو جانونگا اب آئی
کچہ کہیل ہوا دیدۂ بیخواب نہ ٹہرا

جنت جو نصیبون مین ہی ہوتی تو پھر کیون
اِس طرح تری کوچی سی ناکام نکلتا

میری حیرت یہ پسند آئی کہ اک مدت مین
آئنہ دیکھکی سیکھی ہین وہ حیران ہونا

دیکھی کونسی آفت یہ دکھائی تو خواب
بیٹھی بیٹھی ترا بیوجہ پریشان ہونا

کیون مجھی خلق کیا اہلِ ہوس مین یارب
گر نہین تھا مری تقدیر مین رسوا ہونا

محافظ اوسنی بنایا رقیب کی در کو
یہ رتبہ اب تو مری اعتبار کا پہنچا

بیقراری تری غم بار مین صدقی جاؤن
درد اوٹھا ہی جو دل مین تو جگر تک پہنچا

یہ مزہ ہی دل کو فرقت مین کہ مین اللہ سے
مانگتا ہی تو ترا درد جدائی مانگتا

تمنا ہی یہی فرقت مین اوسکی غم اوٹھانی کو
جگر کی جا ہی یارب اک دلِ غمخوار ہو پیدا

یون تو سب کچھ ہی جب وہ آتا ہی
دل مین کچھ مدعا نہین رہتا

شوق بیدادِ جفا کا ہی تجہی تو یہین ہی
روز دل ڈہونڈہ کی لاؤن نگہ ترسجان نیا

خاک شکوہ کرون مین دشمن کا
مجکو تو میری یار نی مارا

بچ گئی رشک سی تو فرقت مین
موت کی انتظار نی مارا

حشر مین سبکو گنہگار مین ٹہرا دیتا
کوئی اوس بت پر اگر جور کا دعوا کرتا

اگر یہ رشک نہوتا تو مین خدا کی قسم
تمام عمر ترا نام ہی لیا کرتا

ای نامہ بر اوس کوچی ہی مین جاکی پہر آنا
گر تجسی مرا حال ادا ہو نہین سکتا

ہای وہ دل جو رہا کرتا تہا زلفون مین تری
آج ملتی ہین اوسی راہون مین دشمن زیر پا

نازِ یوسف تو کجا پاس زلیخا بہی نہین
جبسی اوس شوخ نی بازار مین آنا چہوڑا

سنتی ہین قیس کو ہی دعوی وحشت ہمسی
پہلی پیدا تو کری چاک گریبان ایسا
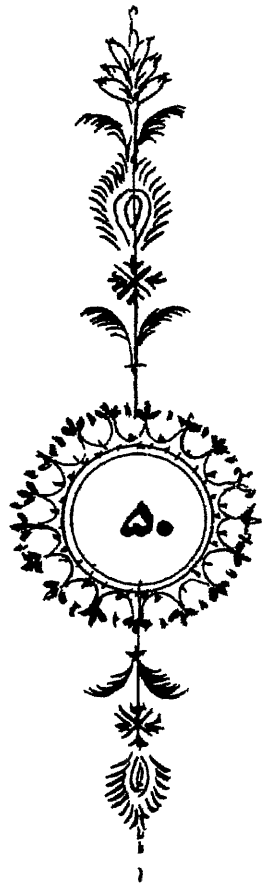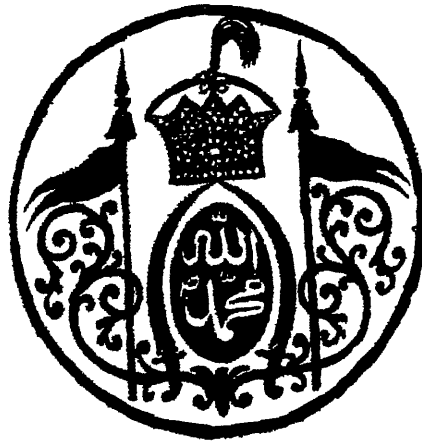
پوچھتے ہی پوچھتے تجکو قیامت آگئی
راہ مین مجکو جہان کوئی تماشائی ملا

خار بنکر بھی رہی ہم چمن ہستی مین
ہای جب بھی نہ کسی آبلہ پائی چاہا

ہر چند مین فریاد کیا کرتا ہون دن رات
پر دل کو یہ دعوی ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

کبتک سہون صدمی غم فرقت کی مین دن رات
اک روز کہین دم ہی نکل جای تو اچھا

بدگمانی اسی کہتی ہین کہ وہ محفل مین
نالۂ غیر کو بھی میرا ہی شیون سمجھا

انکو خوش آتی نہین ہرگز گلستان کی ہوا
کہاتی ہین ہر وقت جو گورِ غریبان کی ہوا

غش تو کیا گر مر بھی جائینگا تو جان آجائیگی
ہی دمِ عیسی سی بہتر ہی اس دامان کی ہوا

مل گئی تم بھی پر مری دل کا
ہای کچھ بھی پتا نہین ملتا

اک دن ہی بنیگی نواب غم کی ہاتھون
اچھا نہین ہی ہر دم یہ میری یار رُلانا
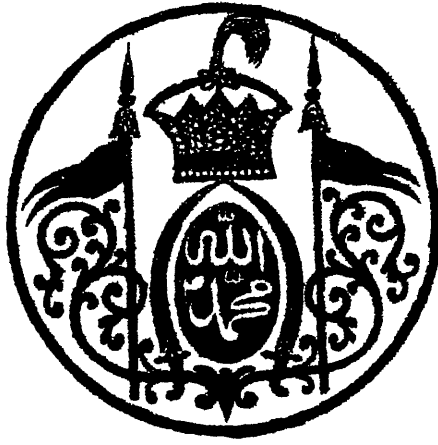
اپنی مرنی کی مین اب کونسی تدبیر کرون
سخت جانی تھی او س شوخ کا خنجر توڑا

محبت بہی ہی کیا بد چیز جسکی واسطی ہنی
سہی کیا کیا مصیبت پر نہ دل سی منہ اپہوٹا

یہ بہی قاصد ہی لاجواب جواب
خط کی پرزی جو تو اوٹہا لایا

گم گشتگی کا اپنی بہی پوچہو نگا اوس سی حال
لوچی سی تیری کوئی اگر رہنما پہرا

وحشت سی تیرا بہت ہی مرا غبار
گہر گہر خدا کی واسطی اسکو صبا پہرا

جائینگی ہم کہ آج ہی آیا وہان سی وہ
قاصد جواب لی کی جو وزیر اپہرا

نہ فکر کیجیی نواب آزمایش کی
دیا جو دل ہی تو پہر خوف امتحان کیسا

ردیف بای موحدہ

مٹ گیا روٹہ کی مجہسی وہ مگر آخر شب
ہای آیا بہی دعا مین تو اثر آخر شب

نواب اب خموش کہ فریاد ہی تری — نالاں رہی ہی ساری خدائی تمام شب

ہی وہی ہجر کی رات ای ہمدم — جسکو کہتی ہین قیامت کی شب

حاجت نہین ہی کچہ تری گردش کی ای فلک — آفاق مین تو دورۂ چشم بتان ہی اب

حسرت کو جسکی دیکہکی اک خلق مرمٹی — سنتی ہین تیری ہجر مین وہ نیم جان ہی اب

نواب کیون نہ پہلی ہی سمجہی مآل عشق — ناحق تمہین شکایت جور بتان ہی اب

پہلی کیا تہی تمنا مگر اندوہ سی ہای — جز اجل جان کو خواہش نہین تقدیر سی اب

وصل مین اسکی نہین رنگ غم فرقت کا — اسلیی عشق ہی مجکو تری تصویر سی اب

بڑہ گیا اور بہی فریاد سی درد ہجران — ہمتو نومید ہوی آہ کی تاثیر سی اب

اضطراب دل نواب کا کچہ سوچ نکر — بیٹہی بیٹہی یونہی ہوجاتی ہین اکثر بیتاب

کیا جانی کیا کرون مین مکافات اسکی ہای	یاد آئی گر وصال مین اس دل کا اضطراب
آنکلی گا اگر کبھی نواب بزم مین	اوسوقت رنگ لای گا محفل کا اضطراب
وہ آن ہو گی مجکو سوا عمر خضر سی	نظارہ ہو گیا جو ترا کوئی دم نصیب

ردیف بای فارسی

اپنی شوخی پر ابھی تو نازہی تمکو بہت	بھول جاؤ گی جو دیکھو گی مری دل کی تڑپ
مٹ گئی نقشی ہزارون جبسی ای رب قدیر	کیون بنایا تونی اوس کافر کا ایسا رنگ روپ
فریاد سی مین باز نہ آیا سر بزم	ہر چند وہ کہتی رہی ظالم چپ چپ

ردیف تای قرشت

داد بیداد و نالہ و فریاد	تہی یہی ہر گھڑی کہانی رات

ایسی روئی کہ بزم مین نواب | بن گئی دوسری فغانی رات

خدا کری کسی دشمن کو بھی نصیب نہو | ہوئی فراق مین جیسی بسر ہماری رات

تجھی خدا کی قسم ہی بتا تو ای گردون | کہ تو نی بھی کبھی دیکھی ہی کوئی بھاری رات

وہ کو بکو یہ پوچھتی پھرتی ہین سب سی آج | دنیا کو کسکی نالون سی تھا اضطراب رات

اغیار کی کاوشین شب وصل | بجواتی تھی ہر گھڑی گجر رات

سخت جانی و ضعف کی ہاتھون | موت سی تھی چھری کٹاری رات

تم نہ تھی بیقرار تو نواب | کون تھا محو آہ و زاری رات

کیا ہی نواب کچھ کہو تو سہی | رہتی ہی کیون یہ ہای ہای بہت

تو نی کی تھی بات جو ہر بات مین | رات کو نواب اترائی بہت
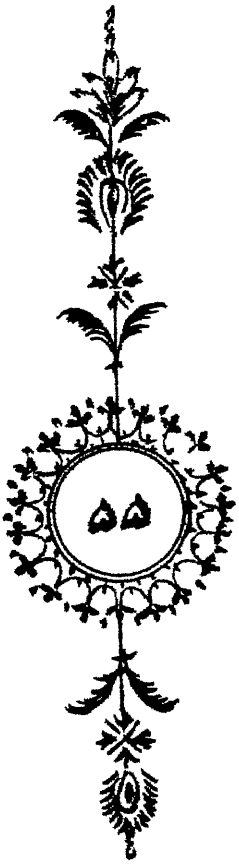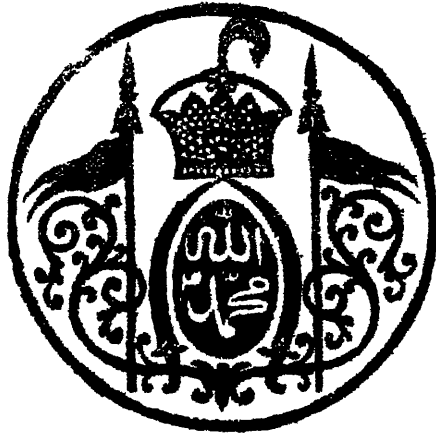
آج کیون ہو تم اشکبار بہت | رو چکے مجکو غمگسار بہت

محشر مین نکل ہی گئی منہ سی مری نواب | بیساختہ اوس شوخ ستمگر کی شکایت

لکہتی لکہتی جو لکہا ہی تو خط ایسا جسکا | میری تقدیر سی بہی خط ہی برا یا قسمت

اتنا تو مجکو ای دل مضطر بتا دی تو | کیا مر کی بہی نہو گی تری ہاتہ سی نجات

باحمیت دہر مین نواب سا دیکہا نہین | مر گیا رشک عدو سی پر نہ دیکہا روی دوست

ردیف تای ہندی

عذر خواہی ہی کل کی عدو کی | یہ بہی ہی جہوٹا اور وہ بہی جہوٹ

اوسمین غم سی نہین اب ہلنی کی طاقت صد حیف | عمر بہر عیش سی جسنی نہین بدلی کروٹ

آہ تو مجسی قسم لی کہ شب فرقت مین | بی تری بہول کی بہی نہین لی کروٹ

ردیف ثای مثلثہ

یہ بھی اک طرفہ تماشا ہی کہ وہ ہنس ہنسکر
پوچھتی ہین ہی سونی کا مجھی سی باعث

خواہان سزا کا تیری لیی ہوگا کیا کوئی
آتا ہی پہر جہان مین نہ جزا عبث

ردیف جیم عربی

ایک دم مین بگڑ گئی افسوس
ہو گئی اک عمر مین صفائی آج

لاکہ دل مجکو دی کہ ای گردون
شب غم کی ہی رونمائی آج

کل ہی پہر کدورتین ہون گی
کیا ہوا ہو گئی صفائی آج

کوئی فساد اس مین ہی نواب کلام
دیکہا ہی سونی مجکو جو پہر مسکرا کی آج

جو نالہ کل تہا سینہ شگاف تمام خلق
فرقت مین تیری مری وہی بی اثر ہی آج

گر نہین تاثیر ہمدم میری آہون مین تو وہ	دیکھتا تہا کیون مجہی محفل مین بیتابانہ آج
ہجر کی شب کیا عجب گہٹ جای اسکی ذکر سی	چہیڑای نواب وصلت کا کوئی افسانہ آج
منفعل مجہسی عبث تم ہو مسیحا کہ نہین	عشق کا کاتب قدرت کو بہی معلوم علاج
مینی کہا کہ وصل ہی عشاق کا علاج	بولی کہ یہ مرض تو ازل سی ہی لاعلاج
بیمار غم کو شکل دکہا کر فنا کیا	اسکی سوا نہ تہا کوئی اس درد کا علاج

ردیف جیم فارسی

ہو گیا خون دل اک خلق کا بس ای نواب	صبر کر بہر خدا نالہ شبگیر کہینچ
دامن تیغ اپنی چہوڑون گا ای آہ روز حشر	مرقد مین لگ گئی جو ذرا بہی کفن کو آنچ

ردیف حای مہملہ

تا وہ بہی مجکو غیر کی ہو کی مین دیکہلی
محفل مین دیکہتا ہون تو اغیار کیطرح

نالون سی فائدہ تجہی نواب پیشِ غیر
تلوار کہینچ آہِ شرربار کی طرح

نواب پہلی رنج کی یہ ڈہنگ تو نتہی
بگڑی ہی اِبکی بار مری یار بی طرح

گر یہی پیچ زلف کی ہین تو
جان ہی چل بسی گی دل کی طرح

جس ناز سی کہ تمنی لیا مجسی دل مرا
صدقی تمہاری جان ہی یہ لیلو اوسی طرح

جس ہٹ سی ہائی چہینی لیی جاتی ہین وہ دل
لیا ہو جو بہرِ قتل بہی مجلین اسی طرح

نازِ سپہر جسکو برا کہتی ہین سبہی
دلکش ہو کاش وہ بہی تمہاری ادا کی طرح

دیکہو تو شبِ غم کی یہ تاثیر عزیزو
تاری بہی ہی جاتی ہین بی نور دمِ صبح

اِکدن گٹہی جاہی گی نواب بی طرح
اچہی نہین ہی اوس سی یہ بیمار کی مزاح

ردیفِ خای معجمہ

دعوی خون کری گا تجہپر کون / گرچہ ہی رنگ ہی حنا کا شوخ

چہوڑدی شوخیان تو ای گردون / نام ہی میری دلربا کا شوخ

مین نی چہیڑا تو ہنس کی یون بولی / تو بہی نواب ہی بلا کا شوخ

تو فقط روتا ہی ناسورِ جگر کو ہمدم / اس سی بڑہ کر ہین ہزارون ہی دل مین سوراخ

چہکی شبِ وصال جہان مرغِ صبح دم / جل جلی یا خدا وہ نہالِ چمن کی شاخ

ردیفِ دالِ مہملہ

ہم تو ہین قید تیری زلفون مین / ہای زندان کری گا کون آباد
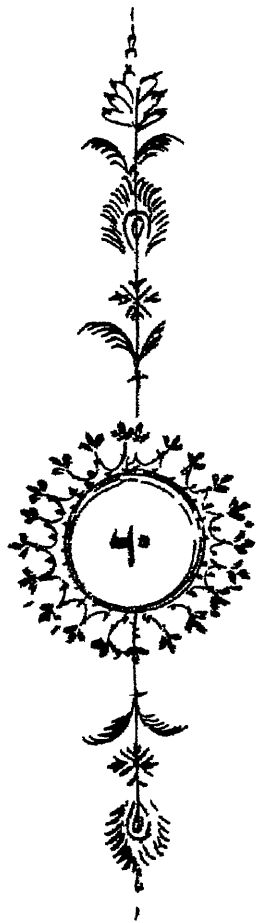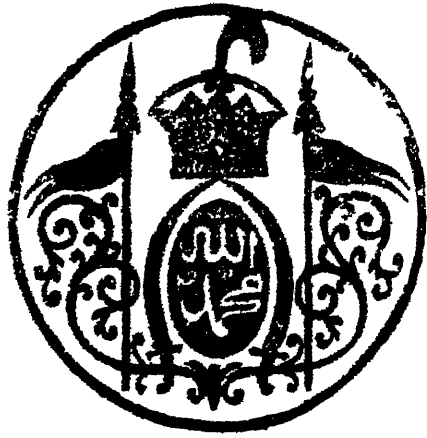
رونق ہی اگر محفلو مین جلوی سی تیری / ویرانی ہوی ہین مری وحشت سے بہی آباد

تڑپ تڑپ کی عجب زمزمی کہی مینی — تبھی جو دام لیی آگیا یہان صیاد

ایسی حسرت کی اسیری تہی مری ای نواب — کہ جسی دیکہ کی روتا رہا برسون صیاد

لکہا تہا قیس کا بہی نام لوح پہ وحشی — ازل مین حق نی مگر کچہ ہماری نام کی بعد

قدردان اسکا تو مین تہا جو مٹا حسرت سے — تمکو زیبا نہین یہ جور و جفا میری بعد

باوفا ایک نہوگا کوئی ایسا نواب — لاکہ پیدا کری گر مجہسی خدا میری بعد

وہ ستمکش ہون کہ مقتل مین بہی کس حسرت سے — آب خنجر سی بجہی پیاس مری ذبح کی بعد

حجاب وصل سی آنکہین نکر بند — کہ ہو جائین گی فتنی پہر نظر بند

کیا ہی چتونون نی اوسکی نواب — فلک کی ساری فتنون کو نظر بند

ہمپر اب ظلم بہی ہوتی نہین اللہ اللہ — آگئی ہین تمہین کیا اپنی سب آزار پسند
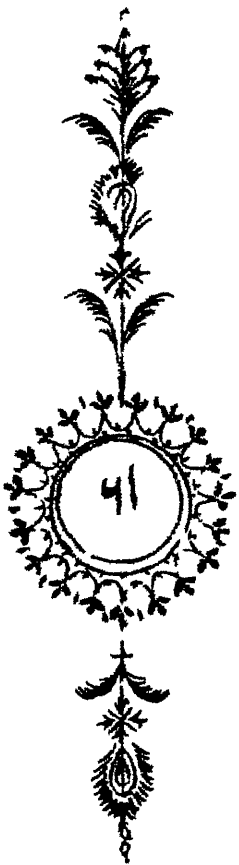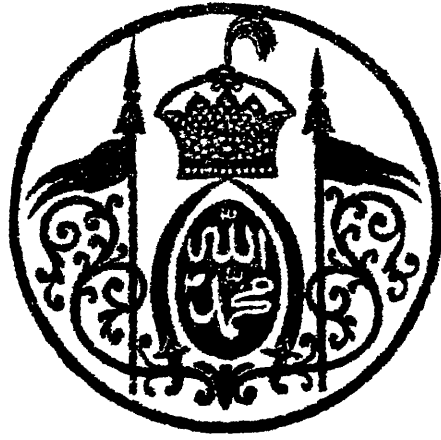
حسن کی مول مین کیا جانی وہ کیا کچہ ویدے
ٹلو آجای اگر کوئی خریدار پسند

پہلی جو بلا لیتی تو کچہ شکوی بہی کرتی
ہم یاد بہی جب آی کہ جب کچہ نہ رہا یاد

فریاد حیا کیون نہ کی اللہ سی نواب
شکوہ غم ہجران کا اگر تجکو تہا یاد

ردیف دال ہندی

تہا اپنی صبر تمہین کس رتبی کا گہمنڈ
نواب جب وہ آی تو پہر کیا ہوا گہمنڈ

ردیف ذال معجمہ

حیف ٹکری ہی نہ ہونی تو گلیون مین اوڑی ہین
اور خط غیر کی رکہی وہ بنا کر تعویذ

بعد فنا عدم مین بہی لب چاٹتی ہی
بوسی وہان یار کی کس جو تہی لذیذ

خط قسمت ہی مین نی بہیج دیا
پہر نامہ نہ جب ملا کاغذ

ردیف رای مہملہ

کیا ہو گیا ہی آج الٰہی شام سے
روتی ہین مجکو سب مری غمخوار دیکھکر

ناز و ادا و حسن تو کہتی ہین اور بہی
مینی تو دل دیا تری آزار دیکھکر

دل کو نہین ہی لاگ تو محفل مین ناز سے
کیون مسکراتی ہو مجہی ہر بار دیکھکر

مین تو کہا ناصح کی بہی دم بہر مین اوڑ جائینگی ہوش
وہ ادائین وہ کنائی وہ اشاری دیکھکر

سب سمجہتی ہین ہین شیدا ہی حسن خط و خال
کوئی کیا جانی کہ ہم عاشق ہوی کیا دیکھکر

عاجزی کرتا ہی جو اونسی وہ ہوتا ہی اسیر
پاون پڑتا تو ہی ای زلف چلیپا دیکھکر

لی چلی ہی حسرت نظارہ پہر مجکو وہین
مین ابہی اس بزم سی آیا ہون کیا کیا دیکھکر

لاش پر میری نہین ہونٹہونکو جنبش تو بہی
رشک ہوگا خاک اعجاز مسیحا دیکھکر

کیا ہوا تھا رشک اُس دم کیون نہ موت آئی مجھے
شب ترے ہی در پہ غیر و پاسبان کو دیکھکر

رحم کر اب بھی الٰہی دیکھ تو نواب نے
رو دیا کن حسرتون سے وہ جانان دیکھکر

توبہ کو ایک آن بھی گزری نہ تھی ابھی
بیتاب ہو گیا مین مے ناب دیکھکر

دیوانہ گر کہین گے تو مجھکو کہین گے لوگ
تم کیون ہوئے مضطرب مجھے بیتاب دیکھکر

لوگونکا ہے چین کی نیندین وہ چٹ سُنجانین
رُونا اگر تو دیدۂ بیخواب دیکھکر

کیون کرون اظہار الفت خود سمجھ جائین گے وہ
حال میرا اپنی محفل مین دگرگون دیکھکر

یاد تو مجھکو نہین ہے اپنی قسمت کا لکھا
سامنے آئے تو مین تجھکو سُناؤن دیکھکر

دل و ایمان جگر و جان و سکون صبر و قرار
نذر کو آپ کی ہم آئے ہین کیا کیا لیکر

جسکو دم بھر نہین چین کسی محفل مین
کیا کرے گا کوئی دل ایسا کسیکا لیکر

لائی ہی ساری بلائین تو مگر صد افسوس | موت کو آئی نہ ہمرہ شب یلدا لیکر

ذکر حق سی جو نہ بیتاب ہو ناصح تو اب | آزمانا اوسی پھر نام بتون کا لیکر

جھوٹ سی بھی خجل نہین ہوتی | اونسی پوچھتا ہی ہم قسم لیکر

اوس گلی مین گئی تھی پر نواب | رہ گئی ضعف کی قدم لیکر

مین او رنجا ہون اوسی یہ بھی ہی کوئی بات | ناصح سی کہو دل مین تو کچھ خوف خدا کر

مرنا بہت ہی مشکل کہتی ہو منہ بنا کر | صدقی تمہاری منہ کی دیکھو تو مسکرا کر

دعوی کرون جاون پر لاؤن گواہ کسکو | دل تو وہ لی گئی ہین سب خلق سی چھپا کر

شہید ادا طالب خونبہا ہے | ذرا ناز سی دیکھ لو مسکرا کر
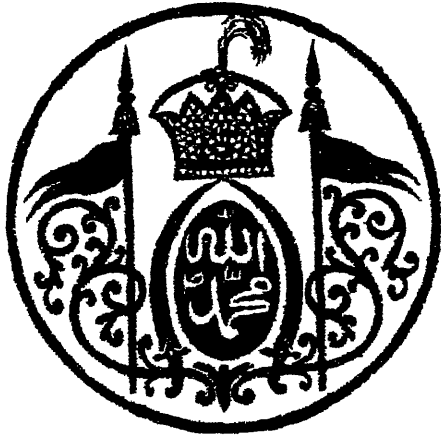
جذب دل کھینچ تو لا مین تری صدقی جاؤن | رک گئی ہین وہ ادا سی سر محفل آکر

غفلت سی کسی کی مر مٹی ہم ای آہ کبھی تو کچھ اثر کر

تو ہی منصف ہو کہ وحشت مین بھلا اہل شوق دل اوجھی اوس دامن سی کوئی ن اپنا گریبان چھوڑ کر

جان جائی گی جو تن سی تو عدم کو جای گی تیری دیوانی کہان جائین بیابان چھوڑ کر

لاکھ دشمن ہو ان اگر مقتل مین تو کچھ غم نہین بھاگتی ہین ہم کہین نواب امیدان چھوڑ کر

شوخ آفت سی نہین خالی ذرا ہشیار ہو جانا وہ باتین کر رہی ہین آج پھر نواب ہنس ہنس کر

اوترین ہین آفتین جو فلک سی تجھی غم نہین لائی ہین ہم بھی طاق سی شیشہ اوتار کر

گر چاہتا ہی غیر کا مرنا تو بزم مین نواب آج خوب سا تو اوسکو پیار کر

جاہ ہی یار کی نواب وہان دل دشمن کو جلاؤن کیونکر

جفا پسند ہون جب سر زمین پر ہمیسی بھلا کہو تو وہان آسمان نہو کیونکر
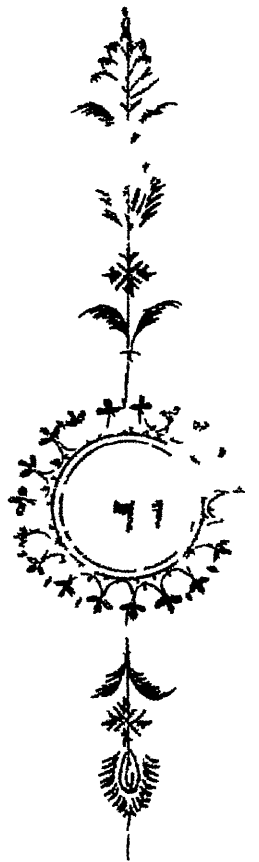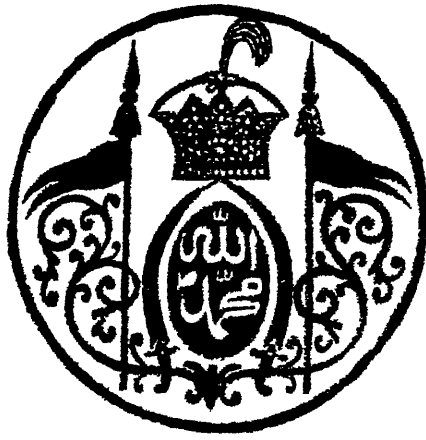
زیست کو چاہیں خضر ہی کہ یہاں
جان جاتی ہی اپنی مرنی پر

دیکھتی ہی اوس بت کو برہمن بنی نواب
تمکو تو بہت تہا ناز اپنی پارسائی پر

بنایا مہرباں دو نالوں میں تمہی ستمگر کو
تمہیں بہی چاہیی تحسین اس کا رنمایاں پر

شب غم کی درازی کو تو کوئی کچہ نہیں کہتا
عبث الزام رکہدیتی ہیں سب زلف پریشاں پر

اجل کی سختیوں کو کون دیکہی چشم حسرت سی
بندہی ہی ٹکٹکی اپنی نظر ہی روی جاناں پر

نفس زلف کا ہی یہیاں دم نزع کہ مجکو
دہوکا ہی صبا کا نفس بار پسیں پر

جان و ایمان ابہی باقی ہیں ذرا ٹہرو تو
اتقا کرتی ہو کیوں دل ہی کی لیجانی پر

کیونکر نہ دیکہیں نازسی وہ اوبہری گات کو
نام خدا ابہی تو ہی جوبن بہار پر

محشر کی رات ہو تو نہو آج ای خدا
حرف آئیگا نہیں تو شب انتظار پر
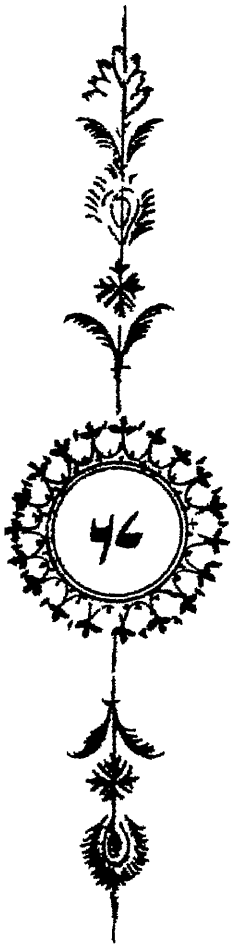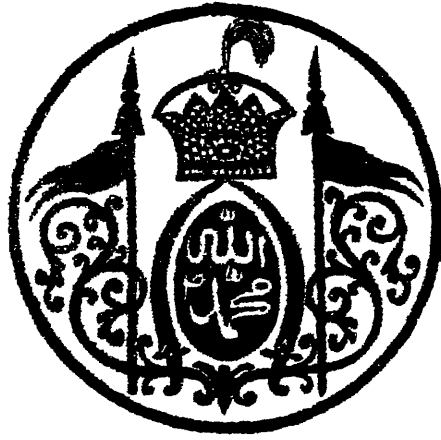
پہولی نہین سماتی ہی اب وحشت کی زمین — دل رکہدیا ہی ہینی جو ہر نوکِ خار پہ

می کا سبو لیی تہی جو نواب کل وہی — آئی ہین آج جامۂ احرام دوش پر

ایجادِ ظلم کرنی ہین شاید نئی نئی — چشمک زنی ہی آج جو پہر آسمان پر

کافر وہ بدگمان ہی کہ وہی حکم قتل کا — اللہ کا بہی نام جو آئی زبان پہ

ایسی کچہ ہم بہی نہین ہین جو آجائین فقرون مین — غرہ تمکو عبث ہی اپنی بہولی باتون پر

زخمی کر دی عالم کی سینی ان سب معشوقون نی — اس لیی تنتی ہین تیغ کافر اوبہری گاتون پر

بیخود بنکر چاہتا ہی غالب اب نکالی کام اپنا — ہوش مین آو جاو نہ اوسکی بہکی باتون پر

سنگ سی سینہ زنی تہی ابتدا مین اور اب — بارِ وحشت بہی گران ہی اس دلِ صد چاک پر

کچہ بہی اگر سمجہ ہو تو رونی کی ہی جگہ — کیا ہنس رہی ہو تم مری روزِ سیاہ پر

بیوجہ نالی کرتا ہون نواب بزم مین
تا کان تک کسی کی نہ پہنچی فغانِ غیر

کیا فسون پہونک دیا ہی تمنی اے ظالم
چین تجکو نہین آتا ہی جو اغیار بغیر

کیون نہ اظہار کرون عشق نہان کا نواب
میری رسوائی سی جاتی ہین وہ باہر باہر

تمنای اجل کی جب تو غیرون سی باز آیا
کیا ہینی بہی پیدا تری خواہش کا رقیب آخر

رقیب چین کرین اوسکی نظاری سی کہی یہان
دمِ ازل سی ہین پیش نظر در و دیوار

مری خرابی کی پہلو مین اوٹہ کی آجاتی
نہ رہتی خلد مین کہتی جو پر در و دیوار

ٹھہر نئی قیامت کوئی بہی گر وصل کی نواب
تو آئی گا کس گہر سی بہلا پہر کوئی دن اور

کیا کرون گا مین الہی جو بہار گل مین
ضعف سی ہلتہ رہی میری گری سیانسی ور

پہر آؤنگا خدا کی یہان سی برای دید
رکہنا مری جنازی کو اوس فتنہ گر سی دور
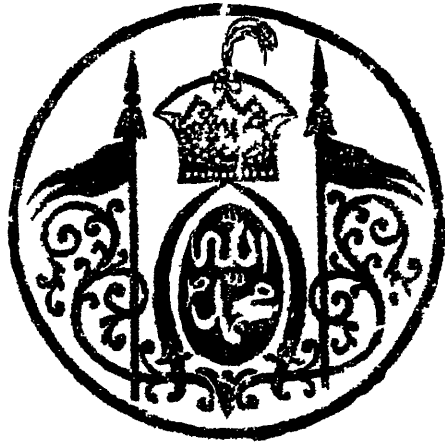
لیا نہ قید مین نواب نام آزادی	مری زبان کو ہی آہِ نارسا زنجیر

ردیفِ رای ثقیلہ

ہی شب وصلِ صنم کنجِ قفس سی صیاد	آج تو بہرِ خدا مرغِ گلستان کو نچھوڑ
کہیر امین گی رقیب تو گو جان پہ بنی	نواب اپنی یار کا تو آستان نچھوڑ

ردیفِ زای معجمہ

وہ میری یار نی پائی ہی نغر کی آواز	جنان مین جس سی ہے شرمندہ حور کی آواز
عجب نہین جو ملک میری آہ پر غش ہون	پسند کرتی ہین سب لوگ دور کی آواز
قیامت آتی ہی میری فغان سی دنیا مین	صدای نالہ ہی یا ہی صیور کی آواز
دو نون عالم تو ہوی صید مگر خالی ہی	میری صیادِ ستمگار کا فتراک ہنوز
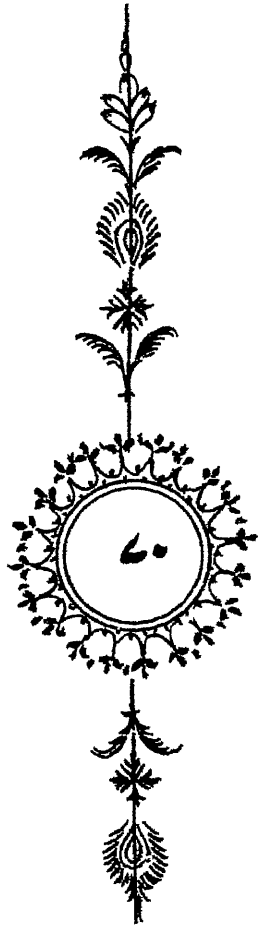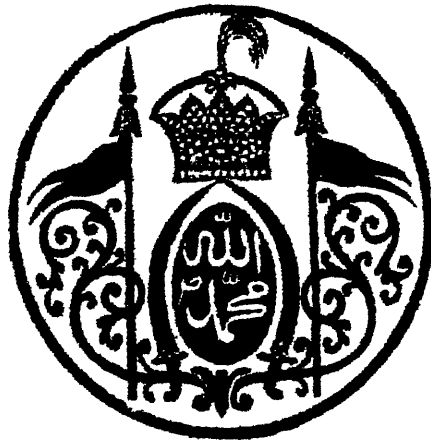
لاکھون گھر کردیی ویران مگر ای نواب
نظر آتی ہی وہی گردشِ افلاک ہنوز

عالم شہیدِ ناز ہوا پر وہ ظلم دوست
سلوا رہا ہی گہر مین ہزارون کفن ہنوز

نواب کسنی لطف سی دیکہا تہا تجکو ہای
لیتا ہی جسکی بدلی سپہر کہن ہنوز

محشر ہوا تمام الہی یہ کیا ہوا
مین نی تو دردِ دل بہی سنایا نہین ہنوز

باندہ کی احرامِ حج بت لیی آغوش مین
دیر کو جاتا ہون پہ دعوی دین ہی ہنوز

اپنا لکہا تک مٹا ناصیہ سیائی سی ہای
پر وہ بتِ بدگمان چین بجبین ہی ہنوز

کبہی غمزہ کبہی ادا کبہی ناز
روز ہی اک نہ اک نیا انداز

ردیفِ سین مہملہ

وحشی مجہی سمجہ کی رقیبون نی بعدِ مرگ
پتہر بہی لا کی رکہی ہین میری کفن کی پاس
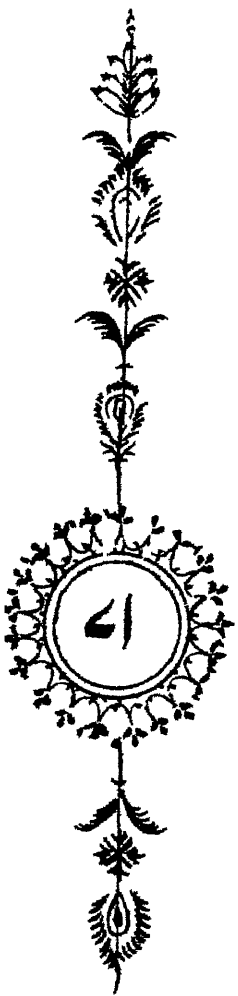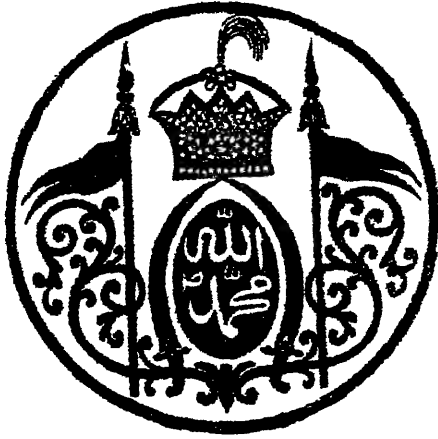
اوسکی تسکین ہی میری ہی تسلّی گویا — بیٹھو تم شوق سی آکر مری غمخوار کی پاس

گو نہین پینی کی لیکن دیکھ ہی لین گی اوسی — ہمکو بیٹھا رہنی دو ای محتسب ساغر کی پاس

گر زندگی مین دور رہین عاشق تو کیا ہوا — مر کر پہنچ ہی جاینگی آخر خدا کی پاس

اسد رنجہ ناامید ہوا ہون کہ اب مجھی — پروای وصل ہی نہ جدائی سی کچھ ہراس

ہای تیری امیدوار کی پاس — کبھی امید ہی کبھی ہی یاس

ردیف شین معجمہ

ساری دنیا کی ہین جہان اوباش — وہین لازم ہی غیر کی ہی تلاش

کیا سنا ہی بتاؤ تو نواب — پھر رہی ہو جو آج یون خوش خوش

ردیف صاد مہملہ

اونسی کین پیار کی باتین تو وہ ہنسکر بولی
آپ اپنی لیی ہنسی دین یہ اپنا اخلاص

گر شبِ وصلت ہوا بیخود تو بیشک ہجر مین
بیقراری تجہسی لوی نگاہ اپنی دل کا مین قصاص

ردیفِ ضادِ معجمہ

نہ تو دل میرا سا ہوگا نہ یہ آہین ہونگی
بوالہوس کوئی جو چاہیگا بہی تمکو بالفرض

ردیفِ طای مہملہ

دینا اوس فتنہ گر کو ای قاصد
غیر کی نام سی ہمارا خط

آتا نہیں وہان سی جواب اسکو کیا کرون
لکہنی کو مین تو اوسکو لکہون سو ہزار خط

تو تاہی وصال کو اپنی ہی کچہ کہو
مانا کہ میرا طولِ شبِ تار ہی غلط

پہلی نہین نہین تہی ہی اب وعدہ وصل کا
انکار تہا صحیح تو اقرار ہی غلط
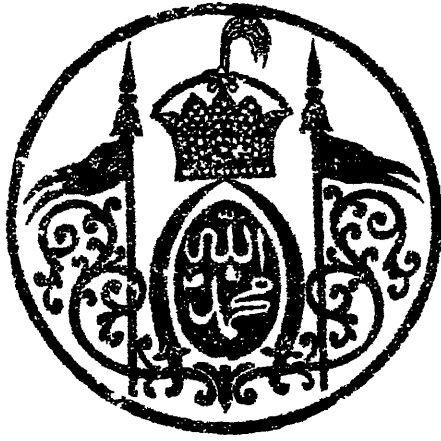
نواب بھولنا نہین خواہش وصال کی | ہو جای گا کبھی تو اثر کو دعا سی ربط

ردیف ظای معجمہ

تعریف کر رہی ہین وہ دشمن کی او ہم | سنتی ہین چپکی بیٹھی ہوی ہای رے لحاظ

تڑپانہ زیر تیغ مین حسرت سی جان دی | قاتل کا اپنی تہا مجھی اوسوقت بھی لحاظ

ردیف عین مہملہ

حسن سا جب فتنہ گر ہو دو مین پھر کیونکر بنی | بی سبب ہرگز نہین ہی غیر کو مجھسی نزاع

رشک سی پروانونکی جلتا رہا مین سات بھر | حشر تک جلتی رہی یارب دعا سی میری شمع

ردیف غین معجمہ

مر گیا سنکر نوید قتل فرحت سی دریغ | چلنی ہی بائی نہ میری سر پہ اوس قاتل کی تیغ

نواب سی کہی ہی کیا بات جس سی یار
ملتا نہین ہی رات سی حضرت کا کچہ دماغ

شبہای تار مین نہ اثر کا پتا ملی
بالای عرش ڈہونڈہین ہی لیکر اگر چراغ

ردیفِ فا

نواب یون ہی وادیِ محشر کو دیکہنا
دیکہا تہا جیسی یاس سی اغیار کیطرف

دیکہون مین اوس طرف تو وہ مجہی دیکہتی ہین
جب اودہر دیکہون تو وہ دیکہتی ہین ادہر طرف

گیا تیغ اوسکی قبلہ نما ہی جو نعش پر
منہ پہر گئی نماز مین جلاد کی طرف

نواب وہ تو کہہ چکی سو بار قتل کو
تو بہی تو دیکہہ یاس سی جلاد کی طرف

گیا جانی کیا بنی ہی جان زار پر
کہتی ہین وہ بہی دیکہہ کی جو بار بار حیف

جب جانون کچہ علاج کرین مجکو دیکہکر
کہنی کو یون تو کہہ چکی وہ لاکہ بار حیف

چھیڑتی ہین مجھی یہ کہکر حیف — اس قدر بہی نہو کوئی بی کیف

تم تو سب کچھ کہہ ہی میری مُنھ پر صاف — اب بمجبوری کہونگا مین بہی گستاخی معاف

ردیفِ قاف

جس طرح عشق پر فدا ہی دل — یون ہی دلبر مری فدا ہی عشق

پوچھتا تہا خدا سی یہ نواب — آپ کو بہی کبہی ہوا ہی عشق

گالیون مین جو پائی ہی لذت — ہو گیا ہون عتاب کا مشتاق

خاک خواہش ہو کبہی حورِ جنان کی واعظ — ہو جو اک عمر سی اوس بُت کی ادا کا مشتاق

جب نہین ہوتی ہین دشمن تو جلاتی کو مری — آئنہ دیکھکی بنتی ہین خود اپنی عاشق

ہم نہ روئین کبہی قیامت تک — تجکو ہو جای گر ہنسی کا شوق

ردیف کاف تازی

دیکھیی ہو وہ آشنا کب تک
رہی دل مین یہ مدعا کب تک

جو بلائین تھین وہ تو آہی گئین
نزع مین ضبطِ مرحبا کب تک

جا تی ہین انتظار مین جی سی
کون بیٹھا رہی قیامت تک

لذتِ وصل سی کیون جان ندین شام سی ہم
کون بیٹھا رہی نواب سحر ہونی تک

وہ رہی سیر مین چراغان کی
رشک سی جل کی ہوگئی ہم خاک

چارہ گر اچھا سمجھکر ہای اولٹی پھر گئی
اسقدر کیون زخم پر نواب چھڑکا تھا نمک

ایسی بھی کوئی چیز نہین دیکھی ہی کبھی
جس شکل کا خدا نی بنایا ہی فلک یہ

ردیف کاف فارسی

کبھی بنتا ہی قیس گہ لیلی | عشق کی بھی نئی نئی ہین رنگ
مجسی کہنچنا رقیب سی ملنا | دلبری کی تو یہ نہیین ہین ڈہنگ
بہول جاؤ گی وصل کی باتین | شب فرقت نی گر دکھائی رنگ
ان بی نیاز یون ہین تیری فرق آپی گا | دل مجسی مانگتا ہی تیرے یون ہی ملانہ مانگ

ردیف لام

بوئی سلجھا کی وہ بالون کو کہ لو دیکہو تو | ہمتو کہتی تہی اسنی لف مین اوجھا ہی دل
اس منہ سی شکر خالق بیچون ادا کرون | جسنی دیا ہی مجکو مرا بیقرار دل
سبب اسکا اوسی سی پوچھی کوئی | دیکھکر جسکو بیقرار ہی دل
تڑپی کا کوئی کاہی کو بسمل تیری آگی | نواب جو چندی ہی ہین خلش دل

ساری محنت میری ہو جائیگی دم بھر مین وصول
کان پر کہکر جو سُنی تم نے کبھی زاری دل

جو دل مین ہی نہ بخشو تو ہر بات مین پہر
مجھی دیکھکر مسکرانی سی حاصل

نہ دو بوسہ لیکن مجھی دیکھتی ہی
یہ ہر بار کی مُنہ بنانی سی حاصل

جو سمجھتا ہی تجھی دشمنِ جان ای ناصح
اوسکی سمجھانی سی ہوتا ہی تجھی کیا حاصل

روزِ اول جن اداون سی لیا تھا دلکو
اوسی اندازسی پھر آج تم آنا شبِ وصل

مجکو ڈہر کا ہی سحر ہی نہ کہین نازل ہو
تہنیت کی لیی آیا ہی نہ مانا شبِ وصل

ایسا مزہ ملا ہی خلش مین کہ مدتون
بستر پر اپنی خار بچھائی بجای گل

بلبل ہین ہم تو پہول سی چہری کی وسلو
مٹی مزار پر نہ پڑی ہاو رای گل

ساری فتنی تو کیی چال نی اوسکی پامال
اب کوئی ظلم نیا چرخِ ستمگار نکال

جوشِ وحشت مین خلش سی ہی تسلّی دل کو
چارہ گر دیکھہ نہ تلوی سی مری خار نکال

رازِ الفت ہی دل ہی مین نہان ای نواب
بہول کر بہی کبہی منہہ سی ی یار نکال

حشر تک نیمجان رہی بسمل
اون اداؤن سی دیکہنا قاتل
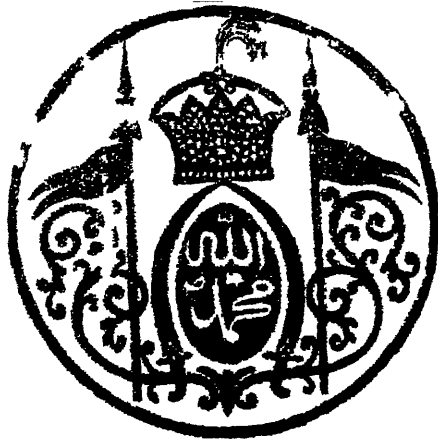
خلق سب دیکہنی آتی ہی جسکی حسرت سے
ایک دن تم بہی اوسی طالبِ دیدار سی مل

ہای تدبیر کرون نیست کی اب کیا نواب
اوسکی ملنی کو تو کہتا ہی زمانا مشکل

ردیفِ میم

طولِ شبِ فراق کی نجلت کی واسطی
لائین گی روزِ ہجر کو سو منّتون سی ہم

اوسدم ہوا خیال تجہی امتحان کا
جب تیری غم مین ہوگئی کچہ نیمجان سی ہم

لائین گی ہی اوسی تمہ نظاری کی واسطی
نواب تاب لائین گی دل مین کہان سی ہم

دیکھ لیتی تھی تمہین پہلی کبھی ورسی ہم
ابتو اس سی بھی گئی ہو گئی مجبو سی ہم

نہو زبان ترا نام لینے کی قابل
جو کُلّیان بھی کرین عمر بھر گلاب سی ہم

دو اک بلائین ہون تو کسی ڈھب سے ہو نجات
انصاف کریجین تمہی کس کس ادا سی ہم

خوابِ گرانِ کہ تجھی کیا کہین گی لوگ
مرقد مین چونک اوٹھین گی جو شورِ عزا سی ہم

جاتی تھی کوی یار کو لایا حرم مین ہائی
نواب کیون گلہ نکرین رہنما سی ہم

تمکو ہی جب لحاظ نہین ہی تو خیر اب
کہدین گی ساری رازِ نہان مدعی سی ہم

کیونکر تمہاری کوچی مین آئین کہ ابتو ہائی
آتی نہین خیال مین بھی لاغری سی ہم

لالی پڑی ہین جان کی اب ہجر یار مین
نواب منع کرتی تھی تجکو اسی سی ہم

اک دن تو تم آؤ ادھر بھی ظالم بھلا کہان تک
دل ہی کیلی بیٹھی شکوی کیا کرین ہم

واعظو کیا کرو گی جنت مین
گر ہوی مبتلا وہان بہی ہم

حشر تک اپنی جوشِ وحشت کو
یاد کرتی رہی مزار مین ہم

کیا شکایت کسی شکایت کی
جب نہین اپنی اختیار مین ہم

دو ہی باتون مین اوس ستمگر کی
آگئی ہای کیسی پیار مین ہم

بعد مرنی کی بہی نکہین گی تجہے
خاک ہو کر دیدۂ دشمن مین ہم

وہ تماشا ہی ندیکہی گا کوئی
دیکہتی ہین جو تری چتون مین ہم

نامہ تو دیا ہی مگر فرطِ رشک سی
خود بہی چلی ہین چہپ کے دلِ نامہ مین ہم

بوسی ہی لین اب تری ہی زلفِ دراز کی
آخر تو پہر رہین گی پریشانیون مین ہم

آئینہ کبہی نہ لائین گی ہم
تجہسی ہی تجہی چہپائین گی ہم

گر ٹھہری گی صبر کی تو نواب
اغیار سی مانگ لائین گی ہم

روونی کی گر یہی ہی شدت تو دیکھیے
جائین عدم کو دیدۂ حسرت نگر کہ ہم

گر کوئی دم آپ مین آتی ہین ہم
بیخودی سی برسون شرماتی ہین ہم

دیکھ اي دست جنون ہشیار ہو
پھر گریبان آج سلواتی ہین ہم

جذبِ دل لاتا ہی تجکو یا نہین
تیری کوچی مین تو آ بیٹھی ہین ہم

دل لگی کی ہی نکالین کوئی راہ
دل جو اوس بت سی لگا بیٹھی ہین ہم

اي فلک یون ہمین نکر برباد
دیکھ تو کسکی خاکِ پا ہین ہم

مر کر بھی غبار اپنا رہی گا تو ہوا پہ
کوچی سی تری اوٹھکی نہ بیٹھین گی کہین ہم

ویرانہ سمجھین گی وسی فرطِ جنون سی
دیکھین گی تہی ہجر مین گر خلدِ برین ہم
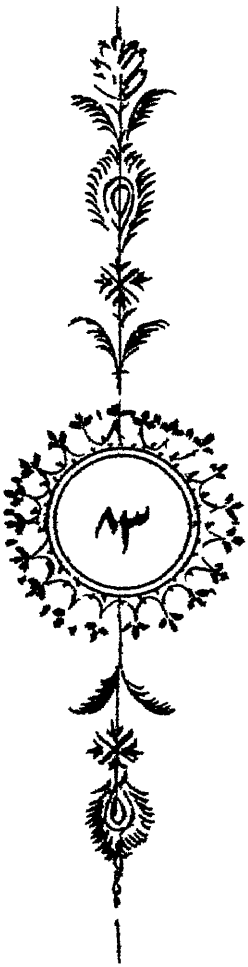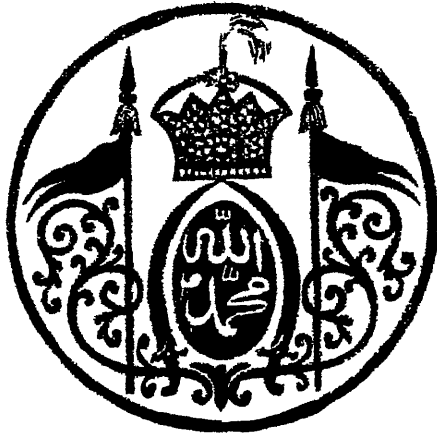
بختِ بد کی جو خبر ہوتی ازل مین ہمکو
اسکی تدبیر ہی پہلی ہی سی کر رکہتی ہم

کیا تجھکو ملی گا دردِ الفت
فرقت مین جو زار ہوگئی ہم

سزا ہی اسکی جو نواب اب اشکبار ہی ہے
ہنسا کرتی تہی روتی دیکہکر لوگونکو اکثر ہم

کیون وصلتِ محبوب کی مانگین نہ دعا ہم
پائینگی کہان تیری سوا اور خدا ہم

جاتا تو ہون اوس بزم مین پر دیکہیگی مجکو
کہہ بیٹہین وہ کیا کچہ سرِ محفل نہین معلوم

نواب تڑپنی کی تمنا تو بہت ہی
پر ذبح کی دم خواہشِ قاتل نہین معلوم

لکہا ہی جو مری قسمت مین تو نی روزِ ازل
الہی اوسکا پتا کچہ مجھی ہی ہو معلوم

عجیب ہوی ہی کمر کی ہی جلوہ ای نواب
کہ ساری عمر ہی دیکہون تو کچہ نہو معلوم

نواب سی پوچہا جو سبب غم کا تو بولا
دل سینہ مین ہی بیچین سبب کچہ نہین معلوم

آثارِ مرگ گر نہین ظاہر ہوی تو آج / چپ چپ کی مجہسی روتی ہین کیون ہمنفس تمام

فصلِ بہار کی جو یہی ہوم ہام ہی / کُنجِ قفس مین ہونگی ہم اب کی برس تمام

گلکنت ایسی عمر کی غصی مین کیون خاموش ہوے / ہای لینی ہی نپائی وہ مرا نام تمام

مینی پوچہا کہ تمہارا کیا نام / ہنس کی بولی کہ تمہین نام سی کام

کہنی مین نہ آئین وہ خموشی مین ہین انداز / بہولی گا نہ ہرگز تری تصویر کا عالم

قسم وہ دی کی یہ کہنی لگی منانی مین / خدا کو مان کی اب مان لو خدا کی قسم

جاتی ہین بہت جان سی اس بیخبری پر / کیا ہو جو کسیکی کہین غمخوار رہو تم

یہ کسنی کہا تہا کہ غمِ عشق مین نواب / ہردم سرِ رہ مرنی کو تیار رہو تم
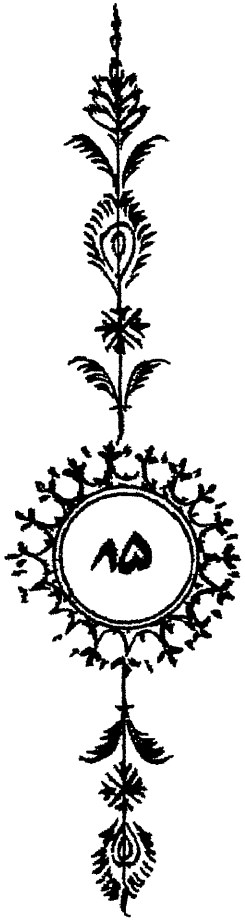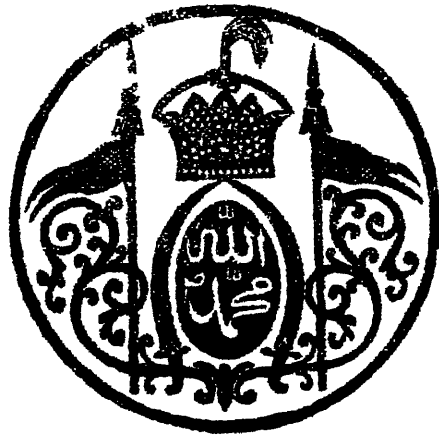
پیشِ خدا سوال ہی مہلت کا اس گہڑی / آجای کاش یاد مجہی بہی کسی کی شرم

ردیفِ نون

دعا مانگو ذرا تم بھی کہ اک مدت مین دل میرا
ہوا ہی آج کچہ مصروف قسمت آزمائی مین

جفا و جور کیونکر چھوڑ دے وہ خود پسند آخر
جسی یہ ناز ہو مجہسا نہین سارے زمانی مین

خدا کی واسطی نواب مجہسی تو ذرا کہدی
کہ تجکو کیا مزہ ملتا ہی اس آنسو بہانی مین

عیشِ دنیا کو کیا ترک جو تونی نواب
کیا مزہ آتا ہی ظالم تجہی غم کہانی مین

دنیا مین اور بہی تو ہزارون ہین بہرِ غم
یا مین ہی اک بنا ہون الٰہی زمانی مین

نواب پوچہی میری ہی دل سی کوئی ذرا
آتا ہی جو مزہ مجہی رونی رولانی مین

اب اسکا محو کرنا تمہارا ہی کام ہی
لکہنا جو تہا وہ لکہ تو گیا سرنوشت مین

گہبراؤن کیون کہ روزِ ازل کاتب قضا
فرقت تو لکہ چکا ہی سرنوشت مین

جو بلائین ہین روز فرقت مین
وہ نہون گی شب قیامت مین

ہای دل دی کی ان حسینون کو
پڑ گئی جان کس مصیبت مین

ہونگی عاشق بہی یہی معشوق
اس سی کیا ہوگا بڑہ کی جنت مین
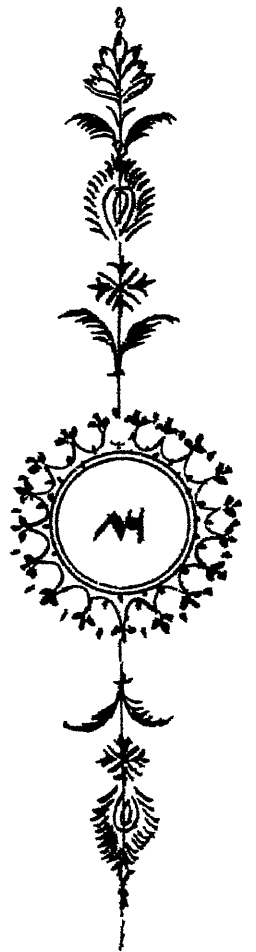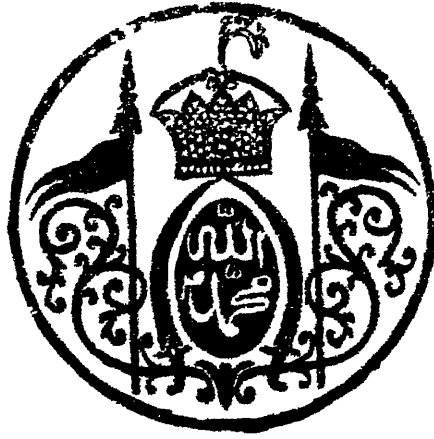
نہ آئی ہوگی کسی کو یہ چین مین لذت
مزہ ملا ہی جو کچہ ہمکو بیقراری مین

حیران ہین کہ غیر نی دیکہا کہان تہین
روز ازل سی تمتو ہو میری خیال مین

کس طرح وہ خیال مین لائی ہین ہبلا
جب ضعف سی آئین ہم اپنی خیال مین

جو عرش پر بہی پاون نرکہتی تہی ناز سی
تیری جفا سی مل گئی وہ لوگ خاک مین

نواب تمنی چہوڑ دیا وحشتون مین دل
اسکو بہی رکہتی کاش گریبان کی چاک مین

رحم تہوڑا سا بہی ہوتا خاطر افلاک مین
تو نہ ملتی اسطرح عشاق ہرگز خاک مین

آجای اوسی حرم یہ ممکن نہین نواب
آئی ہو عبث روتی ہوی اوسکی گلی مین
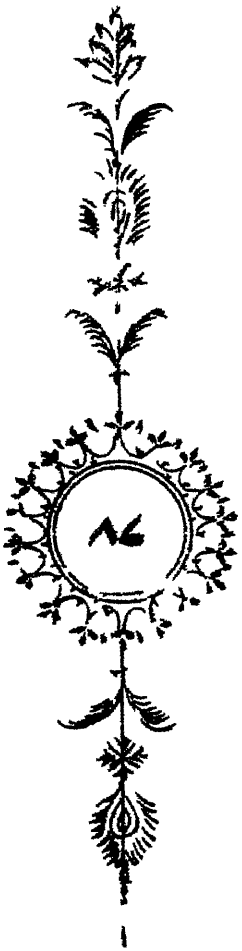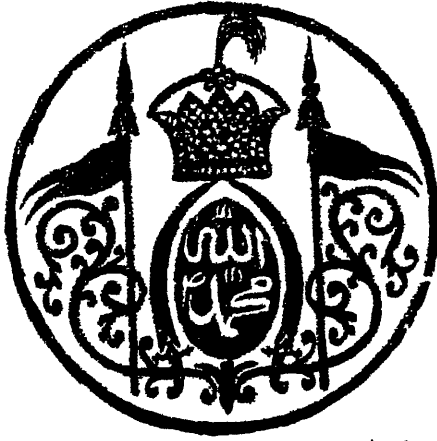
ایسی صورت کا پتا ملجای ای نواب اگر
ہند کیسا ہمتو دیکھین جا کی روم و روس مین

دہڑکا تری جفا کا ای خلق کو نہین
جا کر چھپی ہین اگلی ہی کنجِ مزار مین

ناکام مرا ہی سخت جان کیون ہی فراقِ یار مین
جیتی ہین آخر اور ہی شدّتِ انتظار مین

تری قربان شوقِ وصل جرات اسکو کہتی ہین
مٹا یا تونی سب شرم و حیا کو ایک بوسی مین

کس طرح خاموش بیٹھیون پند گو
عمر بھر تو گذری ہی فریاد مین

چھوٹ کر بھی ہم رہی نواب اسیر
تا قیامت خاطرِ صیاد مین

تم جو مشہور ہو آئین جفا کاری مین
میرا ثانی بھی نہین کوئی وفاداری مین

اور اک عمر عطا کر پی الفت یارب
کہ ہوئی یہ تو بسر دل ہی کی غمخواری مین

پوچھتا تھا کعبہ بھی نواب یہ وقتِ طواف
صرف کی ہی خاک کس بت کی تری تعمیر مین

دنیا کی عیش تمکو ملین درد و غم مجھے
کچھ دخل عقل کو نہین خالق کی شان مین
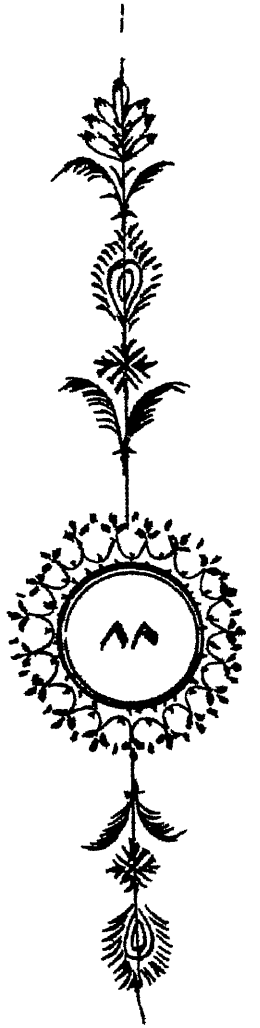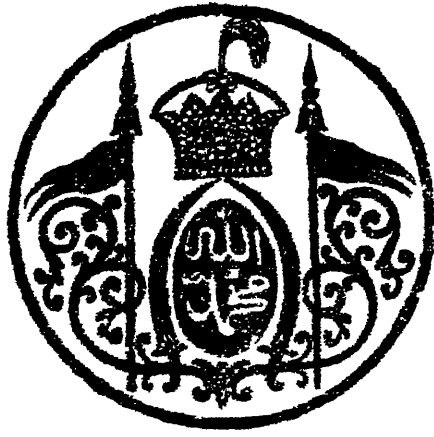
وہ آئین بس مین بھلا کس طرح جب اپنی نواب
نہو یہ دل ہی سا غمخوار اپنی قابو مین

میری ہی تباہی کو وہ قاصد کہین ہون
رہتی ہین مہ و مہر جو دن رات سفر مین

شاعرونکو موت بھی آتی نہین ہی بے سبب
جاتی ہین سوے عدم تیری دہن کی فکر مین

ڈھونڈھتی ہین رشتہ و سوزن وہی بہر رفو
آئی تھی بازار جو جو پیرہن کی فکر مین

توبہ میکشی کی جا دیکھ تو محتسب ذرا
داغِ شراب ہین کئی اب بھی جانماز مین

جانتی انجان گر تجکو تو ہم
جان دیوین ہرگز نہ کھوتی عشق مین

بال کھولی ہین اوسنی بہی غم مین
کیون نہو غیر میری ماتم مین

گریبان تھی یہ فتنہ گر ہو تم
ہوتی ای کاش اور عالم مین

ہون تو بیدم پر اوسکی آنی سی
سانس لیتا ہون اب کوئی دم مین

دنیا مین کسی عیش کی پروا نہین ہمکو
آیا ہی یہ لطف اب تو کسی بت کی ستم مین

آخر ہی شب وصل کہان تک گلہ ہجر
نواب سحر ہوتی ہی دیکھو کوئی دم مین

لطف ہی اتنی ہی اوس بت کو عطا کر یا رب
جتنی حسرت تھی ہی مین لی ارمان دل مین

وصل مین ہوش کسی کو ہو گا جو سوچی جواب
شکوی گن گن کی مین رکھی ہون شب ہجران مین

شعر کا ہی عشق تو نواب ہو
نام ہی اوس بت کا سب دیوان مین

تڑپنا پیٹنا رونا وطن سی بیوطن ہونا
دیار عشق مین کیا ہوتی ہین یارو یہی سین

نہ تم چاہو نہ ہم چاہین کسی کافر کو جیتی جی
مناسب ہے رقیبو عہد کر لین آؤ آپس مین

جب موت نہ آئی غمِ فرقت مین تو ناچار
گیا کیا تری امید سی شرمندہ ہوا مین

گیا جانیی کیا بات ہی جسکی لیی ظالم
ہر روز اوٹھاتا ہون تری جور و جفا مین

دل کہول کی نوّاب گلی کیون نکرون مین
امید جو کچہ ہو مجھی انسی تو ڈرون مین

آتا نہین ہو نکر سی ہی اپنی وہم مین
تیری وفا کی عہد کا شاید یقین ہون مین

صبح ہونی کی ہی خالق سی دعائین مانگتی
چین آتا ہجر کی شب کسی پہلو ہمین

بوہی لی لیون اوسکی پیکان کی فرادل کہولکر
چہوڑ دی دم بہر کو جوشِ بیقراری تو ہمین

شوخیِ لیلی نی پہر شاید نکالی ہاتہ پاون
رقص کرتا جو ملا تہا ناقۂ لیلا ہمین

وہ خبر لائین جو تم تک بہی نہ پہنچی ہو کبہی
بہیج دیکہو نامہ دی کر جانبِ اعدا ہمین

عشقِ رخ مین تری خطِ یوسف
یاد ہوگا تو خال خال ہمین

پوچھتی ہین وہ حال فرقت کا
دیکھتی ہین اگر بحال ہمین
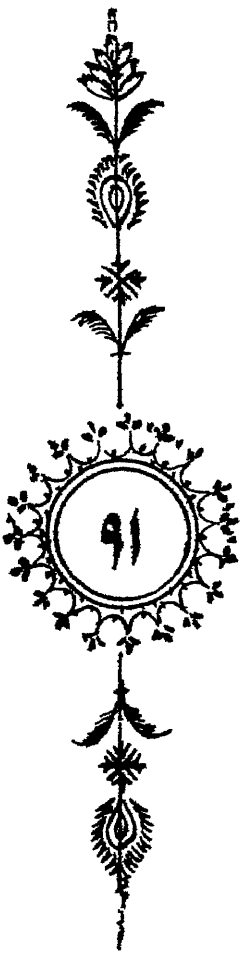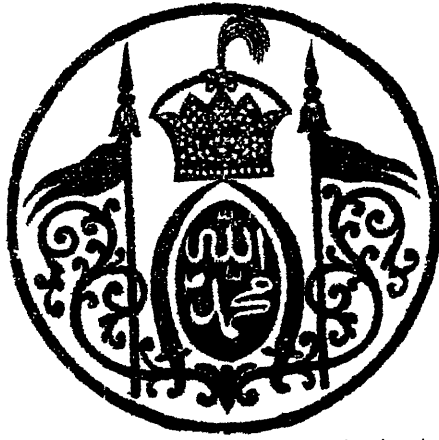
کسی ابرو کو دیکھکر ای چرخ
دیکھتا ہی ترا ہلال ہمین

دو ہی دن کی تری تصور مین
ہای کیا کیا بندہی خیال ہمین

بزم مین وہ تو بیٹھی تھی غافل
کیون ہوا ہی اضطراب ہمین

اوس صنم نی بنا دیا نواب
دو ہی باتون مین لاجواب ہمین

پاس بیٹھین تری یا دور بتا دی ظالم
نہین معلوم ہین اس بزم کی دستور ہمین

کیا خطا ہمسی ہوئی جسکی عوض مین یارب
حشر سی بڑہ کی ملی ہی شب دیجور ہمین

ہو زمانہ تجھی فرخ یہ جلائین تجکو
دی جو خالق اسی عالم مین کوئی حور ہمین

اس طرح عشق مین بدنام نہوتی نواب
یاد ہوتی کچہ اگر جاہ کی دستور ہمین
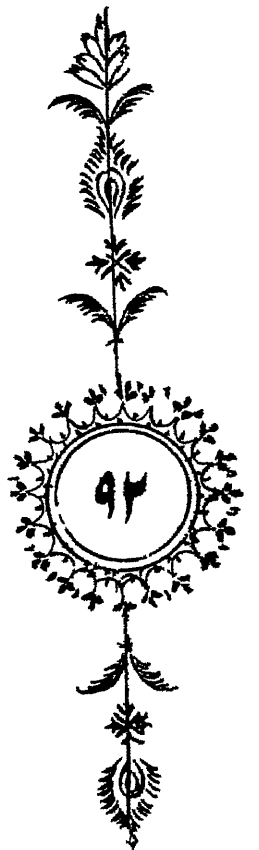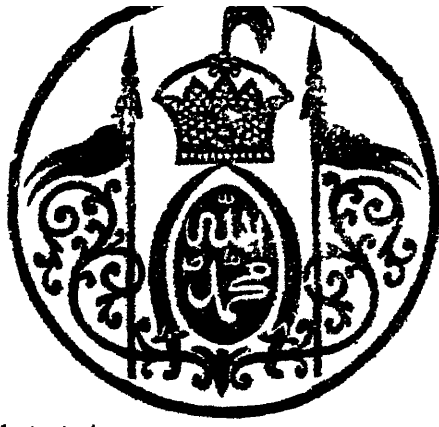
مخجل ہون کیون مین دعا مانگ کر عبث نواب | بر آئی چرخ سی ایسی مری مراد نہین
اوڑکی جا بیٹہین گی عدو کنجِ قفس مین اک دن | نہین پروا ہی اگر باغ مین صیاد نہین
وعدہ کیا اوس نی عدو سی مہر و وفا کا نواب | آج لب پر جو تری نالۂ فریاد نہین
دیکہکر مجکو ہنستی ہو پہر کیون | گر تمہین کوئی بات یاد نہین
اپنی طرف سی کچہ مجہی اصرار ہی نہین | پر یار می بلائی تو انکار ہی نہین
صد حیف لطف اوٹہائین تمسی التفات کے | وہ لوگ جو ستم کی سزاوار ہی نہین
اللہ ری یاس آرزوِ لطف تو کہان | اب دل مین اپنی خواہشِ آزار ہی نہین
اللہ اللہ مری آبلہ پائی جس سی | دشت مین سرخ نوا ایسا کوئی خار نہین
ای امیدِ شبِ وصلت ترے صدقی جاؤن | تجمسی بڑہ کر بہی کوئی ہجر مین غمخوار نہین

کعبہ بہی ہی سوگ مین نیلی لباس
کونسی گہر مین مرا ماتم نہین

گر نہین ہی دل مین غیرون کی تو پہر
غم کی کہانی کا بہی مجکو غم نہین

تیرا عاشق سب مجہی سمجہا کرین
تجسی اتنی لاگ ہی کچہ کم نہین

رنجش بہی ہوتی ہی تو رقیبونسی ہوتی ہی
اللہ اب جفاؤن کی قابل بہی ہم نہین

مجسی جو عدو ہین وہی دشمن سی تو بہی ہین
وہ لطف کونسا ہی کہ جسمین ستم نہین

ٹہنڈک پڑی وہ زخم مین اس سی کہ کیا کہون
پیکان تمہاری تیر کا مرہم سی کم نہین

یہ تسانی غم کی اوسمین ہین نہ یہ کنج قفس
جو اسیری مین مزی ہین وہ رہائی مین نہین

دوست دشمن سی اگر ہنستی ہو مختار ہو تم
آہ وہ فریاد سی کچہ ہم بہی تو مجبور نہین

جسنی جہیلی ہین ہجر کی کڑیان
اوسکو محشر کا کچہ ہراس نہین

اب نہ آئی تو پہر کب آؤ گے
دم آخر ہی کوئی پاس نہین

مسکراتی ہو دیکھکر مجکو
اب نہ کہنا مین کچہ خبر ہی نہین

جب ڈراتا ہون تیغ وہ کہتی مین
کوئی دنیا مین فتنہ گر ہی نہین

روز حشر آی کس طرح نواب
شب فرقت کی تو سحر ہی نہین

خلق کسواسطی پہر مجکو کیا ہی خالق
وصلت اوس بت کی اگر میری مقدر نہین

پرسش روز جزا سی تجہی ڈر کا کیون ہے
مہر تیری تو مری خون کی محضر مین نہین

کیا ستم ہی کہ جب آتا ہی وہ در پر میری
غیر کہہ دیتی ہین اوس بت سی کہ وہ گہر مین نہین

لائین گی ڈہونڈہ کی عنقا کو عدم سی نواب
نامہ لیجانی کی طاقت جو کبوتر مین نہین
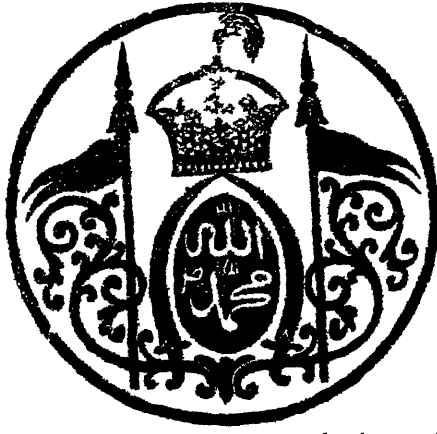
ٹوٹکر الماس ہجر دی میری دل مین جا رہ کر
چاہتا ہون خلش وہ زخم خنجر مین نہین

صبحِ شبِ وصال عبث ہی اُنہین حجاب
یعنی تو کوئی بات کسی سی کہی نہین

پرسشین آمدِ دشمن کی عبث ہین مجھسی
کچھ مین اہی بندہ نواز آپکا دربان تو نہین

عبث بگڑتی ہو تم غیر کی اُلجھنی سی
مرا عدو ہی یہ کچھ زلفِ عنبرین تو نہین

جلاؤن کیون نہ اسی جسمِ عشق مین نواب
یہ دل ہی سینے مین کچھ بارِ نازنین تو نہین

ہمنشینو کوئی صورت تو نکالو وصل کی
لیجیو مجکو ہی تم گرا وسکو لا سکتی نہین

زخم کیا پڑ گئی ناسور جگر مین نواب
ہم نہ کہتی تہی کہ یہ سینہ زنی خوب نہین

کہتی ہو عطرِ گل کی تم آنا شبِ وصال
افسوس تم مین مہر و محبت کی بو نہین

کیون دیکہتی ہین ہاتہون کو اپنی وہ ہر گہڑی
رنگِ حنا ہی یہ تو کسی کا لہو نہین
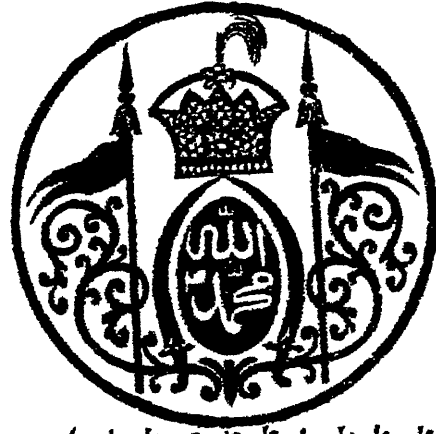
چلو سی پی رہا ہی صبح نواب تو شراب
کمبخت کیا زمانی مین جامِ سبو نہین

مرتا ہون مین تو غیرتِ اغیار دیکھکر
جیتی رہی فراق مین پر ہی خجل نہین

جزا مین اسکی مجھی کیا ملیگا محشر مین
کہ میری غم کا تو یارب کوئی حساب نہین

دل مین راضی ہین پی وصل و نواب مگر
چھیڑنی کو تری کہدیتی ہین ہر روز نہین

دل مین کب اس بلا کی جگر مین جگہ نہین
اللہ کا یہ قہر ہی تیرِ نگہ نہین

یہ جانتا تو ہی عالم کہ چاہتا ہون تجھے
بلا سی تجھ سبی اگر نامہ و پیام نہین

دیکھی بیرحمیِ ظالم کہ ماتم مین مری
آنکھ پر آنچل تو ہی پر ایک بھی آنسو نہین

لی اوڑی ہی عالمِ بالا کو آہِ سینہ زن
میری دل کی ہین پھپھولی چرخ پر اختر نہین

سارئی دنیا مرتی نواب نالون سی تری
ہای ظالم کچھ تجھی اللہ کا بھی ڈر نہین

اشکباری بیقراری رشک حسرت انتظار
کونسا ہی وہ مزہ جو رنج ہجران مین نہین
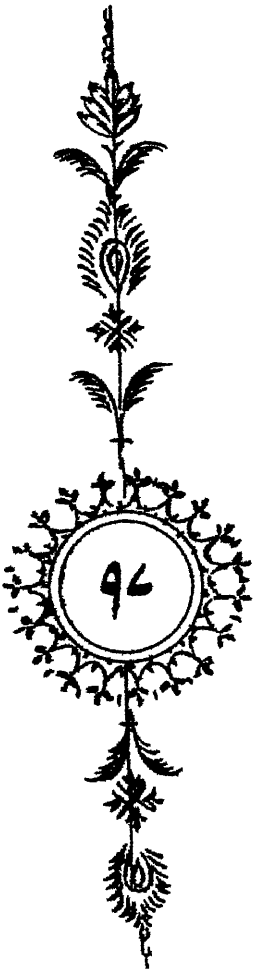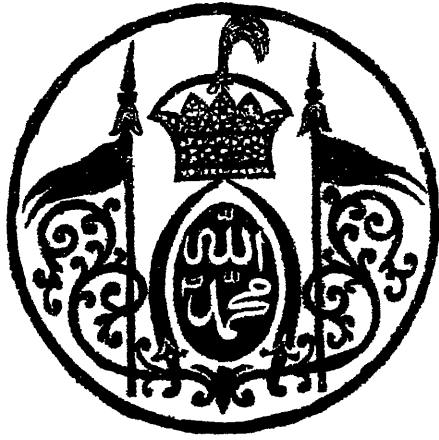
اسقدر تکیہ ہوا ہی بخت بد پر اپنی ہای
اب تصور بہی ہمارا چشم دربان مین نہین

شر کہا بک بک کی ناصح اپنی گہر کی راہ لی
لاکہہ تو سمجہا مگر مین تو ترا قائل نہین

دیکہتی پہرتی ہو مجمع مین عبث تم دوستو
چشم میگون کی سوا میرا کوئی قاتل نہین

ہون ایک عمر سی ناصح کو دیکہکر حیران
کہ دیکہتا ہی تجہی اور سینہ چاک نہین

اور سب کچہ دل مین ہی نواب پر
اک فقط صبر و شکیبائی نہین

خوش کم آتی ہین کیون ملک عدم سی یارب
گیا وہان مرنی کو ان پر کوئی گمنام نہین

پرسش حشر سی ڈرتا ہی عبث ای نواب
گیا کسی بت کی بغل مین تری تصویر نہین

گو تری وصل سی نومید ہون پر
اپنی مرنی سی تو نومید نہین

مجہسا ناصح کو بنا دیتا گریبان پہاڑ کر
ہای اتنی ہی تجہی دست جنون ہمت نہین

ساری دُنیا کی بلا مین ہین ہماری ہی لیے
ان بتون کی واسطی یارب کوئی آفت نہین

ایسی ہی تری یاد پھر اک تو کہ دمِ نزع
ہمدم بھی ہمین مجھی بھول گئی مین

تری ہی وصل کی تعبیر یہی ہین دل اپنے
شبِ فراق جو ہم کوئی خواب دیکھتی ہین

لگی تڑپنی ہین کس تماشہ ای دلِ بیتاب
کہ آج پھر وہ ترا اضطراب دیکھتی ہین

مجھی ہنس کی وقتِ ادا دیکھتی ہین
کوئی انسی پوچھی تو کیا دیکھتی ہین

کسی نی بھی دیکھا نہوگا کسی کو
جن آنکھون سی اون بت کو ہم دیکھتی ہین

جتایا عشق تو انجان بنکی بول اوٹھی
یہ باتین جھوٹ ہین ہم تمکو خوب جانتی ہین

در پر مری مسکرا کی بولے
اس گھر مین کسیکو رہی ہین

تم عبث فریاد سی گھبراتی ہو وقتِ اخیر
ہو چکا جھگڑا یہی دو چار آہین اور ہین

دل ہی اونکا ہی قابل تعریف
دل سی نعمت جو تمکو دیتی ہین

نہ تو بوسہ ہی نہ وعدہ نہ اشارہ نہ پیام
یوہین ہم مفت مین وہ دل تمکو دیتی ہین

تم تو سب کہہ چکی دشمن کی محبت کا حال
ہم ہی جو گذری ہی ہم پہرہ کہی دیتی ہین

رازِ وصلت نہ بتاؤن تو کرون کیا ظالم
کہ مجھی غیر تری سر کی قسم دیتی ہین

ذبح پر میری کمر باندہی ہی کسنی یارب
کہ مجھی مژدہ قتل اہلِ عدم دیتی ہین

عادتِ وصل سی فرقت مین نہ خواہش ہو کوئی
اسلیی اپنی ہی ملنی کی قسم دیتی ہین

بلبل نہ بہول تو کہ بہت گل چمن مین ہین
کچہ داغ سوزِ دل سی ہی ہی کفن مین ہین

پوچہی کوئی گذرتی ہی کیا اونکی جان پر
ہم پہلوِ عدو جو تری انجمن مین ہین

روتی ہین ہای اپنی قسمت پر
جب وہ ہنس ہنس کی ہمکو ٹالتی ہین

اوسنی ٹہ کر بہی مانی ہین نہوگا نادان
تجہ سی جو دل مین تمنای وفا رکہتی ہین

اس آرزو مین سن لی وہ بت کبہی نواب
بغل مین شکوون کی دفتر کتاب رکہتی ہین

ناز کرنا نہ اپنے پلکون پر
ہم بہی کچہ دل مین خار رکہتی ہین

غم ترا کم ہی کیا جو سب دل مین
کاہش روزگار رکہتی ہین

جنکو ہی عشق حقیقی اونکا مسلک اور ہی
یون تو ہم بہی عاشقون مین یا خدا کہنی کو ہین

آہ وقت قتل اہی نواب تو دل سی نہ کہینچ
صبر کر تہوڑا کہ وہ بہی حیا کہنی کو ہین

گالیان سیکڑون دیتی ہین عدو کی آگی
اور پہر مجکو ہی وہ شوخ زبان کہتی ہین

شکر ہی وہ بہی ای نام بر اب تو نواب
مسکرا دیتی ہین محفل مین ذرا کہتی ہین

مری تقدیر مین ہنسنا نہو تو کیا ہنسونگا مین
یہ مانا ہر کسی کو وہ ہنسی مین کہول لیتی ہین

نہ رکھون دل سے عزیز ان لبون کو مین کیونکر
کہ مرتی دم بھی یہ تیرا ہی نام لیتی ہین

شب فراق یہ کیا سوجھی ہی فرشتون کو
کہ آسمان کو گردش سے تھام لیتی ہین

مجھی کشتہ سمجھکر دعوی خون کو نہ آئی ہون
وگرنہ کیون تری در پر مری غمخوار بیٹھی ہین

نہ ستا دیدۂ خونبار کہ ہم
آپ ہی غم مین بھری بیٹھی ہین

جو اوسی دیکھ کی بیہوش ہوی ہین ناصح
وہ سنبھالی سے تری کوئی سنبھل سکتی ہین

قسمت اونکی ہی جو ہین تیری بغل مین ورنہ
یون بسر کرنی کو ہم بھی تو بسر کرتی ہین

تذکرہ کوئی جو کرتا ہی کسی کا تو ہم
کیسی حسرت سے تمھین یاد کیا کرتی ہین

قابل رشک ہین وہ لوگ جو تیری آگی
ہر گھڑی شکوۂ بیداد کیا کرتی ہین

جھجک کی کھتی ہین بار بار غیر کو بھی
کبھی جو میری طرف وہ نگاہ کرتی ہین
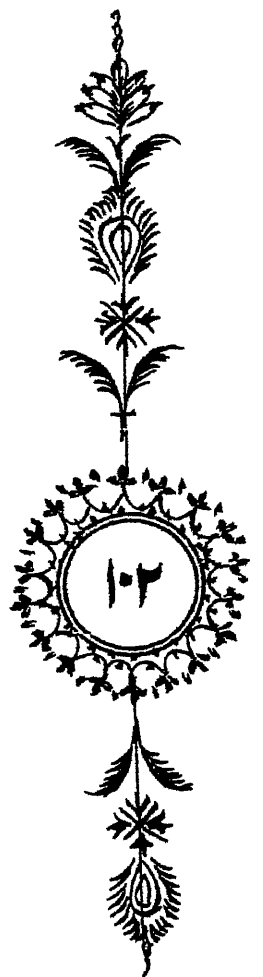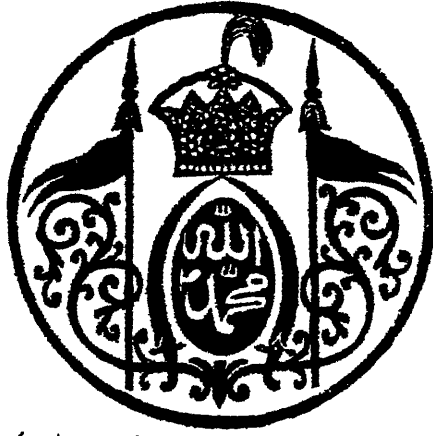
گو نہین بھیجتی پہ میری جلانی کی لیی
روز غیرونکو وہ اک نامہ رقم کرتی ہین

لذتِ مہر کہان عشق کی غمخوارونکو
لطف کرتی ہین وہ مجھپر تو ستم کرتی ہین

بدگمانی سی ہوا جاتا ہی اپنا تو کام
گو کہ غصی ہی مین وہ عہدِ قسم کرتی ہین

خیال آتا ہی جب اونکو دل کی لینی کا
تو کس ادا سی ہی گود مین مچلتی ہین

نزع مین لذتین کہان نواب
دل سی ارمان کیا نکلتی ہین

ناتوان اتنا نہین ہون کہ نہ مین چاک کرون
چارہ گر میرا گریبان عبث سیتی ہین

تیری مجنون کی لیی کیون دعائین مانگون
اوسکی ہی دم سی تو آباد یہ ویرانی ہین

آئینہ دیکھکر بناو کی وقت
کیسی بن بن کی وہ بگڑتی ہین

کیا تجسی کہین ظالم صدمی جو گذرتی ہین
اس ہجر کی ہاتھون ہم جیتی ہین نہ مرتی ہین

جلوہ سی تری ہوش کسی کو نہین رہتا
انداز و ادا تیری نگہبان ہوئی ہین
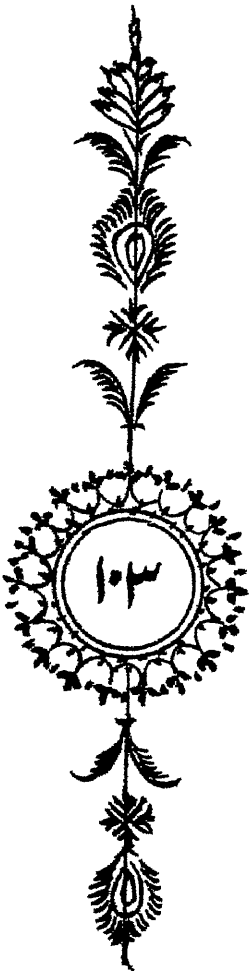
کبھی اغیار سی ہوتی ہی اگر سرگوشی
ہم بہی محفل مین تری شور مچا جاتی ہین

لذتِ خوابِ عدم سی نہ اوٹہون گا تا حشر
میری لاشی پہ پڑوسی لوگ عبث لاتی ہین

کیا پوچھتی ہو گورِ غریبان کا ماجرا
تمپر جو مرتی تہی یہ اونہین کی مزار ہین

حالِ غمِ فراق بہی سب جانتی ہین جہوٹ
ہم ایسی تیری عشق مین بی اعتبار ہین

ای شوخ حشر سوچ کی آنا کہ اندنون
اوسکی گلی مین ہمسی کئی بیقرار ہین

شوقِ سجدہ کو دو مبارکباد
داغِ دل پہر شمار ہوتی ہین

تمہین پڑی ہی فقط جیب کی سلینی کی
یہان تو چارہ گرو دل کی ٹکڑی ٹکڑی ہین

کچہ ہو مرض تو فکرِ دعا و دوا کرین
دل ہی نہو جو بس مین تو غمخوار کیا کرین

گلہ بخت کرین شکوۂ بیداد کرین
ای فلک کونسی ہم ظلم ترے یاد کرین

رحم کر رحم کہ عاشق ترے کبتک ظالم
ہجر مین آٹھ پہر نالہ و فریاد کرین

چشم بیمار کی صدقے مین یہی بہتر ہے
کہ وہ نواب کسی غیر کو آزاد کرین

کیونکر ہم اپنی حال کی تجھکو خبر کرین
نالی ہی وہ نہین جو دل مین اثر کرین

جس بیخبر کو ہوش نہو اپنی جان کا
کیونکر مصیبتون کی ہم اسکو خبر کرین

دنیا مین چین لینی نہ دیگا یہ آسمان
نواب آؤ چل کی عدم مین بسر کرین

نواب مر کہین کہ یہ قصہ تمام ہو
دنرات تیری جیب مین کبتک رفو کرین

کہتی ہو بیداد کا میری کہین دعوی کرو
چاہتی ہو تمکو بھی اپنی طرح رسوا کرین

قدر دان وحشت کا لائینگی کہان سی دشت مین
اس سی بہتر ہی کہ کوچی مین ہی بستر کرین

ہای ہمتو خانمان برباد گلیون مین پہرین / اور اعدا شوق سی محلون مین تمہاری گہر کرین

نہ ایکدم کی لیی آی خاک ہونی پر / تمہاری وعدی کا کیا خاک اعتبار کرین

مجہی کو دیکہکی وہ بت بنی ہین ای نواب / وگرنہ ہوتی ہین ساری جہان سی باتین

گہر مین اغیار ہی کی کچہ سن لو / کسی خانہ خراب کی باتین

ای غم عشق تباہ تجکو قسم ہی رب کی / تو نی مجہسا کوئی غمگین بہی دیکہا ہی کہین

لاکہون فتنی یاد کر کی چرخ نی برپا کیی / دل لگا ہو لی سی بہی میرا اگر دم بہر کہین

آنکہین کہین ہین دہیان کہین ہی نظر کہین / بی شبہہ وہ کی آی ہو تم رات بہر کہین

وحشت کی خوبیان کہ نکلتی ہی گہر سی ہای / مین تو کہین ہون اور مرا راہبر کہین

رونی سی رات دن کی ہی خوف ہی مجہی / پلکون پہ آنہ جای نکل کر جگر کہین

ابہی گر صرف ہوی ناز و ادا اور کہین
دل لگالی گا کوئی پہر بخدا اور کہین

بیحجابانہ جو لاؤن مین کبہی ناصح کو
اوس گہڑی بات نکہنا کوئی شرما کی کہین

لون تصور مین ہی بوسہ تو یہ اندیشہ ہی
دیکہتا دل سی نہو اوسکا نگہبان کہین

اوٹہ گئی غیر جو پہلو سی بگڑ کر نواب
بزم مین اوسکی نہ آیا ہو مرا نام کہین

منع ہی شکوہ بیداد تو یہ ہو ارشاد
غم فرقت کی شکایت بہی کرون یا نکرون

بخت خفتہ کبہی آجای جو وہ پہلو مین
جب بہی ظالم تجہی بیدار کرون یا نکرون

دیکہکر یون ہی مری شکل کو گہبراتی ہین
اونسی مین شکوہ آزار کرون یا نکرون

اوسمین تو سیکڑون ہی اوئین ہین ای خدا
کس کسکو شوق دل کی مین اپنی خبر کرون

ڈہونڈہون جگر کو یا دل شوریدہ حال کو
کس کس کی تیری ہجر مین مین جستجو کرون

مطلق نہیں کہ جائین جفاؤن کی عادتین
ناحق شکایتون سی تجھی کیون خجل کرون
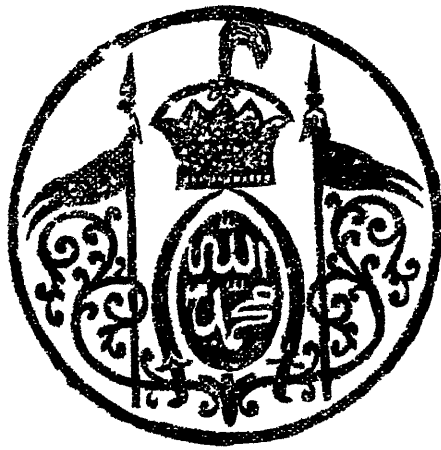
کھینچا جو نقشہ لکھتا تھا صورت آفرین
ہاتھ ہون میری قلم گر دو سرا پیدا کرون

یہ کیسا ہی نواب شوق شہادت
کہ ہر دم تجھی سر بکف دیکھتا ہون

ہنگام سوال بیخودی دیکھ
تجھکو مین تجھی سی مانگتا ہون

تجھسی نہین ہی کچھ بھی چلتی
یون کہنی کو مین بھی بد بلا ہون

نیرنگی عشق سی مین نواب
آئینۂ قدرت خدا ہون

کیون مفت مین شرمندۂ احسان قضا ہو
فرقت تری کچھ کم ہی کہ مین موت کو چاہون

چاہت ہی کسی چاند سی رخسار کی مجکو
مانند ہلال ایسی انگشت نما ہون

ملتا نہین ہی سراغ انکا عدم مین بھی
گویا مین عشق یار مین رنگ پریدہ ہون

روتا ہی مجکو دیکھکی خود صورت آفرین ہجر بتان مین ہای وہ آفت رسیدہ ہون

نہ روو پھوٹ کی ای آبلو کہ چن چن کر تمہاری واسطی جنگل سی خار لایا ہون

جہان سی تمکو ملی ہی یہ حسن کی دولت وہین سی مین بھی دل بیقرار لایا ہون

سیین نہ زخم کو اب چارہ گر کہ پھر فو مین آپ اپنی گریبان کی تار لایا ہون

جاتا ہون عدم کو تو گمان اور نکرنا سو جان سی عاشق ہون تمہاری جہان ہو

دم بھر تو مجھی دیکھ کہ اک عمر سی مین ہے عرفی کو تری روز بحسرت نگران ہو

دیکھ تو غیر کی باتمین کہ سمجھتا ہی مجھی لغو ہر چند تری سر کی قسم کھاتا ہون

رہتی ہو چین سی مری دل مین تم کہان اور اضطراب کہان

اوسکی پیکان کی ہین مشتاق تو اک مدت سے دل جگر دونون ہی یہ دیکھیی سماتی کہان

دیکھتی ہی مجھی وہ غیر کی پہلو مین چھپی
دیکھنا خوبیِ تقدیر کہ شرمای کہان

یار کا پایا نہ عدم مین بھی پتا
دیکھیی شوقِ دلی اب مجھی لیجای کہان

سر ہلا کر بہی سی بیٹھونگا ای جوشِ جنون
تو ہین ہاتھون کی گر صرفِ گریبان ہو گئین

جان سی تنہا برہ کی پر نواب دینا ہی پڑا
جس گھڑی اوسکی ادائین دل کی خواہان ہو گئین

جفاؤن سی جو رہتا ہی سرکار
تو کسدن کام آئین گی ادائین

اُف نہ نکلی مُنہ سی گو خنجر بھی گردن پر چلی
وہ نہین ہین ہم کہ وہی بات ہو تو نہین رونی لگین

چھیڑین ہین معشوقون سی جب تک ہی جوانی
پھر پوچھی گا نواب بڑھاپی مین تمہین کون

چھین لی حشر مین بھی کوئی نہ مجھسی یارب
جیسی چھینا ہی تمھین نی دلِ بیتاب یہان

مین جو مر جاؤن غمِ فرقت مین تو بہرِ خدا
تم بھی آنکھون پر ذرا رکھنا کسیدن آستین

وحشت تو میرا حصہ تھا پر یہ ہوس تو دیکھہ
پہنی ہین مجکو دیکھہ کی مجنون نی بیڑیان

برباد ہو گئی ہی قیسون کی خاک تک
مین نی یہ تیری راہ مین گری ہین اڑایان

بہلا کیا خوف ہوگا مجکو ہمسایی کی شکوونکا
کہ مین ہو آیا ہون تجہسی شعلہ خو کی روبرو سون

مری دل سی کوئی نواب اوٹہی قدر وحشت کے
کہ میری خاک بہی اوڑتی پہری ہی کوبکو برسون

رحم اتنا ہی نکر تو کہ مری حسرت کو
چشم حیرت سی سب غبار عدم مین دیکھین

کہتی ہو نفرت ہی تجہسی سچ سہی یہ بہی مگر
نام میرا لب پہ آتا ہی تو ہنس دیتی ہو کیون

ہنس بہی لونگا کبہی مین ای نواب
اوس گلی مین تو آج رو آون

چٹکی بجا کی بولی وہ محبوب مجکو دیکہکر
بلبل ہی تو تو میرا ذرا بول بولیان

اختر وہ شمن کہتی ہی عجب سمجہا کر کوئی
ایکدم کی واسطی بن جا ستمگر ایکدن

واعظونکی ساری شیخی کر رہی جاہی کاش
تیری کوچی مین بپا ہو شورِ محشر ایکدن
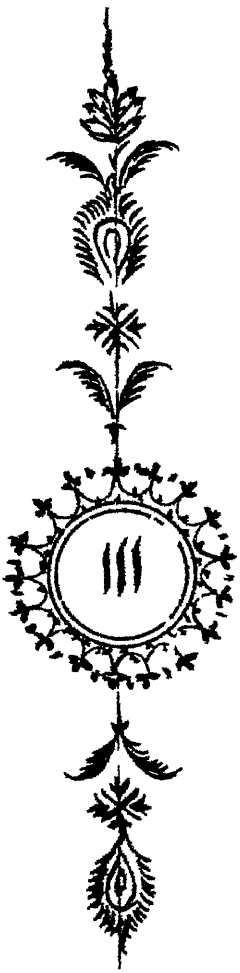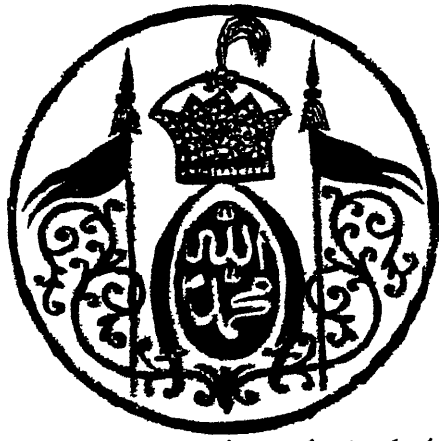
فرقت مین اہتو غم سی بہلتا ہی جی بہت
جو پہلی درد تہا وہی ارمان ہی اندرون

شراب پی کی چلا سوی محتسب نواب
گہٹائین جہوم کی جس دم بہار مین آئین

خونبہا ہی یہی میرا کہ تجہی ذبح کی بعد
سامنی غیر کی انگشت بدندان دیکہون

دل کیون دیا کہ جان مصیبت مین پہنس گئی
میرا ہی یہ قصور ہی تمکو تو کیا کہون

مقدمِ مرگ کو رہجائین گی مجہسی شکوی
کیا کرون خوشخبری تری بسمل کو ندون

حشر تک وہ جو نہ آئین تو بہلا کیا ناصح
جہوٹی صدو نسہی تسلّی ہی ذرا دل کو ندون

ردیف واو

دیتا ہی اک جہان جہان دل کو
ہم چہپاتی ہین کیون یہان دل کو

بزم سی اُوٹھ گئی سبھی پر ہم — ڈھونڈھتی رہ گئی وہان دل کو
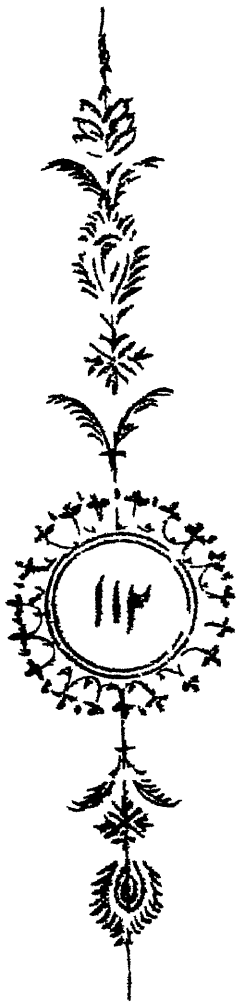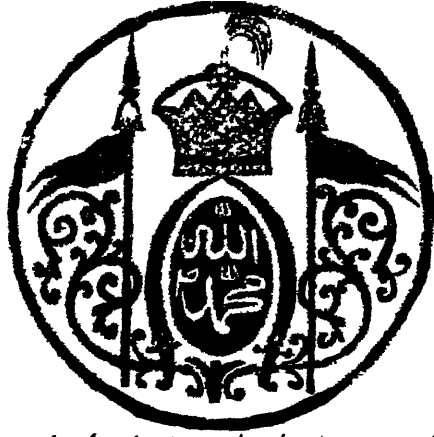
ایسی نادان بن گئی نواب — ہای کھو بیٹھی ہین کہان دل کو

مری اختر وہ دیکھین گی فرشتو — ذرا ٹھہرا دو دم بھر آسمان کو

خیالِ پاسبان ہی ورنہ دل سی — لگا کر روتی ہم اوس آستان کو

سوالِ بوسہ اوس ظالم سی نواب — خدا کی واسطی روکو زبان کو

بوسی کی دینی مین ہی کلام اوسکو اسلیے — مُنہ سی نکالتا ہون مین ہر دم کلام کو

رشک ہی اتنا کہ نہ رہنی دیا — اپنی نصیبون مین تری نام کو

تیری ہی دامن مین رہی ورنہ ہم — رکھتی کہان گردشِ ایام کو

اور کچھ مطلب نہین ہی صرف عبرت کی لیے — اوسکی در پر حشر تک کہنا مری تابوت کو

دیکھتا ہون آسمان پر نالۂ جانکاہ کو
پر لگائی یا الٰہی کسنی میری آہ کو

غیر کو فرہاد ٹھہرایا ہی خوشیرین نی
ہای بہولی ہین وہ کسدم خسرو پرویز کو
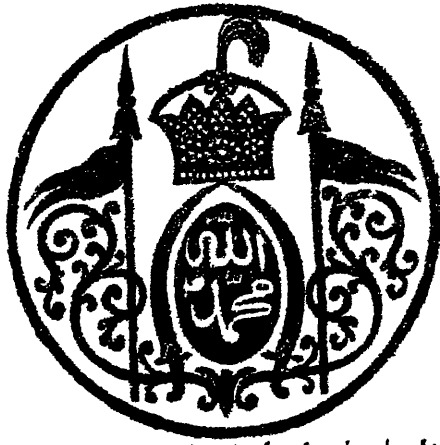
نالۂ میرا کس طرح دل سی نہو اونکو عزیز
پیار کرتی ہین سبہی فریادِ دردانگیز کو

لاکہ صورت سے بچاہین جیب و دامن اپنی ہم
کیا کرین نواب پر اس طبعِ وحشت خیز کو

غیر تم سی عشق مین دم بہر بہل سکتا نہین
غم مین ہم بہلائین کیونکر خاطرِ ناشاد کو

جرمِ الفت کے بتا دونگا تو ای نواب ابہی
مرحبا کہنی لگین گی سب مری جلاد کو

سوچ تو کچہ اپنی دل مین غم ہی کسکا چارہ گر
دوست کہون مین کیونکر عشق کی آزار کو

نہوتا ناز ای نواب تمکو عشق پر اپنی
سمجہتی دل مین کچہ بہی تم جو اسکی نیاز کو

وہ اور وعدہ وصل کا نواب سی غلط
یہ دن کہان نصیب اوس آفت نصیب کو
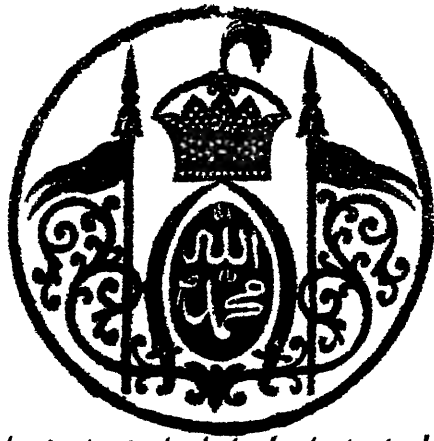
لیجای خاک وہ کسی مشتاق کا پیام ‏ ‏ رویا کیا ہو خود ہی جو برسون جواب کو

اوس بت کے ہاتہ رکہتی ہی دل کیون ٹہر گیا ‏ ‏ کیا ہو گیا یہ ہای مری اضطراب کو

نواب کو ابہی تو ہین دعوی بہت مگر ‏ ‏ دیکہین گی اوسکی بزم مین جاکر جناب کو

دن حشر کا چہوٹا ہی کہون کیا مین غم دل ‏ ‏ لی آئی کوئی جا کی مری ہجر کی شب کو

معشوقون سے شکوی کیی لاکہون ہی نی نواب ‏ ‏ جنبش نہوئی پر کبہی ظالم تری لب کو

ابہی کچہ کچہ ہی جان قالب مین ‏ ‏ روک لی کوئی میری قاتل کو

تجکو دیکہا تو پہر بہی جلتی ہی ‏ ‏ کیا ہوا آج شمع محفل کو

یارب اوسکا ہی دل کوئی لیلی ‏ ‏ جسنی پہلو سی لی لیا دل کو

کچہ ایسی ویسی ہینی کہا تہا حال فراق ‏ ‏ کہ عمر بہر نہ اونہین نیند آئی دم بہر کو

مخصوص ہے یہ ہی لیے روز ازل سے
رکھتا ہون عزیز اسلیے مین تیری ستم کو

یارب ہمین پہر بہیجدے دنیا مین عدم سے
سُنتے ہین کہ وہ یاد کیا کرتے ہین ہم کو

دہرے ہجاے ساری تعلّی سخت جانی کے
ذرا جنبش تو دو تم اک ادا سے دست گلگونکو

نہین معلوم کسی مین آجاون غش مین ایک جلوے سے
نقاب اولٹو ہزارون بار پہولو لن ترانی کو

دم وصل عدو گر چاہیے شرم و حیا تو پہر
یہان بیکار ہے تم مجہسے لیلو پاسبانی کو

خدا جانے بلا کیا آئے عالم پر کہ جاتا ہے
تم اے نواب پہر بیتاب ہو کر کوے جانان کو

لاکہ تدبیرین کرو ن وصل کی اوسکی ہمدم
چین لینے دے اگر درد جدائی مجکو

قید کی غم سے مین روتا نہین ہرگز صیاد
رنج دیتا ہے مگر خوف رہائی مجکو

وہ مزہ پایا ہے دل نے کہ نہ لون مین نواب
دے جو حق غم کی عوض ساری خدائی مجکو
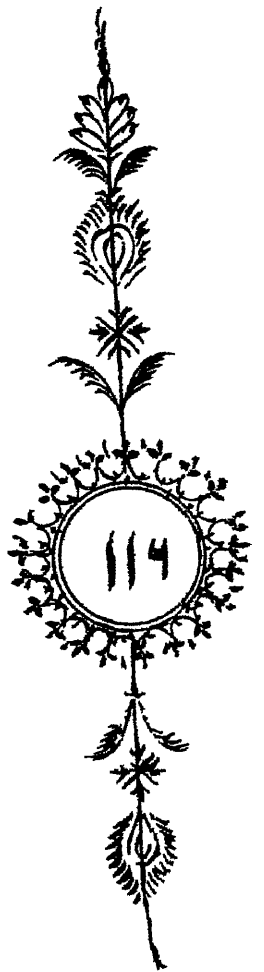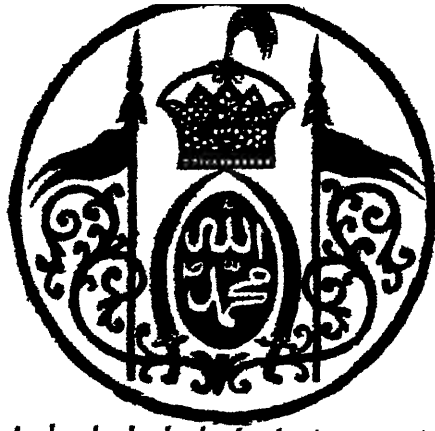
زندگی مین کوئی پرسان نہین تو غیر ابوای
میری ماتم مین بھی گر کوئی نہ روئی مجکو

بعد مرنی کی ہوا غیر کا مجھپر احسان
کہ تری کوچی سی اوسنی نہ اوٹھایا مجکو

بہانہ ایسی کرتی ہین وہ نزاکت کا
کہ تا نہو کبھی وصلت کا حوصلا مجکو

خوگر رنج کو کیا کام خوشی سی ظالم
تجھسی اب شکوۂ الطاف و کرم ہی ہمکو

گر یہی لطف ہے غم کہانی مین تو غذا اب تو ہے پھر
ساری دنیا کا غم و رنج بھی کم ہی ہمکو

جانتی تھی کہ ہی مرنی کی تمنا ہمکو
اس لیی وصل کا مژدہ نہ سنایا ہمکو

شور محشر بھی جو اوٹھا تو نہ نکلی گھر سی
کیا کہی گا تری کوچی مین زمانا ہمکو

وہیان آتا ہی فقط آپ کی رسوائی کا
ورنہ کیا ہجر مین مرنا نہین آتا ہمکو
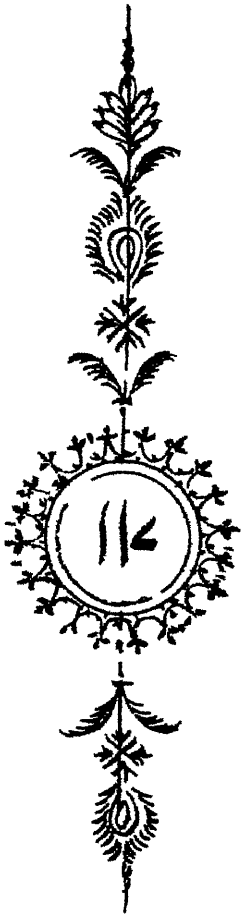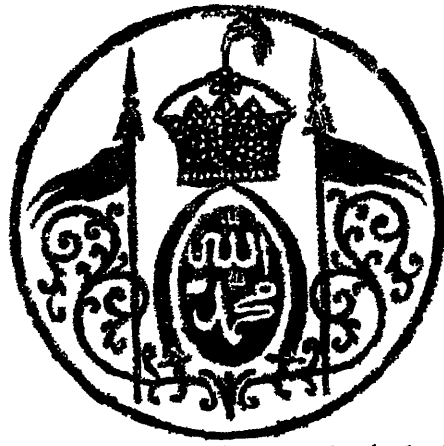
بت کو پوجو گی کعبی مین نواب
تم سی یہ اعتقاد ہی ہمکو

تم سا جلاد تو پیدا ہی نہین عالم مین
ظلم کرتی ہین جو کہتی ہین مسیحا تمکو

گریۂ وحشتِ دل کی ہی ترقی نو آب
آج ہی کل مین ہوا جاتا ہی سودا تمکو

نقش تسخیر نہین ہی خطِ تقدیر مرا
تم اوسی غیر کی خاطر سی مٹاتی کیون ہو

وہ تو غش ہی نہین تپہر بہی پہر تم
غیر کو زلف سنگہاتی کیون ہو

مٹ گیا ہی جو تمہاری غم مین
نام کو اوسکے مٹاتی کیون ہو

خیر ہی نالون سی آج اے نواب
اپنی طالع کو جگاتی کیون ہو

چہپانی سی کہین چاہت ہے انکی اب چہپتی ہے
نہین مرتی کشتی پر تو پہر تم پہچان کیون ہو

جس غیر کو سمجہتی ہو تم دوست سیر ہی
محشر مین آکی وہ بہی اگر داد خواہ ہو

لطف کی بعد پہر ستم یہ کیا
ظلم اتنا کرو کہ عادت ہو

جسکو کہتا ہی اک جہان اجل
کاش وہ بہی تمہاری حسرت ہو

کیا حال اوسکا ہوگا الہی فراق مین
سو طرح کا وصال مین جسکو ہراس ہو

فریاد جو کرتا ہون تو کہتا ہی زمانہ
مرچک کہ تری مرنی سی آرام کہین ہو

نہو کوئی بہی فریادی کسی کا روزِ محشر مین
وہان تو مین ہون یارب اور میری بیگناہی ہو

قسم جو کہا کی نہین ملتی تو ہو معلوم
کہ وقتِ جنگ خدا کو بہی بہول جاتی ہو

جو اوسکو دیکہہ کی پہلوی غیر مین نخواب
نہین ہی تاب تو کیون بیٹہی کسمساتی ہو

زمانہ بہر تو محوِ عیش و مستِ بادہ خواری ہو
جسی کوئی نہ پوچہی ہائی وہ قسمت ہماری ہو

پاس آ بیٹہی کسی کی جب سنی ہم محفل مین
ناز سی ہنس کی وہ کہنی لگی چل وہی ہو

وہی عکس تو ہی محفل مین تمہاری نخواب
دل کو تہامی ہوی ہی تم جسکی فغان سنتی ہو

مانگو عمر خضر پہلی خدا سی نواب
اوس سی حالِ غمِ ہجران جو کہا چاہتی ہو

چرچا وہان بہی کچہ ہو ہر دم مصیبتونکا
جنت مین بہی الٰہی ایسا ہی آسمان ہو
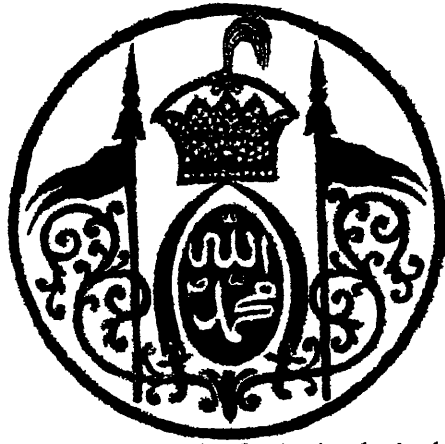
رستہ ملی نہ اوسکو عدو کی مکان کا
اتنی بلاؤن کا تو الٰہی نزول ہو

یارب اوسی سی پوچہ مری دل کی سرگذشت
جمسا جو کوئی تیری یہان دردمند ہو

پہنچا دی آہ کو جو مری تا اثر فلک
تو عرش سی بہی رتبہ ترا کچہ بلند ہو

نواب جسنی اوسکو بنایا ہی سوچ تو
کیونکر نہ کبر و ناز سی وہ خود پسند ہو

آئین شمار مین نہ کبہی دل کی حسرتین
نواب اگر خدا کی یہان بہی حساب ہو

عبث ہو آپ تمکو دہیان ہی دل کی کشایش کا
یہ وہ عقدہ نہین جو ناخنِ تدبیر سی وا ہو

مسکرا کر پوچہتی ہو ہمسی کیون غمناک ہو
چشمِ بد دور آج تو کچہ خوب ہی بیباک ہو
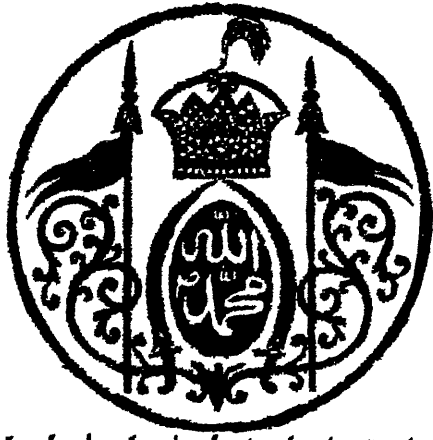
دامنِ محشر بھی ہے منہ پر تو پھینکوگی وہ گل
نازسی تابوت پر میری گریبان چاک ہو

بہت ہی ناز تمہیں اپنی صبر پر نواب
وہ شوخ ایسی میں آجاتی تو تماشا ہو

یاد کسکو کرے گا وہ یارب
جسنی دل سی اوسی بھلا یا ہو

قدر مرنی کی خاک وہ جانی
غش بھی جسکو کبھی نہ آیا ہو

دامن اوس شوخ کا وہ کیا کھینچی
آہ تک جس سی کھینچ نہ سکتی ہو

سختیِ اجل اوس سی بھلا خاک اوٹھی گی
غم بھی جسی کھانا ابھی آسان نہوا ہو

کہتی ہیں شبِ قدر رہی کہیں تو فلک پر
آمد کا کہیں تیری ہی سامان نہوا ہو

شرمندہ ہو کیا وعدہ خلافی سی وہ بیباک
جو ظلم سی بھی اپنی پشیمان نہوا ہو

کیا چاک کی لذت اوسی معلوم ہو نواب
جو رشتہ کبھی تارِ گریبان نہوا ہو
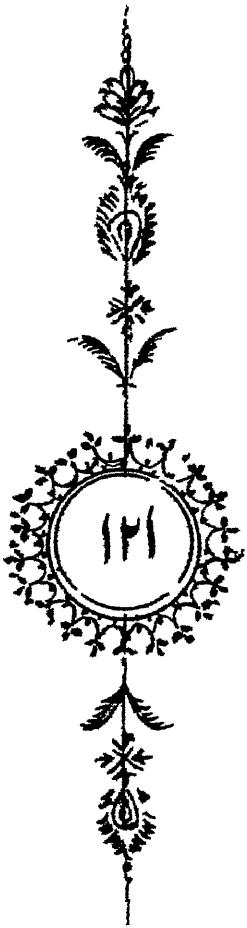
وہ بت خرام ناز سی جب آئی گا تو ہم
جائین گی دیکھنی کو قیامت ہی کیون نہو

تنگ آگئی ہین کچہ بہی نچہوڑین گی دلمین ہم
ہر چند تیری ملنی کا اقرار کیون نہو

جسکو امید اوسکی عیادت کی ہو مسیح
سوچو تو اپنی دل مین وہ بیمار کیون نہو

وحشت مین گر اوٹہی تو نہ بیٹہین گی ہم کہین
ہر چند تیرا سایۂ دیوار کیون نہو

نواب خلق مین اوسی بد نام کرتی ہو
پہر وہ تمہاری در پی آزار کیون نہو

ساری عالم کو گواہی کی لیی جب لاؤن
کہ مری قتل کا ظالم تجہی اقرار نہو

قابل دید ہی اوسکی بہی مصیبت نواب
جسکا دل تنگ ہی غم ہجر مین غمخوار نہو

نہ نکلین کچہ بہی شب غم مین حوصلی دل کی
جو اپنی آنکہ جدائی مین اشکبار نہو

مزہ ہی تمتو جتاؤ محبت اپنی لب
بڑی امید سی اور اوسکو اعتبار نہو

عشق ایسے بدگمان کا مجھی ہو کہ اے خدا
گر کوئی مر بھی جائے تو اوسکو یقین نہو
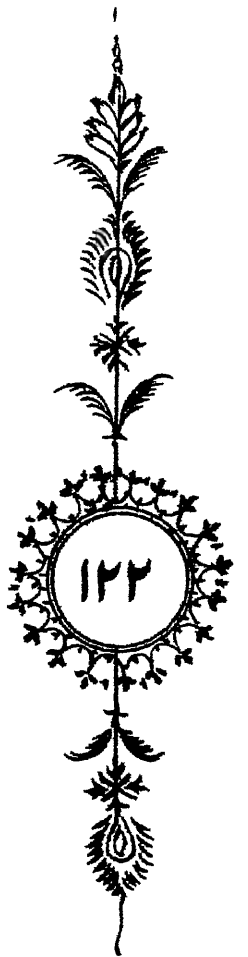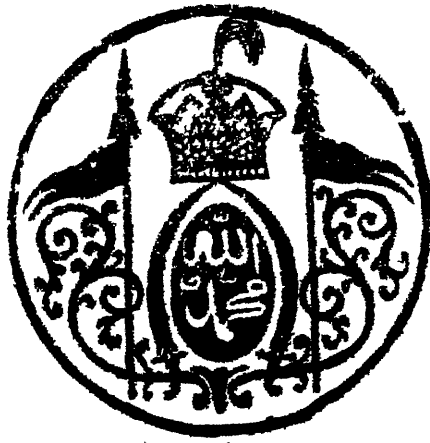
لخت جگر تو دیکھ چکی دل بھی دیکھ لو
شاید تمھاری تیر کا پیکان یہین نہو

تواب چین ہی نہین آتا مجھی کہین
جبتک تری بغل مین کوئی مہ جبین نہو

ستم ہی جو مر جائے غم سی تری
اوسی کا تری گہر مین ماتم نہو

دیکھتی ہین مری آغوش کو سب حیرت سے
میری پہلو مین کہین یار کی تصویر نہو

سو خطائین تو مین خود ہی بتاتا ہون تجھی
زندہ جب چھوڑ کہ میری کوئی تقصیر نہو

جلوۂ یار سی گہر غیر کا آباد نہو
خانۂ عشق الٰہی کبھی برباد نہو

یہ حکم ہی مری قاتل کا ابتو مقتل مین
کہ وقت ذبح بھی بسمل کو اضطراب نہو

عشق پنہان کا جو دعوی ہو تو ہو محشر مین
بات کس کام کی جو چار مین مشہور نہو
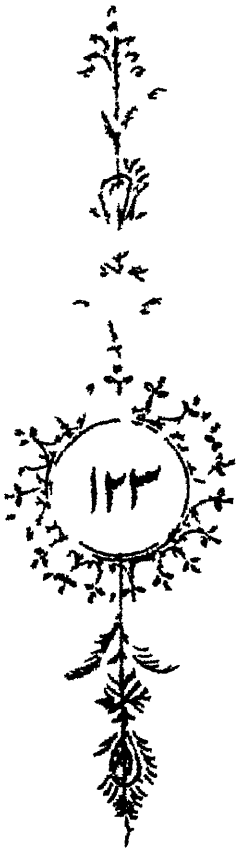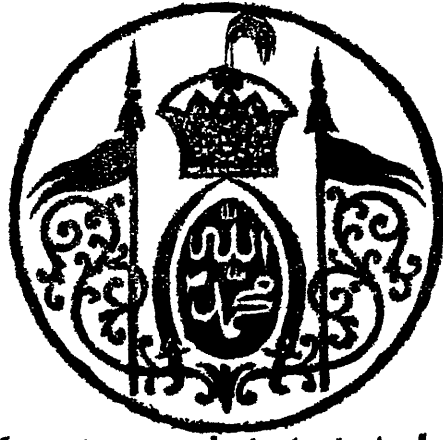
محشر مین شہ جانی کو لگی پاؤن مین مہندی
اوس فتنۂ عالم کی ذرا ناز تو دیکھو

مشاطہ یہ بولی اونہین آئینہ دکھا کر
تم اپنا ذرا حُسنِ خدا ساز تو دیکھو

مجھسی پوچھو نہ دیکھنی کا سبب
اپنی چتون کو غور کر دیکھو

شاید آجای وہ صنم نواب
ایکی پہر اوسکی غم مین مر دیکھو

اداسی بولی مجکو قتل کر کے
یہ کسکی لاش ہی اسکو اوٹھالو

مجھی خلوت مین کچہ کہنا ہی تم سی
کسی دن وقتِ فرصت مین بُلالو

گیا کچہ کر کی یہ فتنہ گر نواب اوسکو دیکھکر
تم دونون ہاتھون سی اللہ دل کو تھام لو

اس سی بہتر نہین تدبیر کہ تم دشمن کو
آپ تو قتل کرو اور مرا نام کرو

دیر سی جاتی ہو کیون جانبِ کعبہ نواب
تم یہین بیٹھی ہوی دعوی اسلام کرو
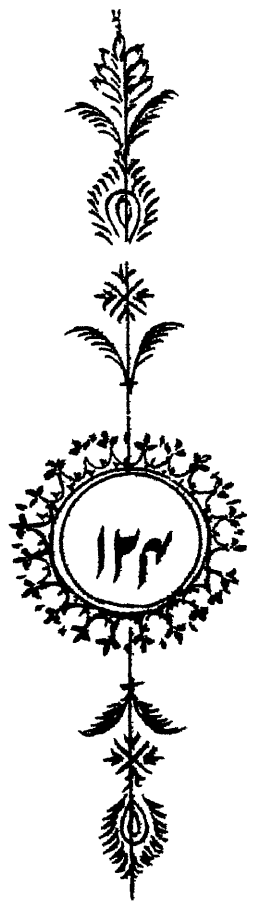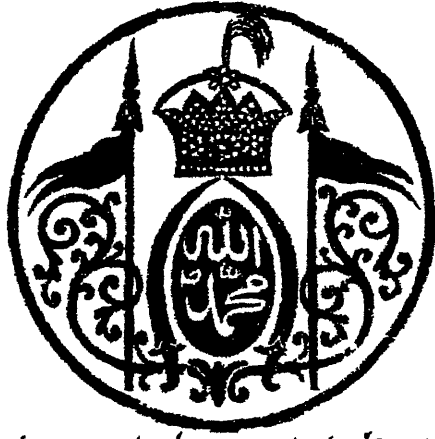
چلمن سی دیکھکر اوسی نواب غش ہوئی
بی پردہ دیکھ لو تو خدا جانی کیا کرو

یہ مشغلہ ہی خوب غمِ ہجر کی لیے
نواب شوقِ وصل نہ دل سی نکال تو

شوق سی آزاد کر لیکن بتا دی یہ مجھے
بعد میری کس سی دل بہلائیگا صیاد تو

غیر سی ہی یہی عادت رہے نواب اوسکو
منع ہرگز نہ کرو وصل مین شرمانی دو

ردیفِ ہای ہوز

مرنی کو کہہ چکا ہون مین صبح شبِ وصال
اب آبرو ہی میری الٰہی سحر کی ہاتہ

گذری کی انتظار مین بھی ہی ایک عیش
نواب نامہ بھیجدو تم نامہ بر کی ہاتہ

منہ سی ہی جا مانگ مری ہی مرگ کی ظالم
پر دل سی خدا کی لیی دم بھر نہ ہٹا ہاتہ

تسما ابھی کچھ مری گردن مین لگا ہی
قربان تری تیغ کی اک اور لگا ہاتہ

تم دل سی تو گیا جان سی بہی جای تو نواب — ہرگز نہ اوٹہائین وہ کبہی بہرِ دعا ہاتہ

بلائین پیار سی لیتی تری ہتہیلی کی — بنا تا صانعِ عالم اگر حنا کی ہاتہ

وفورِ شوق سی نواب ہم سو مقتل — پہ چلی تو ہین مگر اب شرم ہی خدا کی ہاتہ

بلائین لی ہین عدو نی تمہی یہ ہی افسوس — کہ بدلی جاتی تو ہاتہون سی ہم بدلتی ہاتہ

دہڑکا یہ تہا رقیب کا اونکو وصال مین — آغوش مین اوچہلتی تہی آواز پا کی ساتہ

نواب کی زبان پر آہی گئی گلی — بیچتا ہی ہمتو بزم مین ظالم کو لا کی ساتہ

حشر تک پہر نہو مرنی کی مصیبت ہی گر — دم نکل جای اگر وصل مین ارمان کی ساتہ

قطع امید تا نہ کسیکو ہو اس لیی — ہین لطف کے نگاہ مین بہی اک ستم کی ساتہ

ہاتہون سی کسی کی ہو گیا خون — ہی تیری ہی سر پای حنا دیکہ
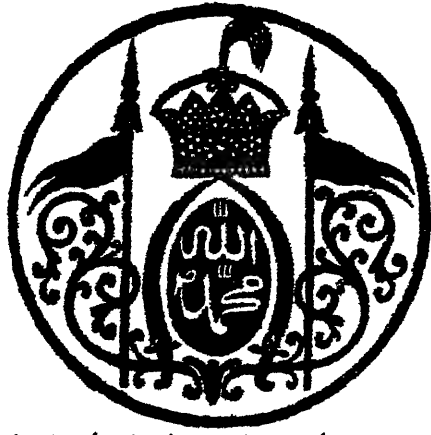
کس شان سے سناتی ہین وہ مجکو گالیان
نواب تو بہی چل کی مرا اقتدار دیکہ

پر کترتا ہے مری کنجِ قفس مین ظالم
اک ذرا بادِ صبا شوخیِ صیاد کو دیکہ

وعدہ خلافیان ہوئین اون سے تو لاکہ بار
عہدِ وفا کو تو بہی تو نواب توڑ دیکہ

تمہین تو بہی نہین وہ دیکہا جو سکتی مین ہوتا
مجہی وہ کہاتی ہین کیون غمگسار آئینہ

یہ کیا کہ خاک کے ملنے سے صاف ہوتا ہے
ہوا ہے تجہسے مقرر دوچار آئینہ

نہین سنتا ہے تو ہمارے ہائے
ہمنے تیرے لیے سنا کیا کچہ

چپ دیکہکر وہ چہیڑتی ہین ڈر رہا ہون مین
ایسا نہو کہ منہ سے نکل جائے میرے کچہ

بن گیا اور بہی پری وہ شوخ
بوسہ لینے سے جب بگاڑا منہ

تجہسے تعلی مری فکر ہے بڑہ کر ہے کہین آہ
جو دم مین پہنچ جاتی ہے تا عرشِ برین
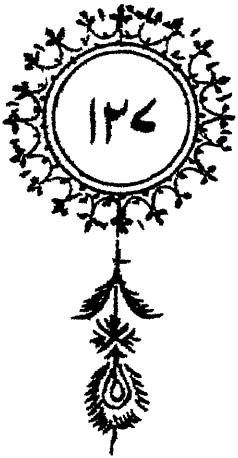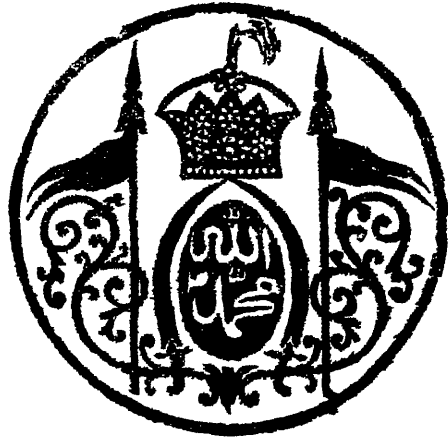
دل تو لیا ہی اوسنی مجھی کیون سزا ملی — میرا تو اس مین کوئی بھی یارب نتھا گناہ

کیونکر نہ شب ہجر سی خوش ہون کہ مجھی تو — ہوتا ہی تری ملنی سی غم اور زیادہ

ردیف یای تحتانی

ہنستی ہوی اغیار سی روتی ہوی مجکو — آئی سر بالین بھی تو کس ناز سی آئی

یہ نئی شرم و حیا ہی کہ مری لاش پہ بھی — منہ پر اک ناز سی ڈالی ہوی آنچل آئی

جسکا آنا ہو تصور مین بھی مشکل نواب — قتل کرنی کو وہ کیونکر سر مقتل آئی

دہر مین شور قیامت کا اوٹھیگا جسدم — ہم یہ جانینگی وہ شاید سر محفل آئی

وہ بھیانِ محشر کی لوڑا اون نواب — میری ہاتھون مین اگر دامن قاتل آئی

برا ہو شہرہ جذب دلی کا جسکی باعث سی — گئی وہ تو کہین مجھسی پتا سب پوچھنی آئی

چھیڑ آتی لیی ہی کہ ہین فکر مین میری | ایسا نہو تو خاطر اغیار مین آئی

آئی ہی اداؤن سی مژہ نواب تو کس وقت | جب لخت جگر دیدۂ خونبار مین آئی

دیکھا تھا مگر کاتب قدرت نی ترا حسن | جو پیچ ہماری خط تقدیر مین آئی

مری طرف سی بھی ای خار رہ قدم لینا | تری طرف جو کوئی مجھسا دلفگار آئی

غیرون سی دل مین جسدم کچھ بھی غبار آئی | تو ای خدا مجھی پر اوس بت کو پیار آئی

مطلب ہی جو اپنا تو چلین غیر ہی گھر | سنتی ہین کہ قاصد کی وہان کچھ خبر آئی

لذت سی مری وصل کی پر غم سی تھی چھوٹی | بی مانگی اجل آئی مگر وقت پر آئی
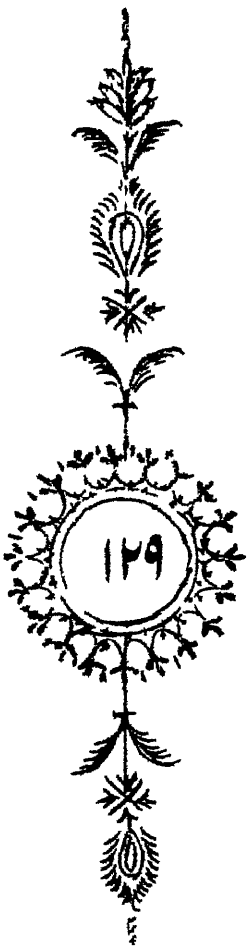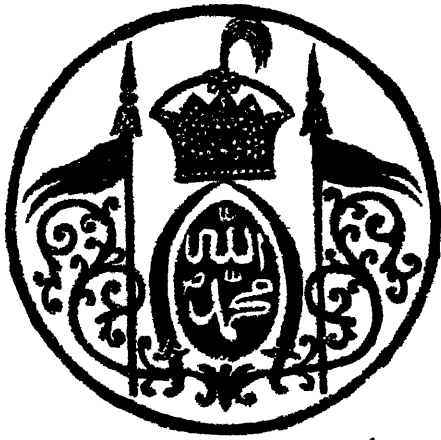
جب وعدہ کیا خواب مین آنی کا تو افسوس | فرحت سی مجھی تا بسحر نیند نہ آئی

ہنکر شگفتہ غیر کو افسردہ نو کرون | پر کس طرح چھپاؤن مین صورت ملال کی

یا الٰہی وہ دل نہو پیدا
جسکو لذت نہو مصیبت کی

جان اوس کافر کو دیدی
ہمسنی بہی کیا ہمت کی

یہ بات کیا ہی کہ پوچہی اوس کافر
خدائی بات کہی تیری دادخواہون کے

جسکو نہ خبر اپنی ہو بسیاختہ پن سی
کیا خاک خبر لی وہ بہلا بیخبرون کی

جسی خواہش ہو اوس کافر صنم کی
اوسی کیا ہو خبر دیر و حرم کی

مگر ہی آج شب غم کہ شام ہی سی قضا
سُنا گئی ہی خبر ہر بلا کی آنی کی

بلا آئی گی تجہپر جذب دل ساری زمانی کی
جو اوس بیرحم نی کہائی قسم مرقد پر آنی کی

قسم کہائی ہی دل لینی کی تو مین بہی قسم لونگا
لگاوٹ کے بناوٹ کے ادا کی مسکرانی کی

نہوتی اونکو خبر میری موت کی تو پہر
نکرتی معذرت اس طرح ہر بہانی کی
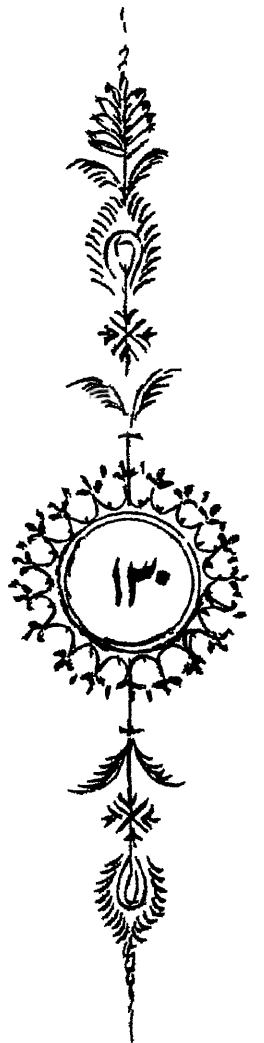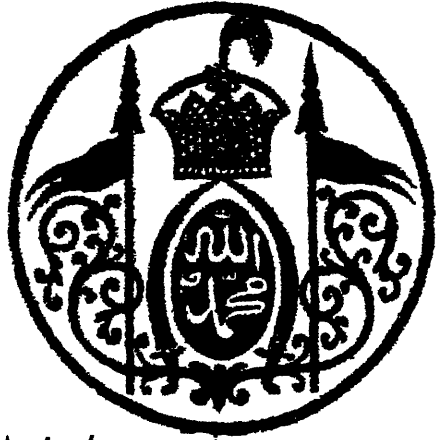
نام لیتا ہی ہر اک بات مین اوسکا ناصح
خوب تدبیر نکالی مری سمجھانی کی

اپنی تقصیر کا اقرار عبث کرتی ہو
کیا قسم کھائی ہی نواب مکر جانی کی

جفا سی آن مین گھبرا گیا ہون ہا ہی کیا ہوگا
یہی صورت ہی یارب جو عمر جاودانی کی

بسر کس طرح ہی شب فرقت کی دنیا مین
حکایت ہی کہی تا حشر اپنی سخت جانی کی

نہ واقف جگر ہی نہ درد دل سی یہ ارادہ ہی
کوئی حد ہی نہین ہی اب ہماری بدگمانی کی

غم ہجران مین اے نواب تجھکو خوب ہی سوجھی
نہ تم مرتی نہ وہ تعریف کرتی جانفشانی کی

علاج ان وحشتون کا ہوگا کیا اس سخت جانی مین
چبھی گی کانٹی کی میری تن مین نوک نشتر کی

بڑھا اک آن مین عمر رواں سی بھی قدم آگی
مری ہی دل سی پوچھی کوئی کشش تیری خنجر کی

خرام ناز ہی نی تیری بسمل کر دیا ظالم
یہان کسکو خبر ہی ہای ساقی دور ساغر کی

ہجوم حسرت و غم دیکھکر نواب فرقت مین — تصور کیا پھری آنکھون مین صورت روز محشر کی
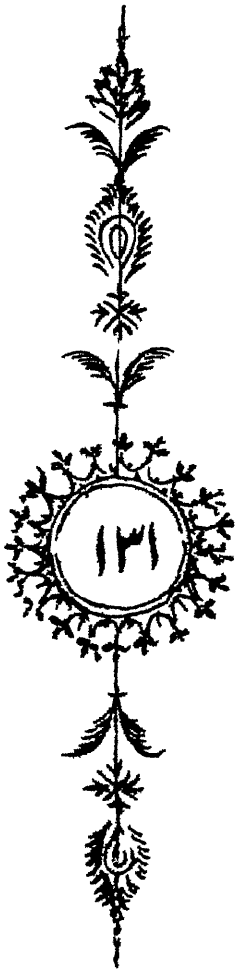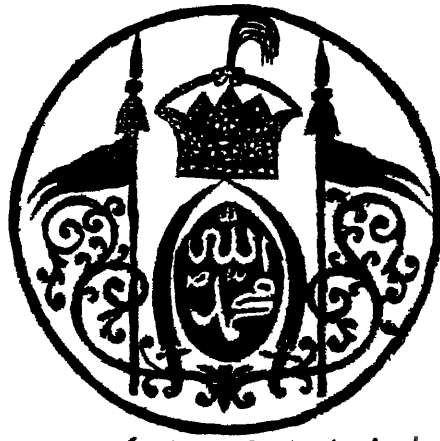
نہ صبر کو کیونکر مین دکھاؤن گا الٰہی — ٹپکی جو مری دل سے کوئی بوند لہو کی

لینا سر سجادہ وضو کر کی ادب سی — حرمت ہے بہت رندون مین نواب سبو کی

کفن کی کام آئین گی اوڑھا رکھنا انہین یارو — جو کلیون مین ملین کچھ دھجیان میری گریبان کی

بچھی تھین راہ صحرا مین گویا حور کی پلکین — کہون کیا کیفیت نواب مین خار مغیلان کی

ایسی سزا مین پائی ہی لذت کہ پیش یار — تعریف کر رہی ہین ہم اپنی قصور کی

وہ نوجوان پیری گھر آیا ہی ناز سی — عادت بدل گئی ہی مگر چرخ پیر کی

ان یاس کی نگاہون کو ہرگز نہ بھولنا — دیکھو وصیتین ہین یہ وقت اخیر کی

نہ ہمنے وفا کی نہ تمنی جفا کی — بتو یو ہین کہتی ہی خلقت خدا کی
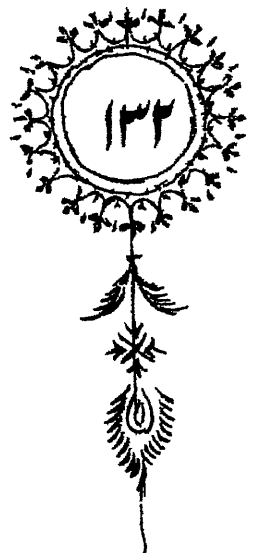
طالع میری اکدن بدلین گی بخت دشمن
گردش اگر یہی ہی ہر وقت آسمان کی

جفا کیا چہوڑ دی اوسنی جو نواب
شکایت کرتی ہو تم آسمان کی

آہ کہینچی گر کسی ناکام نی دل سی تو پہر
سب سری ہجا ہی گی یہ برد باری آپکی

رشک سی ہی صنم نواب اکیلی ہی چلے
دیکہی کیا کچہ کری بی اعتباری آپکی

ای چشم مست جور و جفا سی حضور حق
کہانا قسم تو میری ہی شرب مدام کی

دو پہول بہی کہنی کا ٹہکانا نہین صیاد
وسعت تو ذرا دیکہہ مری کُنج قفس کی

فرقت کو ہم تو سہہ گئی پر کیا کرین گی لوگ
دوزخ مین ہوگی گر یہی صورت عذاب کی

محشر مین بنا خدا کا معشوق
اوس بُت نی وہان بہی داوری کی

الفت ہو جسکی دل مین فراہی رقیب کی
یار نہ دیکہون خواب مین شکل اوس حبیب کی
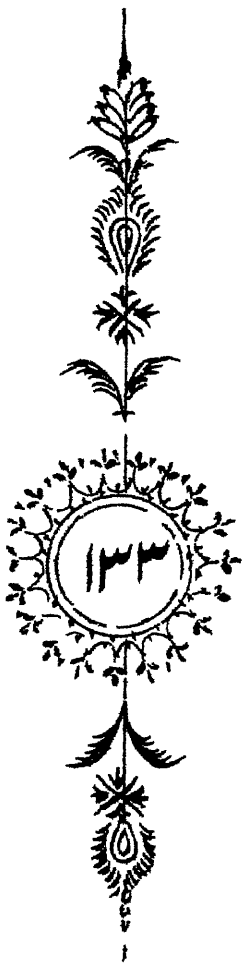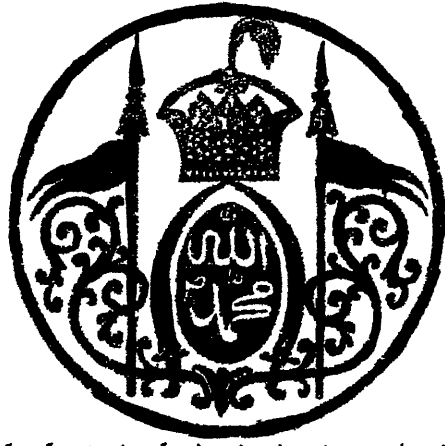
ایسی برائی ہی کہ نہوگا اثر کبھی — جھوٹی قسم جو کہاو تو میری نصیب کے

کسنی دیکھا تھا غضب سے سوِ افلاک آج — حور و غلمان کو بھی جنت مین پڑی جانونکی

وہ تو اپنی غرالبستی تہی عدو کا امتحان — ہای تمہنی وقتِ ناز اک لحظہ خودداری نکی

دل تہام کی بس رہ گئی محفل مین وہ اپنا — آئی جو صدا رونی کی ناگاہ کسی کی

آیا سرِ مرقد تو کہا اوسنی کہ نواب — تکتا تو نہ اب بہی کہین راہ کسی کی

ہی وصلِ عدو کیسی منہ سی اوٹہین گی نواب — افسوس ہوئی میری سی گئی رات کسی کی

اپنا بہی نہ عالم اوسی آئینی مین سوجہی — اس رنگ سی آئی شبِ دیجور کسی کی

چاہیے جور و جفا وہ چہوڑدی ممکن نہین — شکوی کرتی ہین عبث ہم ہای خوی یار کی

کیون کسی کو دیکھکر نواب وہ بہلای دل — جو تماشی دیکھتا ہو دیدۂ خونبار کی

گھر جانی لگا مین پی نظارہ تو تو اب
ضد سی مری رہنی لگی وہ دل مین عدو کی

پابند ہین وہ اپنی وہان آن بان کی
لالی یہان پڑی ہین مجھی اپنی جان کی

یارب ہماری بعد بہی کیا اہل درد پر
باقی رہین گی ظلم یہی آسمان کی

عجب نہین جو اب دعوای فراست کرتی ہو مجھسی
نہتا سوا تو کیون پرزی اوڑائی ہین گریبان کی

سچ کہدی مصیبت کہ کبھی دیکھی ہین تو نی
میری سی ہی انداز کسی فرد بشر کی

کیونکر گلہ کرون کہ وہان تو نئی نئی
لاکھون جواب دل مین ہین ہر اک سوال کی

تیری آنکھونکو جو دیکھا تو یہ بولی شوخی
کہ بنی دشت مین آہوی ختن تیہر کی

پہر کچہ خوف خزان ہو نہ تمنای بہار
کاش ہو جاءین نہالان چمن تیہر کی

ناز و انداز نگہ دیکھی ہین یارب کسکی
دیدی حیرت سی کہلی رہ گئی جو نرگس کی
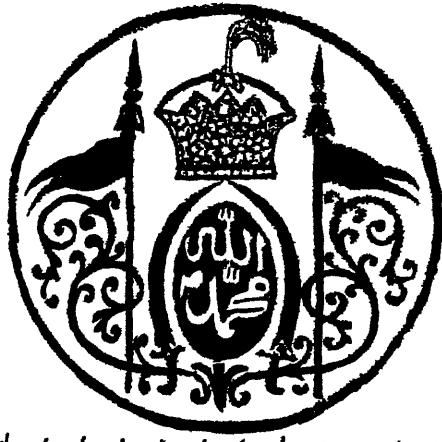
شب غم یاس سی یارب وہ دعا کیا مانگی | آرزو ایک ہی باقی نہو دل مین جسکی
تنگ آکر دہن کی تنگی سی | شکوی کرتی ہین مسکرانی کی
میری بیتابیون سی وقت ادا | سیکھ لو طور لوٹ جانی کی
مژدہ ای ذوق امتحان کہ وہان | ہین نئی ڈھنگ آزمانی کی
برق دم لی ابھی کہ باقی ہین | کچھ اثر میری آشیانی کی
عالم اوسکا ہی ہی لیکن یہان | ساری عالم کی صفائی ہو چکی
کرون صبر کیا وعدۂ حشر پر | قیامت تو مجھپر یہین ہو چکی
تڑپی دل اس طرح کہ نکل جای جان تک | پیکان نہ جب بھی تیر کا تیری نکل سکی
بزم نشاط مین جنہین آنی سی عار ہو | گھنی سی میری وہ مری ماتم مین آچکی
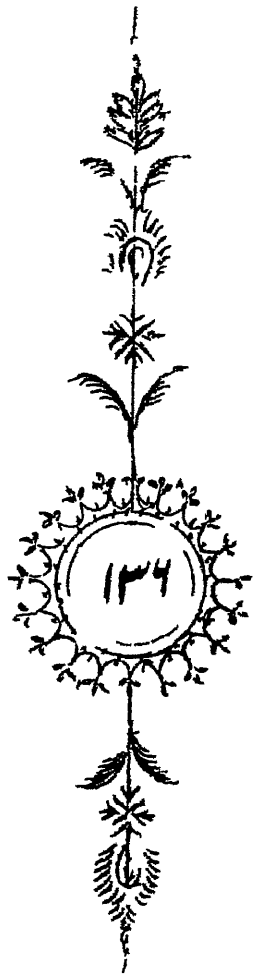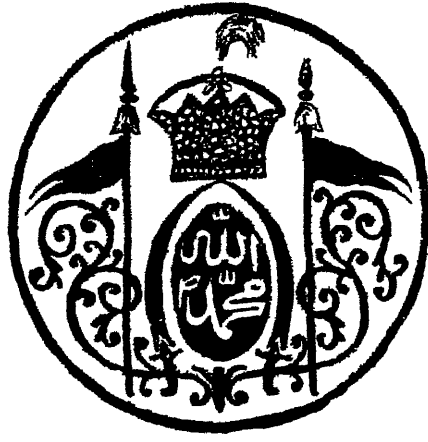
اب کیا کرین گی بیٹہ کی تو آپ بزم مین | قصۂ فراق کا تو سب اونکو سنا چکی

ہم جو اس ناز سی آؤ سر قبر | کیون نہ جینے کی تمنا ہو مجھی

ای مرگ تو ہی ڈہونڈہ دی اوسکو ذرا مجھی | مدت سی غیر کا نہین ملتا پتا مجھی

سر شوریدہ کا احسان ہی مجھپر شب ہجر | کہ بچایا تری تصویر خیالی نی مجھی

ایک دفتر دل مین ہی ای نامہ کیا کیا لکھون | سہو ہی کثرت کی باعث سی مرا مطلب مجھی

خانہ ویرانی کی میری یہ تلافی خوب ہی | اپنی گھر رہنی دین اکدن آپ شب کی شب مجھی

ہرجائی آپ کہتی ہین کیون بی سبب مجھی | معقول آپ دیتی ہین اپنا لقب مجھی

اس رشک کا برا ہو کہ اوسکی تلاش مین | جانا پڑا رقیب کی گھر بی طلب مجھی

کیا دراز ہی شب غم کی ڈراتا ہی مجھی | جان دینا تو سر شام سی آتا ہی مجھی

پیٹنا رونا فدا ہونا تڑپ کر مرنا
یہ تو آتا ہی اگرچہ نہین آتا ہی مجھی
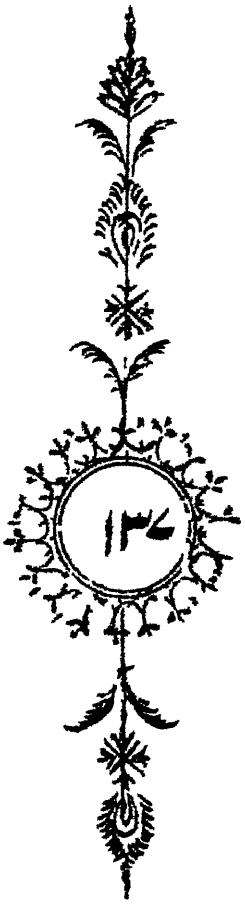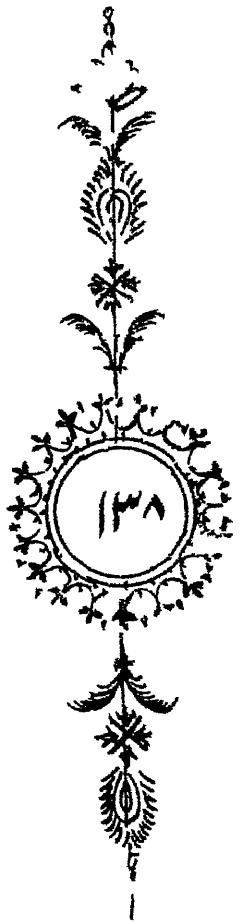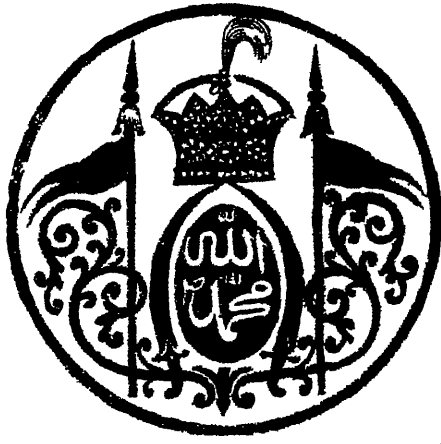
نہین آتا ہی کوئی کام بلا سی لیکن
مر تو جانا تری انداز پہ آتا ہی مجھی

اسقدر رسوا نکر ای شوقِ دل
پھر بھی اس محفل مین آنا ہی مجھی

چھوٹنا غم سی تری منظور نہی
موت کا صرف اک بہانا ہی مجھی

گر مین سونی کا ارادہ بھی کرون تو ناصح
کیا کہین گی یہ مری دیدۂ بیخواب مجھی

کسنی مانگی ہی الٰہی مری جینی کی دعا
کہ شبِ غم مین ہوئی موت بھی نایاب مجھی

پارسائی کی جگہ تاہین ہین مین اونسی پوچھون
ابھی ملجائین اگر حضرتِ نواب مجھی

خوگر نہین ہون عیش کی باتون کا ای خدا
دینا تھا خلد مین بھی غمِ جاودان مجھی

پہونچونگا اوسکی ہی کوچی کی سرزمین
گر خاک مین ملائیگا تو آسمان مجھی
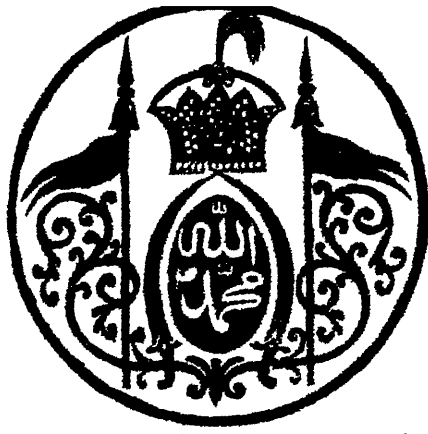
دشمن پر التفات تری دیکھکر ہون دنگ
اب سی نہ کہنا اپنا کبھی ازوان مجھی

شکوی بیداد کی سو بار کرون مین تجھسی
چین لینی دی اگر کاہشِ آزار مجھی

اسمین مزا ہی گلہ جور و جفا کا نواب
اوسکی [illegible] وفادار مجھی

روتی ہین روز مری تربت پر
[illegible]

غش نہین ہی یہی سکتہ ہی کہ وہ
زلف کیون اپنی سنگہاتی ہین مجھی

میرا پیغام جو قاصد نہ کہی تو یارب
دیکھکر وہ بھی کسی بت کو مجھی سا ہوجای

خاک شکوی کرون اس جور و جفا پر لیکن
لطف کچھ بھی ہو تو سو طرح کا دعوی ہوجای

لاعلاجی ہی مری کہ تجھی دیکھ کی مین
غش مین آؤن تو مسیحا کو بھی سکتہ ہوجای

کام کر جذبۂ دل اتنا تری صدقی جاؤن
کہ مجھی دیکھتی ہی بند قبا وا ہوجای

میری کہنی سی سمجہتا نہین ہرگز ناصح
تم ذرا جلوہ دکہادو تو وہ قائل ہوجای

یہی دہڑکا ہی وصل مین ہردم
شام ہی سی سحر نہو جای

کاہش غم سی ہجر مین نواب
کہین تیری کمر نہو جائی

یہ دعا مین تو نہین مانگی تہین یارب کہ وہ بت
بر مین ہو غیر کی تو مجہی پیار آجائی

ذبح کرنا نہ ابہی مجکو قفس مین صیاد
ٹہہر اتنا کہ گلستان مین بہار آجائی

دیکہ او سدنم بہلاتا مجہی دل سی نواب
زیر پا وحشت مین جسدم کوئی خار آجائی

خلق کو ہو نہ خبر موت تجہی ہو گی آگاہ
جان کچہ دل نہین جو کوئی چہپا کر لیجای

غش کی حالت مین گئی جان سی ہم
زلف اپنی وہ سنگہاتی ہی رہی

طول سی وعدی کی آیا محشر
اپنی گیسو وہ بناتی ہی رہی

دل لیی عشاق کی تمنی قضانی جان لے
ہای یہ کمبخت قسمت آزمانی سی رہی

منصف ہو دل مین توقع ہی کہ مرتی نہ تا کجا
برسون تو تیری ہجر مین ہم نیم جان رہی

ساری عالم محو ہون پر ای خدا
حسن کا اوسکے یہی عالم رہی

لازم ہی ایک قبر مری ہر گلی مین ہو
تا بعد میری نام مرا کو بکو رہی

ہر چند ذکرِ عشق سی بیتاب ہوگا دل
پر جی بہلنی کی لیی کچھ گفتگو رہی

دنیا کی کوششین تو ہین اس جوشِ یاس مین
کیا کچھ کرون جو دل مین امید وفا رہی

جور اتنی سہون کہ دل مین تری
جز وفا نام کو جفا نہ رہے

ایسا غم فراق نی مایوس کر دیا
اب مجکو غیر سی بھی عداوت نہین رہی

اتنی بلائین آئی ہین مجھپر کہ نام کو
گردون کی پاس کوئی مصیبت نہین رہی
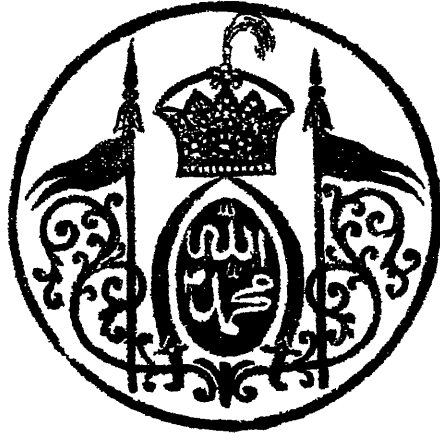
نفسِ واپسین کو غیرون کے
ہای وہ شورِ مرحبا سمجھے

حالِ دل اوس سی کہتی ہین لیکن
اسکو بہی دیکہیں وہ کیا سمجھے

سنبہلو نواب راہِ الفت مین
یہ بہی کیا گہر کا راستا سمجھے

وہی بسمل ترا ہی ای ظالم
جسکو لینی ملک تک آئی تہی

دیکھکر تیری لب پہری عیسی
آنی کو اس فلک تک آئی تہی

وہی دل خاک کر دیا ای چرخ
جسنی اوس بت کی ناز اوٹہائی تہی

سینہ صافی سی سب ہوی ظاہر
داغِ دل ہمنی تو چہپائی تہی

تہی جو نواب زیست سی بیزار
تو یہان کیون عدم سی آئی تہی

میری مرقد پہ پڑی ہین آج مرجہائی ہوئی
وہ جو پہول ای گلبدن شبکو تری بالون مین تہی

آج عاشق بن گئی نواب یہ بہی بیری
ایک مدت تک تو حضرت میری غمخوار رونین تہی

یہ کیا ہی جو کلیجا تہام کر وہ بیٹہ جاتی ہین
مری نالون سی آگی تو اثر ایسی ہوتی تہی

سوتی رہی وہ چین سی نواب رات بہر
شاید شب فراق مین تم نوحہ خوان تہی

صورت جو مری دیکہی بہر لائی وہ آنسو
رونا نہین تہا یہ بہی فقط ایک ہنسی تہی

اک دفتر آرزو کا بہارہ گیا یہان
وہ ہی شکایتون مین جہان صبح ہو گئی

وہ چہیڑتی ہین شام سی یہ کہکی وصل مین
تو دیکہو آسمان کو وہ صبح ہو گئی

اک لطف کی نگاہ سی وصل بہر مین رات کو
ساری شکایتون کی مکافات ہو گئی

وصل مین تم نہی تو جہوٹون بند کر لی اپنی آنکہ
پر مری دل کی تمنا کو تو آفت ہو گئی

نکلا چمک کی چاند جو رات آسمان پہ
صورت تمہاری میری نگاہون مین پہر گئی

یہ رات ہی فراق کی اسکی سحر کہان
وہ تھی شبِ وصال جو دم مین گذر گئی

آئی پلٹ کی ہی تو گئی غیر کی یہان
قسمت سی میری آہ اگر تا اثر گئی

غم کی ہی رات یوہین بسر ہو گی ایک دن
جیسی شبِ وصال خوشی مین گذر گئی

سونی کی شکل نکلی گی یارب پہر اور کیا
پہلوی بت مین ہی جو مری نیند اوچٹ گئی

ہم کو شبِ وصال چہپایا بہت مگر
پہیلی یہ بوی زلف کہ دنیا مہک گئی

وعدہ وصلت عبث رکہا ہی روزِ حشر پر
اوٹھتی ہی تیری تیغ جو مجہپر اک قیامت آگئی

آنکہین کہاتی ہین ابہی ناصح ہمین بہت
کچہ ہی نہ کہ سکین گی جو آنکہ اونسی لڑ گئی

احسان خاک مانون کہ بزمِ رقیب مین
بہولی سی آنکہ پیار کی مجہپر ہی پڑ گئی

نواب گر یہی ہین گلی روز روز کی
تو جان لو کہ سید ہی ملاقات ہی گئی
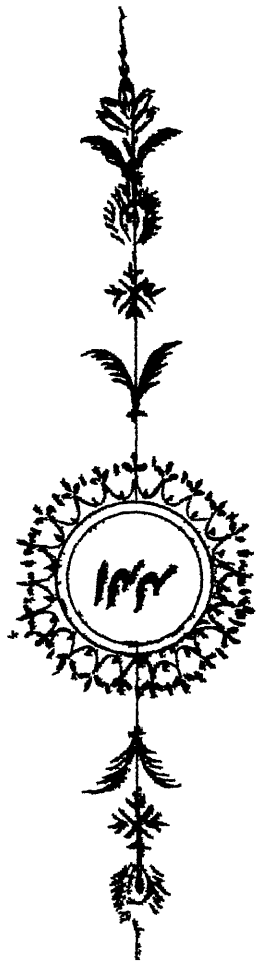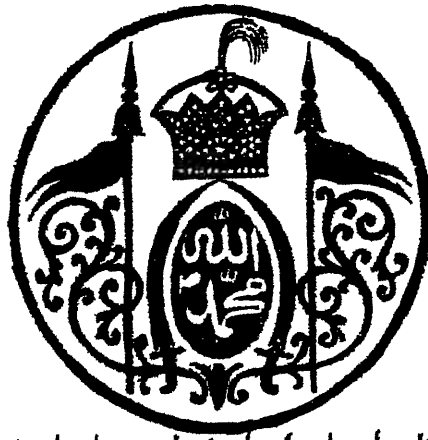
ہم ایسی کیفِ وصل سی بیہوش ہو گئی
جتنی گلی تھی دل سی فراموش ہو گئی

دعوی بہت تھی اپنی بھی تقریر پر ہمین
پر تیری دو ہی باتون مین خاموش ہو گئی

جنبش ذرا ہوئی جو لبونکو دمِ جواب
اللہ ری شوق ہم ہمہ تن گوش ہو گئی

آیا کبھی غبار نہ دل مین کسی کی ہای
افسوس یون ہی مفت مین ہم خاک ہو گئی

یہ کیا کیا کہ صبر کیا اونکی جور پر
نواب اس سی اور وہ بیباک ہو گئی

خاک ڈالین گی وہین سبکی شناسائی پر
مر گئی پر بھی اگر ہمکو وہ پہچان گئی

کہتی ہو چاہتی ہین ہم بھی کسیکو نواب
جان جانیکی ہین سامان یہ ہم جان گئی

تیری کوچی مین گئی گر لاکہ بار
ہم یہ جانین گی کہ پھر بھی کم گئی

نالون سی نیند اوڑ گئی ساری جہان کی
نواب آج کیا تری غمخوار مر گئی

رہ گئی ہونگی انہین ہی ہائی کیا کیا حسرتین
ابتدائی عشق مین جو لوگ غم سی مر گئی

یہ عجب طرح کی تہی بیخودی غمِ عشق مین نواب کے
کہ تمہاری آنی کی سنتی ہی وہ یکایک آ ہی گئی

ایسا ہی تکیہ بختِ زبون پر کہ شام کو
مژدہ وصال کا بھی دشمن سنا گئی

دونون جہان مین نہ سمائی جو رازِ عشق
اتنی سی دل مین ہائی وہ کیونکر سما گئی

بہولی ہوی تہی ساری خدائی کو وصل مین
صدمی فراق کی ہمین کیون یاد آ گئی

انصاف کر کہ تیری اشاری رقیب سے
کب تک نگاہ یاس سی دیکہا کری کوئی

بن جا ہی تجہسا حسن و ادا مین ہی بیمثال
جب تیری عاشقون کو ستایا کری کوئی

شکوہ کیا جو رنجشِ بیجا کا تو وہ شوخ
بولا بگڑ کی پہر نہ منایا کری کوئی

انصاف تو ہی کر کہ بہلا فرطِ یاس سی
کب تک غمِ فراق مین رویا کری کوئی

درد ہو تو دوا کری کوئی — تم نہ آؤ تو کیا کری کوئی

ای اجل انتظار مین کب تک — جانکنی مین حیا کری کوئی

یہ طرفہ تماشا ہی اوس شوخ ستمگر سی — الفت تو کسی نی کی بدنام ہوا کوئی

وہ نہوتا تو سب کہی ای گردون — تیری سادات سی نہ ڈرتا کوئی

گر نہوتی یہ تڑپ تو نواب — ہاتہ دلپر بہی نہ دہرتا کوئی

تیری قسمت مین جو کچہ تہا وہ مٹایا تمنی — تم جو لکہتی تو اوسی پہر نہ مٹاتا کوئی

جب محبت ہی نہین تجہسی تو پہر ای نواب — کیون تری سر کی قسم جہوٹ نہ کہائی کوئی

بکہری کسی کی زلف مین دل اپنا ڈہونڈہ لون — دنیا مین ای خدا کوئی ایسی ہوا چلی

حسرتین دل کی نہ پوری ہون اگر — لاکہ بار اس حلق پر خنجر چلی

پہنچی نہ میری شومیِ تقدیر سی کبھی
قاصد تمھاری راہ مین گر عمر بھر چلی

قیامت آی او سیدم جہان مین یارب
خرامِ ناز سی جسدم وہ اپنی گھر کو چلی

ہوش مجکو نہین وحشت ہی سہی
نہ سہی یہ تو شرارت ہی سہی

دربیِ قتل رہو تم ہرچند
روز مرنا مری عادت ہی سہی

ہی یہ ماہِ رمضان ای نواب
می نہین ہی تو عبادت ہی سہی

جان دیدونگا خیالِ فرقتِ جانان سی آج
تجکو بھی دیکھون نہ مین اے شاہجہان تو سہی

آہین جو سچ نہین تو دمِ واپسین سہی
اسکو بھی جھوٹ جانو تو یہ بھی نہین سہی

کل حشر مین ملو کہ ملو مجھسی گھر مین آج
مطلب وصال سی ہی تمھاری کہین سہی

کچھ کم نہین ہی ملنی سی انکار کا مزہ
اقرارِ وصل کا نہ سہی تو نہین سہی

اتنا تو عزیزو کہو اوس آفتِ جان سے
اس ستم سی اوٹھون گا تو اوٹھونگا جہان سے
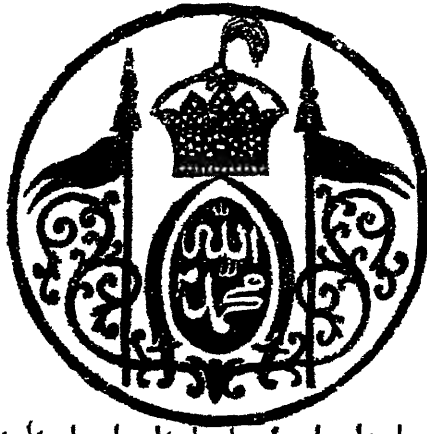
چارہ گر کیا غضب کیا تو نے
تیر کھینچا جو اوسکا سینی سی

عطرآگین ہوا ہی سب عالم
کیا صبا آئی ہی مدینی سی

شہیدِ ناز ہون کپڑی بسائین جو بین
کہ بو لہو کی نہ آئی مری پسینی سی

جاتی نہین اکدن بھی کسی اور کی گھر مین
میری شبِ فرقت کو بھی کیا عشق ہی مجھسی

بتا تو مجکو تجھی پاسبان خدا کی قسم
کہ تو نی دیکھی ہین دنیا مین جبہہ سا مجھسی

بُرا ہو دل کی تڑپ کا کہ ہائی کُھل لٹکا
تمام رات ترا تکمۂ قبا مجھسی

ہوی ہین عشق مین کامل تو اور بھی نواب
مگر ہوئی ہی غمِ دل کی ابتدا مجھسی

وہ تو درگذری مری تقصیر سی
گیا خجل ہون لذتِ تعزیر سی
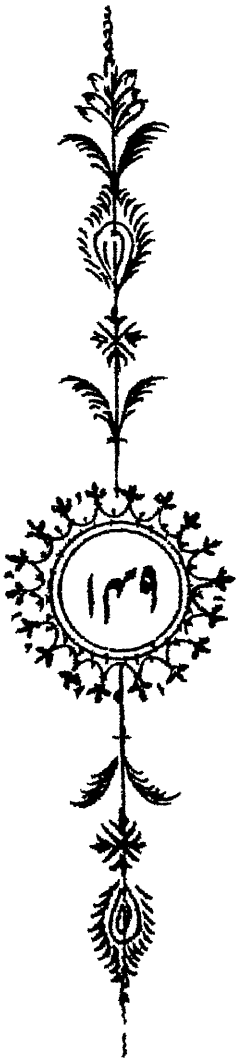
بیخودی کا اب یہ نقشہ ہی کہ ہم — شکوی کرتی ہین تری تصویر سی

پاون پڑتی ہی مری نواب کیون — پاون پڑکر پوچھی زنجیر سی

منہ بناتی ہو عبث تم آہ بی تاثیر سی — لائی ہین اسکو بہی لب تک ہم بڑی تدبیر سی

ای اجل اندوہ و غم سی یون ہی مر جاونگا — ہجر کی شب مین بہلا پہر فائدہ تاخیر سی

کس طرح دل مین نہ کہون سوچ تو ای ہمنشین — رونقِ عشقِ بتان ہی نالۂ شبگیر سی

حال قاصد سی نہ پوچھو آپ ہی تم دیکھ لو — حسرتین کیسی ٹپکتی ہین مری تحریر سی

تھوڑی سی رنجش مین نادانی تو دیکھ — رازِ دل کہتا ہون مین اغیار سی

آج وہ بیکس تڑپ کر مر گئی — کل جو تیری غم مین تھی بیمار سی

کیون نہ عاشق مانگتا اوسکی لیی گر جانتا — فتنۂ محشر خجل ہوگا تری رفتار سی
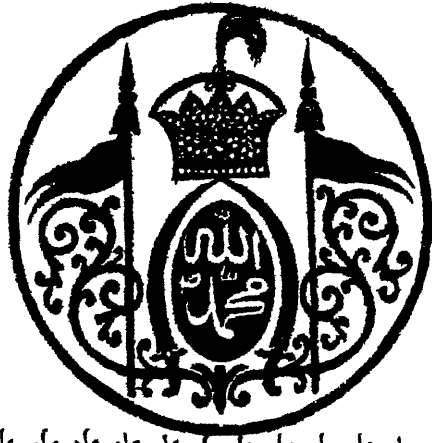
شاعرون کی عقل پر یارب یہ کیا پتھر پڑی
ابر کو دیتی ہین نسبت دیدۂ خونبار سی

عشق سی تائب ہوی یا انتظارِ مرگ ہی
آج کیون نواب چپکی بیٹھی ہو بیکار سی

قتل کر کی جو مرحبا کہتے
خونبہا چاہتا نہ مین تم سی

یہان بھی ہم کی الگ کہنا مری ناسور سے
اسکو تو جنت مین بدلونگا مین چشمِ حور سے

مرجای اجل تو بھی نہ جان آئی لبون پر
ہونٹھ اپنی ملادی تو اگر میری لبون سے

ارمانِ اجل کا عبث الزام ہی مجھپر
اسکا جو گلہ ہو تو جدائی کی شبون سے

کس قہر کا ہی شک کہ اللہ کی آگی
محشر مین بھی نکلا نہ ترا نام لبون سے

لکھا ہی مجکو نامہ شاید اوسنی نوکِ خنجر سی
لہو ہو کر نکل آیا ہی دل جو دیدۂ تر سے

گلگشت کیسی آتی ہین اغیار کی گھر سی
آئی ہی ہین وہ راہ پر اکدم تو کدھر سی
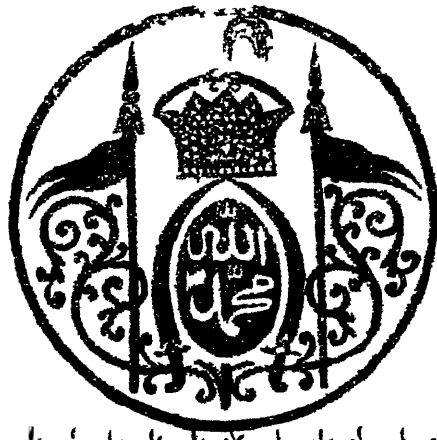
جب ہوگا مداوا تو نہ چلاؤں گا نواب
جاری ہی لہو ابتو مری زخم جگر سے

یار اپنا مین بنا لون وہ ہین عیاری سی
کچھ بھی فرصت ہوئی اگر اوسکو دل آزاری سی

رحم کر بہر خدا چپ بھی ہو بس بس ناصح
درد دل ہوتا ہی دونا تری غمخواری سی

ہمارا سر جدا ہو کس طرح فرقت مین زانو سے
کہ شب کو عین وصلت مین نکل بہاگی وہ قابو سے

الہی کس طرح آغوش مین لین روز وصل اوسکو
کہ بو آتی ہی دم خون دل کی اپنی پہلو سے

کسی کافر کی چالون نی مجھی مارا تو محشر مین
نہ اوٹھونگا نہ اوٹھونگا کوئی کہدی مری رب سے

نواب تیری بعد یہ کیا جانی کیا کری
جانا نہ چھوڑ کر کہین دل کو جہان سے

لہو کیونکر بہی گا ہای پہر اس چشم گریان سے
نہ پوچھی کاش وہ آنسو ہماری اپنی دامان سے
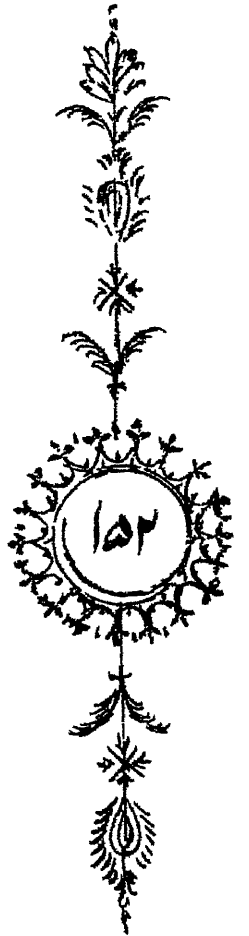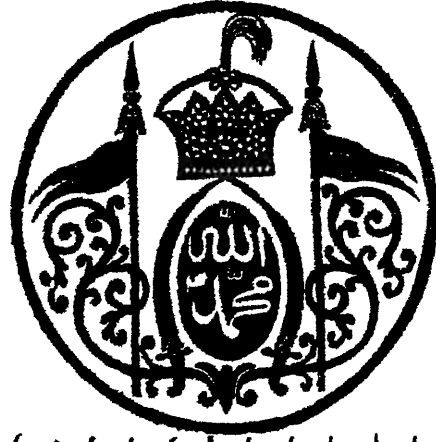
وہین کھینچی لیی جاتا ہی پہر یہ شوق دل ہمکو
الہی کن حسرتون سی آی ہین ہم کوی جانان سے

ذرا بیدار رہنا خواب مین آئی کی ٹھہری ہے
یہ کہدی کوئی ای نغ اب آج اوسکی زبان سے

روتی تو رہی لی نہ گئی باب اثر تک
نالون کو گلہ ہی تو یہ ہی روح امین سے

پھر دیکھنا اختر مری تو پہلی منجم
تقدیر کا لکھا تو مٹا میری جبین سے

جز دل مین غم عشق کا الزام کسی وون
پہلی ہی سی یہ فتنہ تو اوٹھا ہی یہین سے

مقتل مین دم نزع یہی خوف ہی نغ اب
حورین نہ اوتر آئین کہین خلد برین سے

ہوا ہی سامنا مدت مین تصویر خیالی سے
بڑی عوی ہین مجکو آج تیری ہمنشا لی سے

سودائیون کو چھیڑ کی کیا تجکو مل گیا
پوچھی تو کوئی جا کی یہ فصل بہار سے

نہ بدلو رنگ غصی مین ذرا سنبھلو ذرا سنبھلو
گہ باوضعون کو نفرت تی ہی ایسی دو رنگی سے

محبوب تو حورون کی ادائین ہی ہین لیکن
ممتاز کیا حق نی تجھی تیری ستم سے
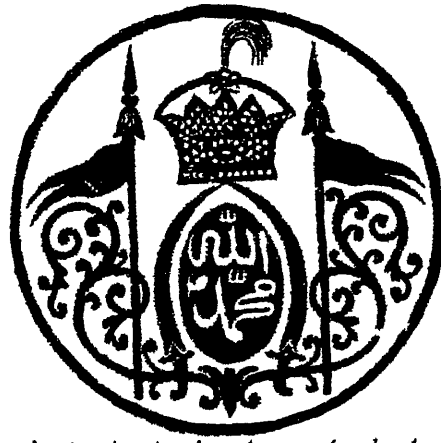
تواب کچھ نہین ہتی کیون اوسکو دیکھکر
حسرت ٹپک رہی ہی تری ہر نگاہ سی

اوٹھیگا اوس سی حسن و عالم کا بار کیا
جسکی کمر لچکتی ہی گردن کی بوجھ سی

جاگنی مین جو مزہ ہی وہ کہان ہی خواب مین
یہ ٹپکتا ہی ہماری دیدۂ بیخواب سی

ایسی پردہ ہی صورت نہین پیدا ہو گے
مجکو دیکھی تو کوئی آگی مری آنکھون سی

ایسا نہو کہ پہنچے گریبان تک کہین
دامن کو اپنی تو نہ چھڑا میری ہاتہ سی

لوگ مرتی ہین بیوفائی سے
مرگئی ہمتو آشنائی سے

دم لبون پر ہی دیکھ تو صیاد
فائدہ اب مری رہائی سے

بی نیازی بتون کو کیون بخشی
کون پوچھی تری خدائی سے
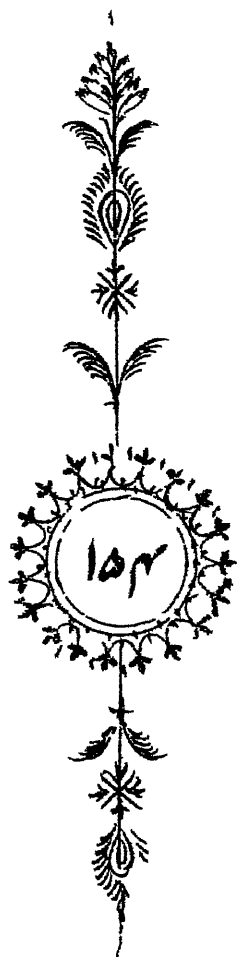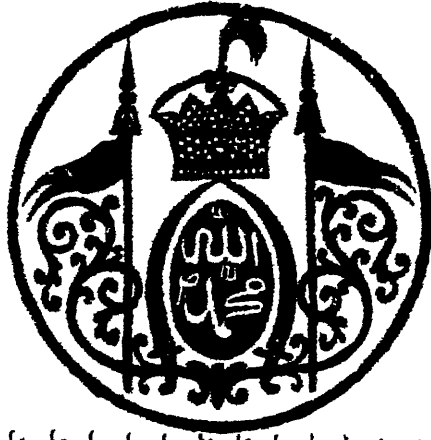
سمجھکر بیزبان جو چاہتی ہین لوگ کہتی ہین
ہوا یہ فائدہ عشق بتان کی رازداری سے

ہی غضب مین تو جان دون تیر
اور رما تم مرا رقیب کرے

بہار پر ہی جوانی او بہار پہ جوبن
مجھی کو بیٹھی اگر مجھسی تو حجاب کرے

وہ کیون کسی سی اپنی لیی التجا کری
سجدی مین وہ جسکی لیی تو دعا کری

غم ہو تو دل سی دور کری کوئی عشق مین
دل ہی بس مین ہو تو وہ اللہ کیا کری

عجیب سیر ہو روزِ جزا جو داورِ حشر
تری ہی حسن کو مخلوق مین پسند کری

نہ سر جھکاین کبھی عرش سی بھی یہ نواب
جو آہ رتبۂ عشاق کچھ بلند کری

کیا کرین حسرتین یہ ہی نواب
وہ جفا جو اگر جفا نہ کری

لکھا تھا مرقدِ نواب پر یہ حسرت نی
کہ بیوفاؤن سی ہرگز کوئی وفا نہ کری

خوفِ خدا سی چھوڑتی ہین ہم تو شیخ جی
اب اوسکو آپ قبلۂ حاجات چاہیے

تم شوخ ہو تو کیون نہ مین وحشی بہلا ہون
میری تمہاری کچھ تو مساوات چاہیے

جب کہا مینی کہ کب ملیی گا آپ
مسکرا کر بولی دیکھا چاہیی

جسنی سب کچھ سن لیا تیری لیی
اوسکے بہی فریاد سننا چاہیی

تیری ستم غیر سہی ذکر کیا
اسکو ہمارا ہی جگر چاہیی

آئی گا وقت اپنا برابر اوسی گھڑی
وعدی کبہی جو اوسنی کسی سی وفا کیی

بزم عدو کی دیکھی کچھ بہی نہ بن پڑی
تعریف اوسکی بزم مین بیٹہی کیا کیی

نواب آخر اوسکا ہی نقصان اس مین کیا
تم رات بہر جو سانی بیٹہی جلا کیی

اوسکی ذہن سی نکہو تا داغ خون میرا کبہی
گو فرشتی آنسوون سی عمر بہر دہویا کیی

گالیان دین اوسنی گو خاطر سی اپنی غیر کو
ہمتو جب بہی اوس پریچہ کو سمجہایا کیی
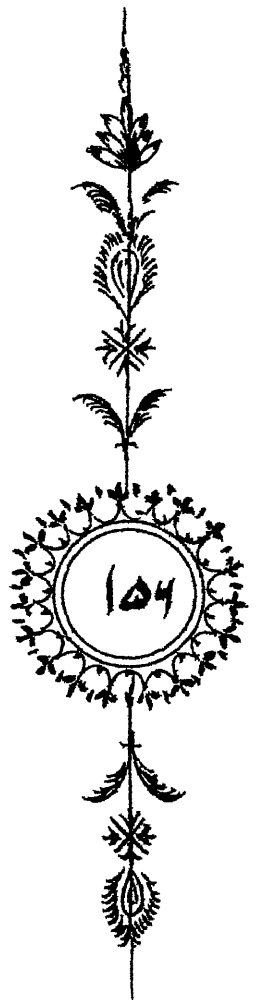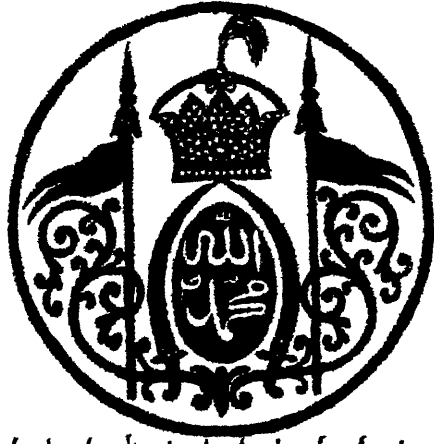
اوٹھانا دوستو اس ہوم سی میری جنازی کو
کہ وہ بھی دیکھنی کو اپنی گھر سی دو قدم نکلی

تمہاری خوش مزاجی کی تو ای نواب شہرت تھی
مگر تم تو فراقِ یار مین تصویرِ غم نکلی

سیکڑون پیچ اوٹھا چکی نواب
پر نہ اون گیسوون کی بل نکلی

حسرت نہ کبھی اس دلِ مظلوم سی نکلی
بالفرض بُرائی ہی جو مقسوم سی نکلی

کیا اور مصیبت کوئی نازل ہوئی نواب
اوس کوچی سی تم آج جو مغموم سی نکلی

نازِ تہاروزِ قیامت تھی کیا کیا لیکن
تجھ سی بڑھ کر تو ہماری شبِ ہجران نکلی

ہم سمجھتی تھی جسی مرجعِ اربابِ دعا
وہ بھی افسوس تری کشتی کی تربت نکلی

رنگ نواب زمانی کا بدل جائی گا
وصل مین دل کی اگر کوئی بھی حسرت نکلی

کچھ رحم اوسی آ جای مجھی دیکھ کی شاید
ہمدم مرا احوال سُنانا مری آ گی

حسرت کی نگاہین غیر پڑین چاند سی مُنہ پر
تم نزع مین بی پردہ نہ آنا مری آگی

جب نرم خم کفِ پا سی تسلّی نہوئی تو
دل اور جگر رکھدیی ہر خار کی آگی

یہ نہین ہی کچہ خدا کا سامنا ای واعظو
سوچ کر جانا ذرا اوس دلربا کی سامنی

ساری شکوی تو کیی اونسی ہمین نواب ہای
یہ تو کہدو اب کہو گی کیا خدا کی سامنی

نالی تو کرون ہین پہ رہین غیر کی دل مین
دیکھی نہ سُنی آہ کہین بی اثر ایسی

ہم اُنکی تو دل ہو لی سی وی ہی بیٹھی ہین لیکن
تقصیر نہو گی کبھی بارِ دگر ایسی

بیمار تو مدت سی ہون نواب مگر ہای
پہلی تو نتھی شدتِ دردِ جگر ایسی

شاد ہو جس سی دل مرا ناصح
نہ کہی تو نی ایک بہی ایسی

گو وصل کا وعدہ نہ سہی وقتِ شکایت
چُپ ہو کی ذرا شرم سی گردن تو جُھکا دی
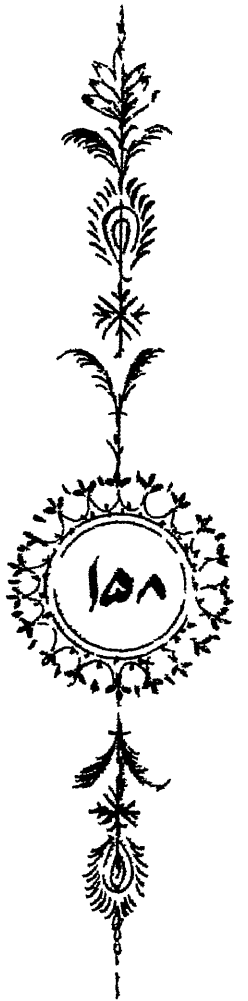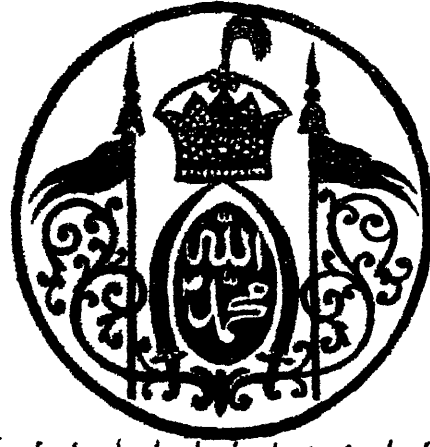
ابھی تسکینِ دل نہیں ظالم
اور اسی بیقرار ہونی دی

سوزِ دل کچھ بھی اگر ظاہر کرون
نازسی وہ منہ چھپانا چھوڑ دی

وہ نہ جب بھی بازآئین ظلم سی
عشق اگر سارا زمانا چھوڑ دی

مل گئی ہین وہ کہو نواب سی
ابتو یہ رونا رولانا چھوڑ دی

بی انتہا اوٹھائی ہین فرقت مین سختیان
بوسی بھی دی جو مجکو تو وہ بحیساب دی

زیست سمجھون موت کو گر میری ماتم کی لیی
دو گھڑی کو وہ کبھی زلفِ معنبر کھول دی

جو کچھ طلب کری کوئی وہ اوسکو دی مگر
تجکو سوای جور و جفا کچھ خدا نہ دی

حسرتین سب سی مانگ لاؤن گا
ابکی گر اوس سی پیار کی ٹھہری

گلی بختِ بد کی کرون کیسی کیسی
جو دم بھر بھی چرخِ ستمگار ٹھہری
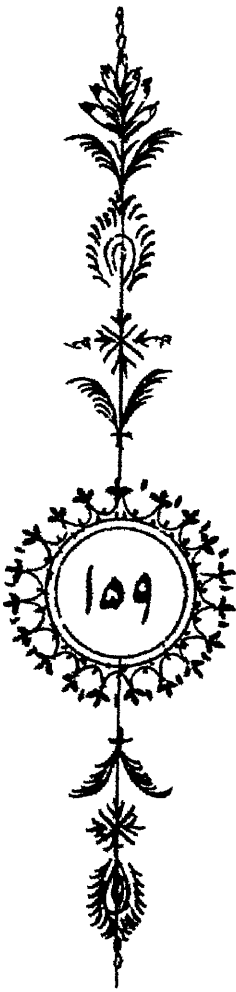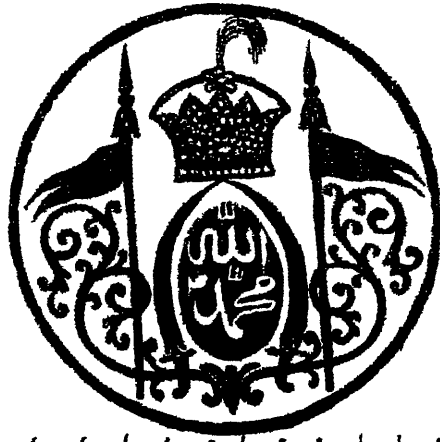
کہانتک یہ نواب گھٹ گھٹ کی مرنا
ذرا آہ کی بھی مری یار ٹھہری

کہیل کا شوق بہت اوسکو ہی نواب ای کاش
میری ہی قتل کا مقتل ہین تماشا ٹھہری

میری لاشی کو نہ ٹھکراو کہ جی اوٹھون گا
دستِ نازک کو ومِ قتل پہر ایذا ہوگی

کہتی ہو نہ آئین گی شبِ ہجر کی ڈر سے
تم آوگی تو ہجر کی شب کاہی کو ہوگی

شبِ فراق سی کاہی کو وہ سوا ہوگی
کری گی کیا تری کاکل اگر سیاہ ہوگی

جو ہم کہین گی تو آئی گی یہ نہ کہی گا
مری قضا ہی مگر آپ کی ادا ہوگی

گر بچ گئی ابکی غمِ فرقت سی تو ای عشق
مرجائین گی پر تیری تمنا نکرین گی

جو چاہو کہو وصل مین نواب کہ تا حشر
وہ شرم سی ہرگز کبھی شکوا نکرین گی

عادت تجھے ہوئی وصل کی گو غیر ہی سہی ہو
اب ہم بھی تری ملنے کی تدبیر کرین گی
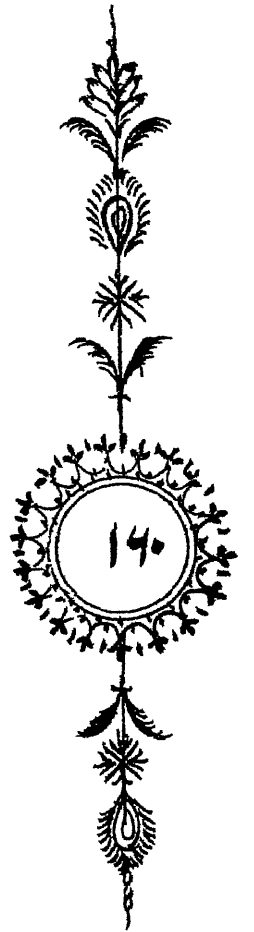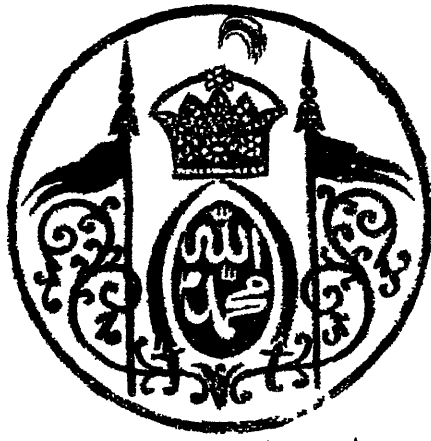
اوس کوچی مین کیون جان مین دیتا جو سمجھتا ۔ یون خاک مری ہائی وہ برباد کرین گی

دردِ سر کو دوست کہون کیون نہ مین جان سی ۔ آئین جب وہ ناز سی صندل لگانی کی لیی

وعدہ وصل عدو ہی شرم سی اسکی بعید ۔ یہ بھی فقرہ تہا فقط میری جلانی کی لیی

سنتی ہین نواب مقتل مین گئی ہین رقیب ۔ چل کہڑی ہو تم بہی قسمت آزمانی کی لیی

لاکہون خطائین مین تو کرون گر نصیب ہو ۔ توفیقِ شکر لذتِ دشنام کی لیے

غصی سی دل کو خوش نکرون مین تو کیا کرون ۔ لطف و کرم تو تیری ہین اغیار کی لیی

ارمان جتنی وعدون سی پیدا ہوئی تہی ۔ وہ سب گواہ ہین تری انکار کی لیی

واعظ کی وعظ کا مجہی اچہا اثر ہوا ۔ ایمان بیچ کر گئی می کی سبو لیی

بیوفا جانتی ہی خلق جسی ای نواب ۔ عمر بہر ہنی اوسی جان سی سب کام لیی

محفل مین پڑتا ہون تو کچہ خوف نہ لا کر / تیوری ہی کبہی غیر بدلنی نہین دیتی
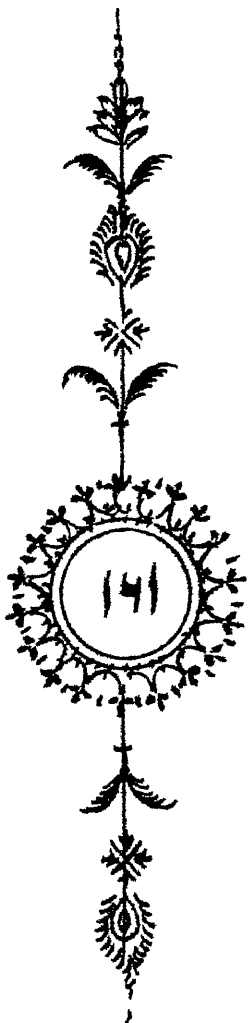
اونکا ہی الہی کبہی کہنا وہ نہ مانی / جو اوسکو مری آگی مچلنی نہین دیتی

کسکو یہ گوارا ہی کہ ہو خلق مین رسوا / پر مجکو تری ناز سنبہلنی نہین دیتی

ہی ناز یہ کچہ حسنِ جہان سوز پر اونکو / دنیا مین کہین شمع جلانی نہین دیتی

ابتو مین کچہ نہین کہتا مگر ای ہجر کی شب / حشر کی دن تری بیداد کی شکوی ہونگی

حالِ نواب عبث پوچہتی ہو تم مجہسی / اُسکو جی مین پڑی بیٹہتی روتی ہونگی

اوٹہین مزا سی سب حشر مین مگر یارب / قسم ہی تجکو کوئی مجہسا باوفا نہ اوٹہی

بُرا سمجہتی ہین نواب اسکو سب ناحق / نہو جو موت تو کچہ زیست کا مزا نہ اوٹہی

دنیا سی اوٹہا اک نگہِ قہر مین تیری / افسوس تری ناز بہی یان سی نہ اوٹہی

کہان گئی تہی بتاؤ تو رات کو نواب — لو خاک چہانی زمانی کی تم کہین نہ ملی

رویا تہا کون شکو گلی مین تمہی جو آج — کچہ خاک مین ملی ہوی لخت جگر ملی

رو لون مین اپنی حسرت دل کو ذرا اجل — فرصت دم اخیر مجہی اسقدر ملی

نواب جا ہی تو جو خدا کی جناب مین — لانا بلای عشق وہان جسقدر ملی

تجہسی ہی کچہ نہو اور نہ تصور مین تو وہ — وقت بیوقت اکیلی مجہی سو بار ملی

اوسنی وعدہ نکیا ہو کوئی نواب سی آج — ورنہ کیون راہ مین سوتی ہوئی اغیار ملی

دست جنون کو شغل گہڑی دو گہڑی تو ہو — پہنا و میری لاش کو یار و کفن گئی
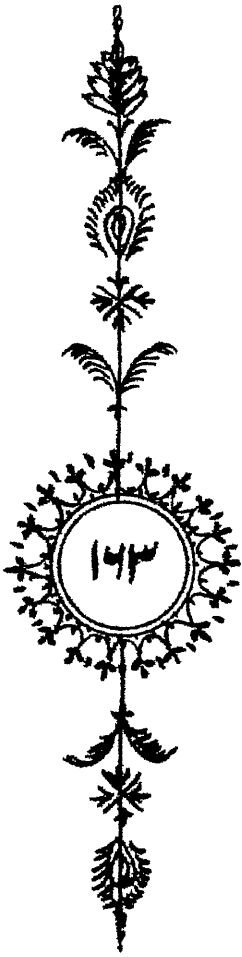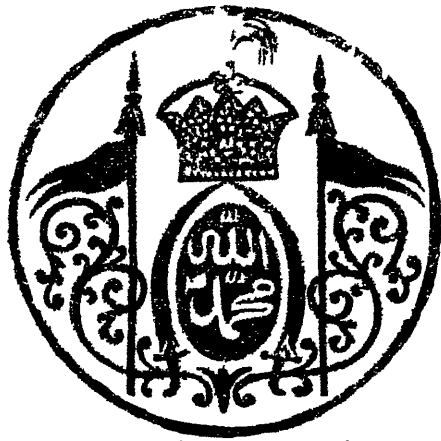
اب تو آرام سی دم بہر کہین بیٹہ ای نواب — لو تری یاد مین سی نکلی مین اہی جان گئی

کچہ کام نہ آئی کوئی تدبیر ہماری — جیسی تہی ہی ویسی ہی تقدیر ہماری

رشک سی کہین ہی بڑہ کی نواب / اوسکی غم مین ہنسی ہماری

نواب یہ نامے مین تم ہی نام ہی کسکا / لیتا ہی جو قاصد تری تحریر کی بو سی

غیر کو وصل مین بہی ساتہ وہ لی آتی ہین / لطف مین بہی تو وہان ایک ستم ہوتا ہی

ہجر بہی قہر ہی غضب ہی مگر / کچہ تری انتظار سی کم ہی

انگلیان کانون مین رکہ لیتی ہین ڈر کر سب لوگ / جب مری نالون کی محفل مین صدا آتی ہی

جب جتاتا ہون محبت تو وہ فرماتی ہین / اک تمہین کو تو فقط مہر و وفا آتی ہی

تمام وعدہ خلافی مین بہول جاتا ہون / ادا انہین کی وہ جسوقت یاد آتی ہی

مرا جو دشمن جانی ہی نزع مین نواب / اوسی کو خلق مری سینی سی لگاتی ہی

روکتا ہون مین بہت دل کو مگر ناز کی وقت / منہ سی بیساختہ تعریف نکل جاتی ہی

عمر جاوید بھی ملی تو کیا
ابتو فرقت مین جان جاتی ہی

بنو گی محتسب شہر کیا تم ای نواب
جو آج بزم مین رندون ستی تو بگاڑتی ہی

ہای کیا قہر ہی کہ میری جان
مفت کی جھگڑی مول لیتی ہی

وصل مین سوتی ہین وہ پھیر کی منہ
یہ بھی فرقت کا ایک پہلو ہی

ابتک یہ میری نگہی سی حجاب ہی
آئی ہین قبر پہ بھی تو منہ پر نقاب ہی

وقت شمار غیرون کی بوسی بھی گنتی ہین
مجھ سی نئی طرح کا حساب و کتاب ہی

وہ جھوٹی وعدی کرتی ہین نواب اور ستم
بھولی نہین سماتی یہ کیا اضطراب ہی

ہی صدا ای صبا یا خلخال کی آواز ہی
اوٹھتی ہی اوٹھی قیامت واہ کیا انداز ہی

مل گئی عشاق لاکھون خاک مین نواب ہای
پر وہان ابتک وہی رنگ ہجوم ناز ہی

وصلت سی کامیاب جو دنیا ہی ای خدا | فرقت کی واسطی ہی تو سارا جہان ہے

تم مہربان ہو تو خدا جانی کیا کری | بیوجہ ظلم دوست نواب آسمان ہی

عالم کی جتنی ظلم ہین تم پر ہین منحصر | اس بات کا گواہ تو سارا جہان ہی

نواب مرتی دم ہی تمنا ہی حور کی | پہر مجہسی پوچہتی ہو وہ کیون بدگمان ہی

اوٹہا جاتا نہین دنیا سی ہی ہای | ترا بیمار ایسا ناتوان ہی

وہان یاد عدو مین کچہ نہین یاد | یہان ابتک تغافل کا گمان ہی

چہپا کر دل مین تجکو غیر سی ہم | یہ پوچہین گی بتا اب وہ کہان ہی

بہت بہولی بیٹہی ہین نواب اسدم | خدا جانی تو ای مصیبت کہان ہی

فراق یار مین ت ہوئی کیا جانی کیا ہی | کہ جس سی سینی مین نواب ہر دم دل اچہلتا ہی

گنوائی جانِ شیرین کوہکن نی ایک وہ کی مین
فریبِ عشق مین زندہ رہی وہ مر رہا ہی
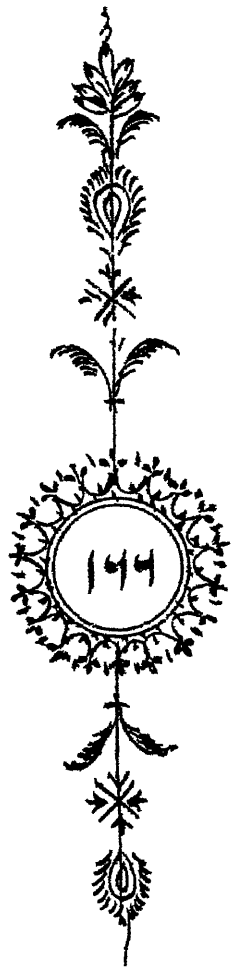
ترا ناوک ہی یا موی مژہ یہ تو خدا جانی
مگر ہر وقت دل مین ایک کانٹا سا کھٹکتا ہی

پند گو تجھکو کیا بتاؤن مین
اُ غمِ عشق مین م ا کیا ہی

اوس سی دعوای صبر ای نواب
یہ تو ہی تہین ہوا کیا ہی

میری خاموشی نہین ہی وجہ اوسکی سامنی
کہہ نہین سکتا ہون وہ جو کچھ کہ میری جی مین ہی

جان بعدِ ذبح بھی ہرگز نہ جاناتن سی تیغ
ظلم کرنی کی ابھی حسرت دلِ قاتل مین ہی

دیکھتا ہون جسکو پھرتا ہی وہ گھبرایا ہوا
میری آمد آج شاید آپ کی محفل مین ہی

پوچھی اوس سی ہی ای نواب لطفِ زندگی
رات دن اوسکا تصور جس کی دل مین ہی

تمکو کہتی تہی کہ ستمگر نہین ہون مین
دیکھو تو چہرہ چاند سا کسکا کفن مین ہی
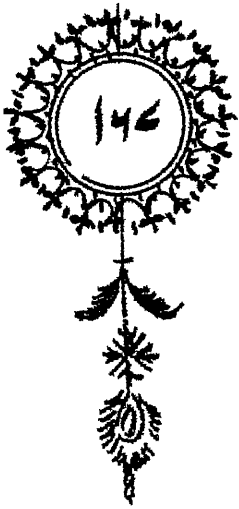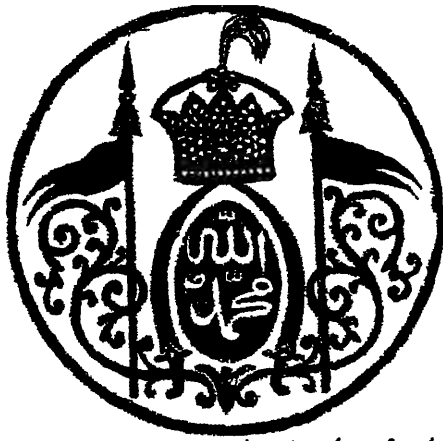
ٹھہر خدا کی لیے شوقِ دید کوئی دم
کہ صبر کچھ ابھی جانِ ناتوان مین ہی

نہ دیا ایک نے بھی شہرِ خموشان مین جواب
حسرتِ دل مری سو بار پکار آئی ہی

تیرا عاشق نہین جانا تو مری بالین سی
حالتِ نزع مین کیون خلق تماشائی ہی

ایک دم بھی نہین ہٹتا مری دل سی باہر
پہر بہلا کون کہی گا کہ وہ ہرجائی ہی

بہیجدی ساری بلائین کہ ذرا دل بہلی
ای فلک سوچ تو کسکی شبِ تنہائی ہی

کیون چرخ کو ہی چکر جو چین نہین دم بہر
شاید کسی بیکس کی امید بر آئی ہے

بلا سی نام تو آئی گا اوسکا ای ناصح
نہ چپ ہو تو کہ مجھی پند مین بھی تسکین ہی

اور جو چاہو علاج انکا کرو لیکن مسیح
زیست سی اوسکی مریضونکو بڑا پرہیز ہی

میری نالی سنتی ہی بیچین ہو کر بول اوٹھی
یہ اوسی ظالم کی شاید آہِ دردانگیز ہی
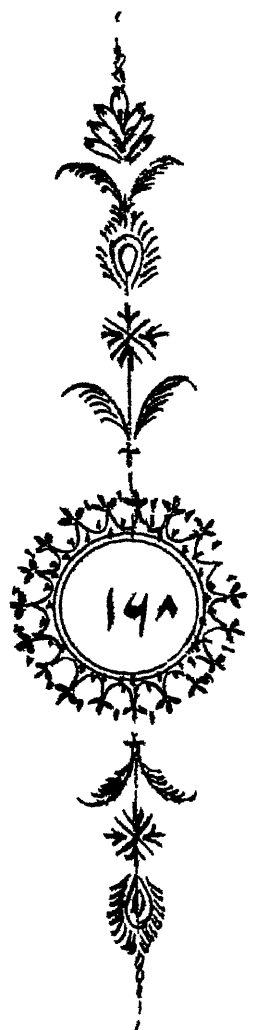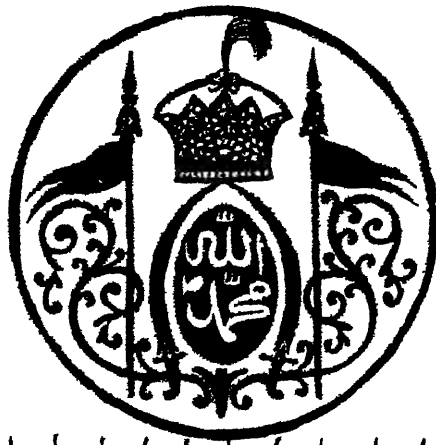
دیکھی جو تو ادا اسی تو ظالم ادھر بھی دیکھ
میری بھی پاس اک دل امیدوار ہی

کیا کچھ دکھای دیکھیی نواب آفتین
ایسا ہی بد بلا جو دل بیقرار ہی

وہ سُنی خاک تیری ای واعظ
جسکو فرقت مین روز محشر ہی

مجھی یہ ڈر ہی کہ نواب کو نہ مارا ہو
ہجوم خلق جو آج اوسکی آستان پر ہی

عبث رقیب کو سب قتل کرتی ہین نواب
مرا تو خون کسی شوخ کی ادا پر ہی

اگر چُپ ہا مین تو کیا ہوگا اس سے
زمانہ تمھین دلربا جانتا ہی

عدو کو ہی تجھسی امید ترحُم
خدا جانی وہ تجکو کیا جانتا ہی

مزہ لی لی کی ای نواب گھڑیون جدا کرتا ہون
زبان پر میری جب اوس فتنہ گر کا نام آتا ہے

بھول جاتی ہو اپنی وعدون کو
جب مجھی اعتبار آتا ہے
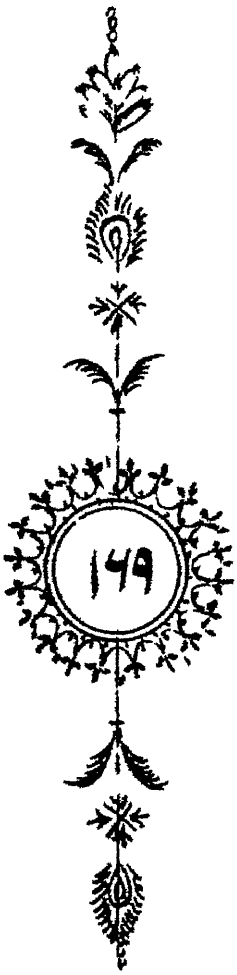
خیر ہو ای خدا کہ پہر قاصد — آج کچہ بیقرار آتا ہے

کیسی چاہت ہی غیر کی یارب — کہ اوسی اعتبار آتا ہے

ابتو آجاو آپ مین نواب — لوگ کہتے ہین یار آتا ہے

حکایت وصل کی کہتا ہی کوئی جب ہی آگے — تو اوسدم مجکو بہی نواب کیا کچہ یاد آتا ہے

جور تو کرتی ہین سب یہ بتا ای گردون — دلربائی کا بہی تجکو کوئی ڈہنگ آتا ہے

یہ نہین کہتی کہ وہ آپ کی گہر جاتا ہی — پر خدا جانی کہ نواب کدہر جاتا ہے

تمتو ہو رشک مسیحا سبب اسکا کیا ہی — جسنی دیکہا تمہین وہ جی سی گذر جاتا ہے

لطف پیمان شکنی مین یہ ملا ہی کہ وہ شوخ — وعدۂ قتل سی بہی ابتو مکر جاتا ہے

وہ کہین لا کہ کہ سن لین گی کہانی تیری — پر کہین حال مرا اونسی سنا جاتا ہے

شوقِ وصلت سی ہین اسواسطی گہبراتا ہون ۔ کہ مصیبت کا شبِ غم مین مزا جاتا ہی

کو مین سنتا نہین پر ناصحِ نادان نواب ۔ روز آکر مجہی کچہ باتین سُنا جاتا ہی

کہتی ہین جنکی وہ نواب سے ہان دیکہین تو ۔ کس طرح دم غمِ فرقت مین نکل جاتا ہی

مرتی ہمتو پر ستم یہ چرخ ۔ اوسکو ابتک بتای جاتا ہی

وہ تو سُنتا نہین مگر نواب ۔ حال اپنا سُنای جاتا ہی

شوقِ دل کا تو اک بہانا ہی ۔ مدعا اوسکی گہر مین جانا ہی

ساری عالم کی دل مین یارب ۔ جور کا اوسکی بوجہ اوٹہانا ہی

تہی صفائی تو صاف تہین باتین ۔ ابتو ہر بات مین بہانا ہی

نالۂ غیر کہ جسکا نہین پرسان کوئی ۔ کس طرح دل مین ترے ہای اثر کرتا ہی

نام میرا نہو یرا وس سی یہ کہنا نواب
تیری کوچی سی کوئی آج سفر کرتا ہی

نہو گی بدگمانی اس سی بہتر کہ وہ ظالم
مجہی کو دیکہتا ہی جب کوئی فریاد کرتا ہی

نہ لینا نام میرا نامہ بر لیکن یہ کہہ دینا
جسی تم بہولی بیٹہی ہو وہ تمکو یاد کرتا ہی

کیا ہنستی ہو فرقت مری داغ جگر پر
کچہ کہیل سمجہا ہی یہ زخم کہن ہی

یارب اس آسمان کو دی عرش پر جگہ
یہ عملدہ فغان کی لیی سخت تنگ ہی

کہتی ہین کہ زلف سی تجہی کیا
زلفون مین تو ہای میرا دل ہی

خط مٹا کر ہو نہ ظالم مطمئن
محو کرنیکو مری قسمت ہی ہی

دیکہ باتون پہ نجا نواب کی
ہی تو عاقل پہ ذرا وحشت ہی ہی

یہ جو کہتی ہو کہ بڑہ کر کوئی آزار نہو
عشق ہی بڑہ کی عزیزو کوئی آزار ہی ہی

وصل کا وعدہ نہین بوسہ نہین لطف نہین
یہ بتاؤ کہ کسی بات کا اقرار بھی ہی

قتلِ اغیار کا خاطر سی مری وہ نواب
وعدہ کرتی تو ہین پر کچہ ابھی انکار بھی ہے

چھپائین تمنی دوپٹی کو اوڑہ کر زلفین
نہ سمجھی یہ کہ خبر کرنی کو صبا بھی ہی

ادہر تو ہوش نہین لنتون سی اور ادہر
رضا ہی وصل کی ساتہ اک ذرا حیا بھی ہے
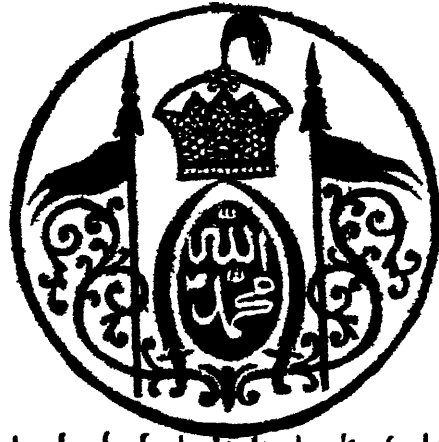
کہتی ہو میرا ثانی پیدا نہین ہوا ہی
آئینہ تو اوٹہاؤ دیکھو تو منہ یہ کیا ہی

کچہ تو بھی میری سن لی بہرِ خدا کہ مینی
تیری لیی ستمگر کیا کچہ نہین سنا ہی

غیر سمجہاتا ہی تدبیر اوسکی ملنی کی مجھے
کس طرح مانون کہ وہ تو آپ ہی ناکام ہی

نقشِ جبین تو نہ مٹا ای فلک
دیکھ تو کسکا خطِ تقدیر ہی

خواب مین دیکھون لبی تو عمر بھر رویا کرون
ہای ای بخت نہ ہون یہ بھی کمی کی تعبیر ہی

غمِ ہجران مین بھلا کاہی کو دل بہلی گا — گر مری دل مین ہی آرزوِ وصلت ہی

بختِ خفتہ کو نہ چونکانا کہین ای آہ تو — سنتی آتی ہین کہ سوتی کو جگانا منع ہی

نواب پہر تو غم نہین کچہ اپنی قتل کا — گر نازِ دلفریب کا عالم گواہ ہی

بُھلا و طرزِ تغافل نہ دل سی تم کہ ابہی — مری مزار کا کچہ کچہ نشان باقی ہی

آبِ دمِ خنجر سی نہ سیراب ہوی ہم — اپنی ہی عجب طرح کی کچہ تشنہ لبی ہی

کی دعای وصل جب بیٹہی ہی آئی صدا — چُپ کہ تیری واسطی بابِ اثر معمور ہی

سمجہ کر ذرا چھیڑنا چارہ گر — کہ دل مین قیامت کا ناسور ہی

دمِ بسمل نہ گہبراؤ کہ نواب اسکی گردن پر — شہادت کی گواہی کی لیی خونِ دو عالم ہی

کاکل نہین ہی جلوہ نما روی یار پر — خضرِ طریقِ حُسن کی عمرِ دراز ہی

دشنام دیتی ہین وہ اغیار کی خوشی سی ‌ ‌ ‌ محفل مین اب ہماری توقیر ہی تو یہ ہی

زلف آجای کمر تک تو کمر کو دیکھے ‌ ‌ ‌ اسی حسرت مین اوسی روز پریشانی ہی

دیکھ لیتا ہون ترے عشق مین حال نواب ‌ ‌ ‌ جب ترے ہی چاہ کی اس دل کو ہوس ہوتی ہی

کبھی رونا کبھی ہنسنا کبھی آہین بہرنا ‌ ‌ ‌ تیری فرقت مین اب اسطرح بسر ہوتی ہی

لاغری کا مری ہوتا ہی جو چرچا تو وہین ‌ ‌ ‌ محفل یار مین تعریف کمر ہوتی ہی

کون کہتا ہی کہ نالون مین نہین تاثیر کچھ ‌ ‌ ‌ جور کرتی ہین وہ ہم پر اک اثر یہ بھی تو ہی

بلاسی گر نہین وعدہ وفا کیا اوسنی ‌ ‌ ‌ مگر گلون سی ہماری کچھ انفعال تو ہی

نہ آئی گر شب فرقت مین موت ای نواب ‌ ‌ ‌ تو جان دینی کو پھر لذت وصال تو ہی

یہ مصیبت وہ اوٹھاتی ہین کہ تم حیران ہو ‌ ‌ ‌ حوصلہ ایسا تمہاری نازبرداروں کا ہی

دیکھی تعزیر کس کسکو ملی کس جرم کی
تیری در پر آج یہ مجمع گنہگارون کا ہی

کیا ہوا نواب پوچھی تو ذرا انسی کوئی
میری بالین پر ہجوم اسدم جو غمخوارونکا ہی

سنبل فردوس مین بھی تو خوشبو ہی مگر
بھینی بھینی وہ تری چوٹی کی بوکچھ اور ہی

پیار کی باتون پر اتنا ای دل ناداں نہ بھول
دل مین ہی کچھ اور اوسکی گفتگو کچھ اور ہی

حضرت موسیٰ نہ سمجھو برق طور
حسن کی کچھ لن ترانی اور ہی

لوگ کہتی ہین کہ حورون کی ادا اچھی ہے
اوس سی بڑھ کر تو کہین تیری جفا اچھی ہی

باتون مین آگئی ناصح ناداں کی ہم کبھی
باتین کرین نہ اونسی بھلا کوئی بات ہی

نواب حکم ہو تو تماشی کو آئین ہم
گھر مین تمہاری سنتی ہین فرقت کی رات ہی

بھگوتی ہین ہردم مری خون سی
محبت یہ کچھ اونکو دامن سی ہی

وہ بھولی سی بھی یاد آتا نہین
یہ ساری خوشی جسکی شیون سہی ہی

فتنی سب اپنی دیدیی اک نوجوان کو
مجکو بڑا گلہ ہی یہ سپہر کہن سہی ہی

ای آہ سینہ سوز نہ برباد ہو یہ گھر
رونق جہان کی مری بیت الحزن سہی ہی

دیکھنا تجکو ہی تھا خونبہا میری لیی
ابتو دعوی مجکو تیری برش خنجر سہی ہی

جا بجا جاتی ہو چھپ کر رات کو ہر روز تم
ہو غلط ہی یہ مگر ہمنی سُنا اکثر سہی ہی

پیش حق وہ کر چکا تو اب اقرار وفا
تمکو ناحق یہ امید اوس فتنۂ محشر سہی ہی

گو زندگی مین تمنی نہ دیکھا مجھی کبھی
پر ابتو دیکھ لو یہ نگاہ اخیر ہی

جان دیدون گا خود اسمین ہی ہی بدنامی کجا
قتل کرنی ہی مری تمکو عبث انکار ہی

وہ ستم مین لطف پایا ہی کہ جان زار کو
لاکھ صدمی مین مگر پھر خواہش آزار ہی

اب تو دل کو جلا اے غم پنہان رحم کر
رنج فرقت مین یہی تھا اک مرا غمخوار ہی

وعدۂ وصلت پر اس غم سے کہ دل لیتے نہون
خوش تو ہون باطن مین لیکن ظاہر انکار ہی

بچتے کو چرخ سے ہم عاشق بنے تہے اوسکے
کیونکر بچین گی یار وہ بہی تو فتنہ گر ہی

نشان جو کچہ ہی درد پنہان کی
میری چہری سے صاف ظاہر ہی

کس طرح اوٹہین گی حشر مین ہم
ایسی ہی رہی جو ناتوانی

تو نی تو نہ جان لی شب ہجر
اب دین گی اجل کو زندگانی

گل کہانی کا بہانہ گر ہم نہ کرتی اونسی
تو حشر تک نہ ملتا چہلاوی نشانی

دیکہو کہان ہنچی اب آتا ہی یاد مجکو
وہ اوسکا آہ بہرنا وہ اوسکی نوحہ خوانی

گو دہولون سے اگر کوئی یہ بیزار دہری
تو قفس لخت جگر سے مری صیاد بہری

نہ بجنا جو ہوون کو زینت کی لیی ای نواب
خون سی میری اگر دامن جلاد بہری

کہین سنی ہین یہ شاہد پرستیان نواب
کہ اپنی آنکہ جہان لٹ گئی وہین کی ہوی

گردون کی جان پر تو بلا آئی گی ذرا
جہوٹی ہی عدی وصل کی گو مبہم ہوی

دل ہی بہلایا لذت لطف دوام کو
ہم ایسی وہ بکی عشق مین محو ستم ہوی

نامہ یہ کسکو لکہا ہی جو کبوتر سیکڑون
میری آگی بیٹہی ہین مشتاق پر کہولی ہوی

یہی خوبی ہی جاتی تہی تو ہوا سطی نہ
قتل کر کی مجہی مشہور ستمگار ہوی

مین تو مر گیا مر گئی اعدا بہی اورون لیکن
بال جب بہی تری نہ لفون کی پریشان ہوی

اٹہی جائی گا وہ کافر حشر مین ہی اٹہی خدا
اپنی آرایش سی اوسکو جب کبہی فرصت ہوئی

عشق جب دل کو نہ تہا تو روز گہبراتا تہا سج
آگیا جب دل تو نواب اوراک آفت ہوئی

دشمنون کا گھر کرو آباد تمکو اس سے کیا — گر کسی بیکس کی غم مین خانہ ویرانی ہوئی

آئینے مین کیا نظر آیا جو ہے یہ پیچ و تاب — خیر ہے کیون زلف چہرے پر ہے بل کہائی ہوئی

اپنی وحشت آپ ہی نواب تجکو ہے پسند — یہ بھی کیا کچھ خوبرویون کی خود آرائی ہوئی

کس سے بہلی گی طبیعت شب تنہائی مین — حسرت وصل بھی گم دل سے ہی دور ہوئی

نواب قتل ہونے کو آتا تو ہے مگر — یہ چتون ہر کسی سے ہے سر میدان لڑی ہوئی

شمع کو دیکھ کے محفل مین تری — ہاے وہ شعلہ فشانی میری

غیر کی پھر نہ سنو گی تا حشر — کچھ جو سن لو گی زبانی میری

کیا کہون گا تجھے ای جذبۂ دل — اوسنے گر بات نہ مانی میری

شکر ہے دیکھتی تھی وہ نواب — رات خونابہ فشانی میری

پیٹ لین پہلی دل کو جی بھر کر	پھر جگر کو بھی خوب رو لین گی
دردِ دل نی جو کچھ بھی کی تاثیر	دیکھتی ہی مجھی وہ رو دین گی
مر جائینگی ہم فرطِ خوشی سی ہین بہوت	گر تمہی کہا سایہ جنازی کی چلین گی
خواب مین بھی تمہی ہی نہ ہونکو جو دیکھی تو خضر	ہو یہ بیخود کہ کبھی اوٹھکی نہ پانی مانگی
جان تک دیدون سلیمان کی انگوٹھی کیا ہے	وہ پریرو جو کبھی مجھسی نشانی مانگی
اتنا بھی تم نہ چھیڑو کہ مجبور ہو کی مین	کہہ بیٹھون کوئی بات کسی وقت کی کبھی
چاہت مین بنا غیر شریک اپنا بھی ظلم	جب جانین بنالی وہ ہمارا سا جگر بھی
حنا ملتی ہین ہاتھون مین وہ جب آتی ہین مقتل مین	خوشی سی ہمسری آئی ایش ہی یہ بہرِ شگون وہ بھی
غبارِ غیر اوڑا تو ہی مگر میری مٹانی کو	بنا ہی آٹھوان ایوان ہی چرخِ واژگون وہ بھی

ہر فغان پہ شکر ہی کرتا رہون گا ای خدا
بہرِ الفت تو عطا کر مجکو اک دل اور ہی

آئی نہ محتسب کہین اس راہ سی کبہی
شیشی شراب کی سر بازار توڑ لی
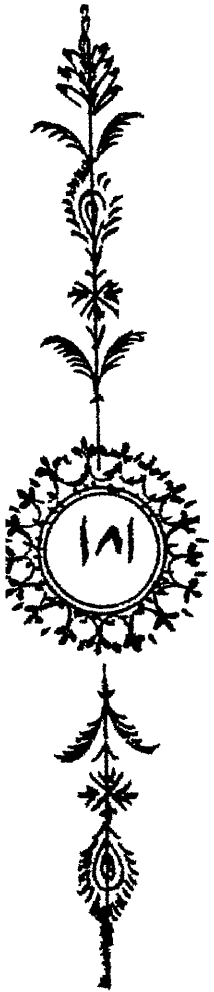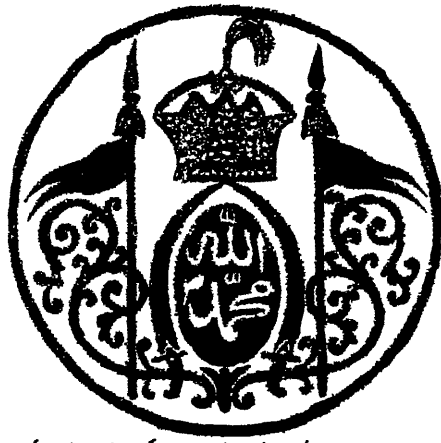
اوبہی عدو کی دل سکی بلاؤن سی نکالی
مجکو بہی ذرا دیکہ مری گیسوون والی

لایا سرِ مہر اوسکو تو اغیار کی حق مین
ارمان نی جب بہی مری گردن نی نکالی

اچہی نہین چہیڑ اونسی کہی دیتی ہین ظالم
بیٹہی ہین تری بزم مین جو دل کو سنبہالی

کہتی تہی یہ سب حشر مین منہ دیکہ کی اوسکا
کسنی یہ بنائی ہین خط و خال الٰہی

عصیان کی عوض حشر مین تو حسن عمل سی
بہر دینا مرا نامۂ اعمال الٰہی

ایسی سی خاک مہر و محبت کری کوئی
جو ظلم دوست جور کو بہی اک ادا کہی

نواب سی خدا کی لیی کچہ نہ پوچہیی
وقتِ بیانِ غم وہ خدا جانی کیا کہی
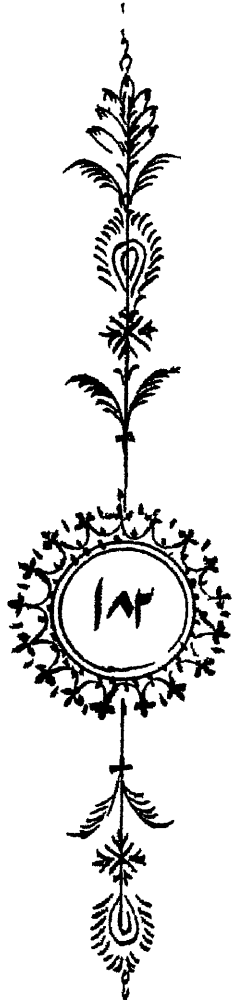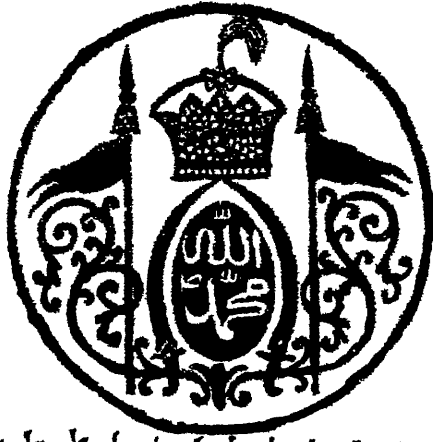
مدتون پاس ہی پر نہوی محرم راز
جو کچھ اوس شوخ کی دل مین ہی خدا ہی جانی

جسطرح گلشن مین بلبل کی چہکنی سی
وہ نازک طبع قدر نالۂ و فریاد کیا جانی

خوشبو نہ بہلا آوی خاک سی کیونکر
بو سی لی تہی گیسوِ مشکین کی تمہاری

نواب کو نسبتی نہین کچہ واسطہ تو بہر
کیون ہوتا ہی قربان وہ ہر بار تمہاری

اشکباری ہی رہی ہجر مین تو ای نواب
جان دیوگی تم اک دن ہمین روتی روتی

ان نصیبون سی تو کچہ کام نہ نکلا اب تک
دی مجہی غیب سی یارب کوئی تقدیر نئی

یاد آوی گا ہمین چاک گریبان اپنا
بعد مرنی کی اگر شکلِ کفن دیکہین گی

کیا ہوا چہوڑ دیا تجکو جو سب نی نواب
دردِ الفت نی تو چہوڑی نہ رفاقت تیری

کہتی ہین مجکو پسند آئی ہی سوائی تیری
یہ اگر سچ ہی تو ای نواب بن آئی تیری
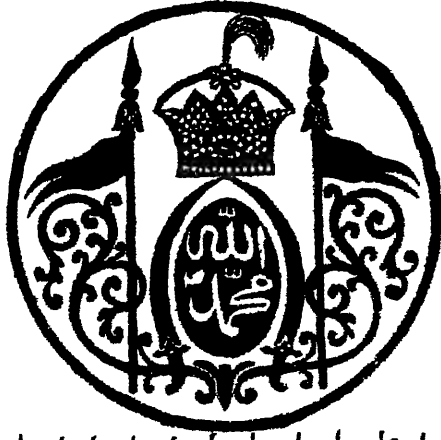
دمِ نظارہ گر رونا ہی تو نواب یون رونا
کہ آنسو کی عوض دل دیدۂ خونبار سی ٹپکی

لذتِ وصل سی بچی لیکن
مارڈالا غمِ جدائی نے

ای دل اگر نہ تھا تری قسمت مین عیشِ وصل
تو کیا مصیبتین نہ تھین تیری واسطی

خلوت کی ہی ہوس ہی تجھی نواب کیا عجب
پیدا ہوا اور خلدِ برین تیری واسطی

مین نہوتا تو نہوتا کوئی پرسان اسکا
ہین ترے حسنِ جہان سوز پہ احسان میری

قید سی پای تصور ہین نکل جانی کو
روک تو لین مجھی نواب نگہبان میری

دیکھیی ملکِ عدم مین کونسا ہو مشغلہ
زندگانی تو یہان امیدواری مین کٹی

اوسکو تو لاتی نہین موسمِ گل مین نواب
میری ہی پاؤن مین پہناتی ہین زنجیر الٹی

ضعف مین طولِ شبِ ہجر مرا یاد آئی
سلسلہ زلف کا گر موی کمر تک پہنچی

ہرگز نہین حسد پیشہ نہین تمکو دو عالم
چاہی مگر اک میری طرح کوئی نہ چاہی

تمہین سی پوچھتا ہون تم ہی کہدو خدا لگتی
کہ میرا خون ملتی ہاتھ مین تو کیون حنا لگتی

کیا جانی کسکا خون ہوا ثواب دیکھی
سُنتی ہین آج پاؤن مین اوسکی حنا لگی

عوض مین اوسکی جگایا فلک نی برسون ہائی
کبھی پلک سی پلک بھی جو ایک آن لگی

کافرون کی عشق مین بت پرستی کی ہے اب
میری کعبی کو بھی سب بیت الصنم کہنی لگی
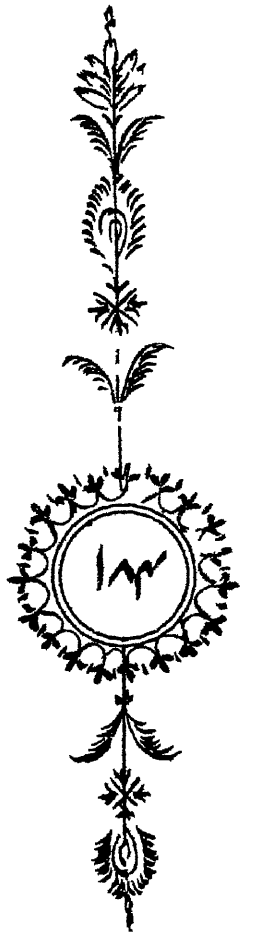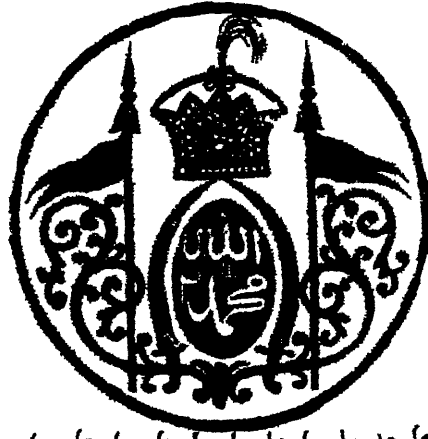
ہرگز نہ پوچھو کہ مرا کون ہی عاشق
مشکل سی محبت کو چھپایا ہی کسی نی

جس دن سی تری وصل کی امید بندھی ہی
رکھ چھوڑی ہین دل مین بہت ارمان کسی نی

زلفین ہین اوسکی روز ازل سی سیاہ پوش
عشاق کی ہی شمع رخش ماتم کو دیکھی

ہم چہ تن مین کہ جن سی ہی ملک تنگ ہین اشکبار
اونسی ہی ایکدن دل پہ غم کو دیکھی

معشوق زمانی مین تہی اور ہی تو یارب
اوسکو ہی بتانی تہی بیدادگری اتنی

دیکھکر افشان تمہی ماتہی کی ای زہرہ جبین
اپنی دامن مین چہپالیتی ہی اختر چاندنی

لوگ خوش ہوتی ہین کیا کیا دیکھکر نواب آہ
پر مری نظرون مین ہی خورشید محشر چاندنی
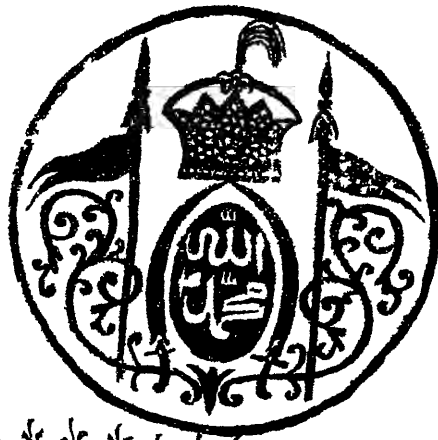
خاک کر مجھکو نہ تو ای آسمان
کون پہر حسرت سی دیکھی گا تجھی

کیا ڈراتا ہی ہمین عشق بتان سی ناصح
یہی ہوگا کہ غم ہجر سی مرجائین گی

خدا جانی نواب کیا سوچتی ہین
کہ وہ چپ ہوی ہین بُرا کہتی کہتی

نواب ہاتہ عشق مین دونون سی ہو چکی
دل کو تو روتی ہی تہی اب آنکہونکو روئی

آنکہونکو ہی ضیافت دیدار ہی ضرور
لب تک غم فراق مین آنسو بہا ہی

چاہیی مصروف ہونا اب خدا کی یاد مین
دیر مین نواب کبتک بت پرستی کیجیی

کس طرح بوسہ وہ دی مجکو وصل کہ ہی — چہری پر فرطِ نزاکت سی وہان تل ہماری

گیا تہا وعدۂ وصلت جو اوسنی ای نواب — تو انتظار مین ہمکو کئی برس گذری

وہ سب مین اوٹہاونگا اسی طرح جو تا حشر — ہر روز نئی جور تم ایجاد کروگی
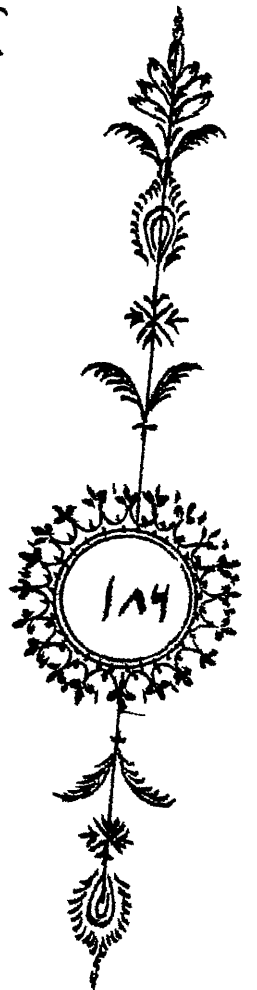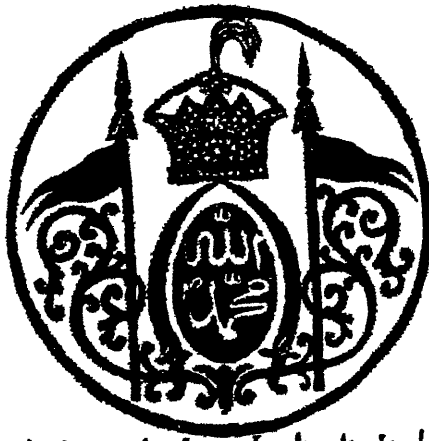
تہا یہی شک جو قسمت مین ہی تو حق نی — تجہسی ہی شکل تری ہاہی چہپائی ہوتی

کیا کری کوئی اوس سی شکوۂ ہجر — جو کہ نامِ وصال سی بگڑی

دل مین اوس شوخ کی تاثیر ہو کیونکر نواب — کہ مری آہ بنائی ہی اثر سی پہلی

نہ آپ چپ رہین جو چار گالیان دیکی — برا نہ مانونگا اس سی بہی برا کہیی

بہلا فراق مین کیا اوسکی آرزو کرتی — تمہین جو پاتی تو دل کی ہی جستجو کرتی

سر چڑہی ہی یہ لی کی دل میرا — زلف اب تا کمر نہین آتی

قطعاتِ تاریخ

تاریخ منشی مظفر علی صاحب اسیر

جو یہ سلطانِ ذیشان ہی شہ ملکِ معانی بہی | چہپا دیوان اوسکا گل ہو غنچہ ہر دل کا
پڑہی گا جو اسیر و نکا یہ بے تاریخ مصرع | تہا شک نہیں دیوان ہی استادِ کامل کا

۱۲۹۵ھ

تاریخ آغا حجو صاحب ہندی

ز فکرِ شیخ خاقانِ معانی | مرتب گشت چون گلدستہ دیوان
چو جستم سالِ ختم از بلبلِ غیب | ندا آمد + گلِ باغِ ارم + خوان

۱۲۹۵ھ

تاریخ سید محمد اسمعیل حسین صاحب منیر

قبلۂ عالم کا دیوانِ سوم | بزمِ حسن و عشق و سوز و ساز ہی
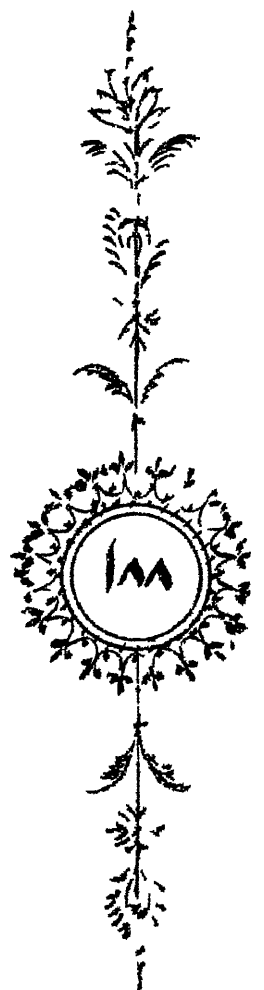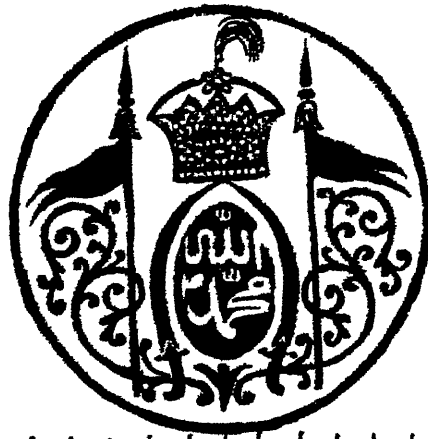
عرض کرتا ہون مین تاریخ ای منیر	یہ کلامِ منتخب اعجاز ہی
	۱۲ ۹۵ھ

تاریخ سید ضامن علی صاحب جلال

صفتِ نظمِ گہر ہی یہ نظم	زیور زیب دہ گوشِ سخن
طبع ہونی کی ہی تاریخ جلال	گوہرِ زیب دہِ گوشِ سخن
	۱۲ ۹۵ھ

تاریخ نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

خسروِ عہد کا چھپا دیوان	کیون نہو عرش پر دماغ کمال
سخنِ تازہ اسکو کہتی ہین	تر و تازہ ہی اس سی باغِ کمال
مل گیا اس کلام سی ای داغ	ورنہ معدوم تہا سراغِ کمال
یہ نتیجہ ہی طبعِ روشن کا	اسکی تاریخ ہی چراغِ کمال
	۱۲ ۹۵ھ
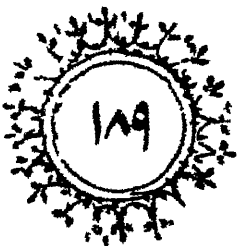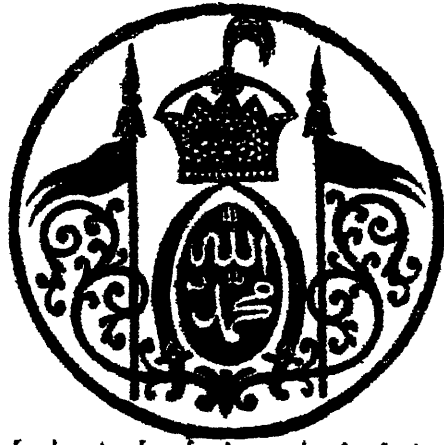
تاریخ شیخ امیر اللہ صاحب تسلیم کاتبِ دیوان

صد شکر کہ یہ منتخب دفترِ اشعار
سُرمہ ہوا چھپ کر بصرِ صاحبِ فن کا

سطروں کی سپیدی سی عجب رنگ ہی پیدا
عالم نظر آتا ہی خیابانِ سمن کا

حیرت دمِ نظّارہ بنا دیتی ہی تصویر
گویا ہی ورق چہرہ بُتِ سیم بدن کا

تسلیم نی یہ مصرعِ تاریخ کیا عرض
ہی آینہ دیوانِ سوم شاہِ سخن کا

۱۲ھ ۹۵

تاریخ منشی صابر حسین صاحب صبا

برنگے کہ گردید مطبوعِ عالم
خوش از طبع این منتخب شد مجلّٰی

اگر ای صبا فکرِ تاریخ داری
بگو انتخابِ کلامِ معلّٰی

۱۲ھ ۹۵

تاریخ سیّد کاظم علی صاحب برادرِ خُرد سیّد ضامن علی صاحب جلال
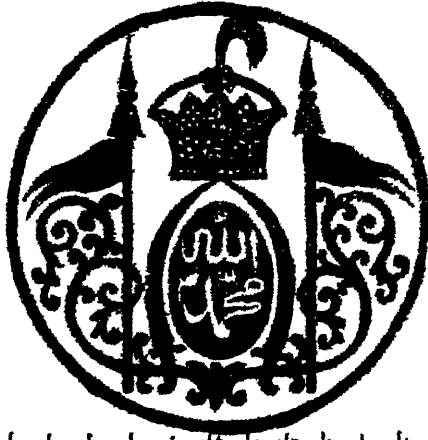
خبر طبع دیوان اقدس کی سنکر	زمانی کی اہلِ سخن کر گئی غش
اگر درد و سودا و میر آج ہوتے	تو پڑھ کران اشعار کو کرتی عش عش
ملی کس سے وہ اداس زبان و بیان کی	نہین شیخ ناسخ نہین خواجہ آتش
مثال اسم تاریخی اسکا جو ڈہونڈہا	سخن خود پکارا مضامین دلکش

۱۲۹۵ھ

تاریخ شیخ محمد فصیح الزمان خان صاحب خلف شیخ محمد وجیہ الزمان خان صاحب مرحوم

دیوانِ شہریارِ فلک قدر طبع شد	با صد جہان فروغ و مید آفتابِ نظم
چون بود از نتایجِ طبع جوان فصیح	سالش نوشت خامۂ فکرم شبابِ نظم

۱۲۹۵ھ

تاریخ فقیر حقیر امیر احمد امیرؔ

بحرِ سخن مین بحرِ فصاحت ہی موجزن	کیا صاف ہی بیان شہِ نامدار کی
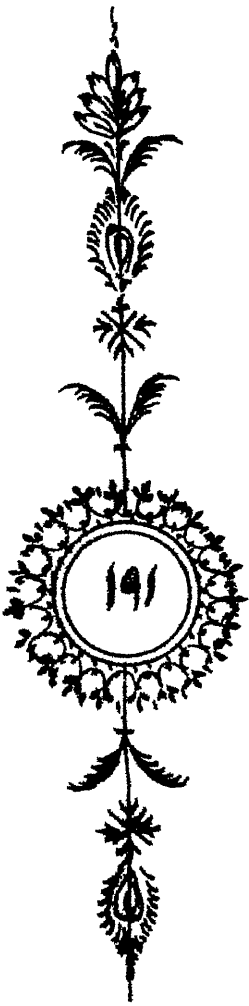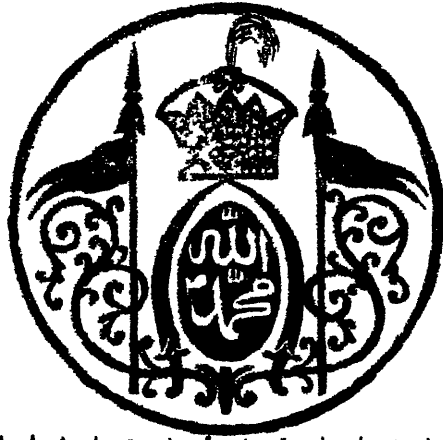
دی ایک زمزمی کا ہی اسکی کہی جواب — طاقت نہین یہ صحنِ چمن مین ہزار کی

شاید کہ نکہتِ گلِ مضمون سی مست ہے — مستانہ ہی روش جو نسیمِ بہار کی

دیوان کہ بوستانِ معانی ہوا درست — زیب اور ہو گئی چمنِ روزگار کی

تاریخ ای امیر یہ ترتیب کی کہی — لڑیان ہین دیکہو گوہرِ آبدار کی

خاتمۃ الطبع در نثر مرصع

ہوا بہری ہی ازل سی سبوِ مضمون کی — جوابِ عطسۂ آدم مری دماغ مین ہے

دیوانِ حقیقت کی مطلع کی ہین دو مصرع ٭ اک حمد آلہی ہی ٭ اک نعت پیمبر ہی ٭ اس مطلع روشن کی معنی منور سی ٭ ہر ذرہ بہی ہی واقف ٭ سنتی ہین ازل سی سب ٭ یہ مطلع نورانی ٭ یہ اسکی سوا ابتک ٭ اس ساری غزل مین سی ٭ اک شعر نہین پایا ٭ لیکن مجہی ہاتہ آیا ٭ اسوقت عجب موقع ٭ مین سبکو سناتا ہون ٭ اس مطلع یکتا کا جو حسن ازل سی ہی ٭ اسوقت موافق مین ٭ کیونکر نہ ثناخوان ہون ٭ سامان غزلخوانی ٭ کیا خوب مہیا ہی ٭ دربار مین حاضر ہین ٭ نقادِ زرِ معنی ٭ عالم کو سخن میرا ٭ عیسی کی تمنا ہی ٭ گردش سی فلک ساکت ٭ سیماب ہو دلِ عاشق ٭ برق و شرر و سنبل ٭ بہولی ہین تپش اپنی ٭ ساری ہین قطب آسا ٭ جو حالِ زمانہ ہی ٭ جو وقت ہی جو ساعت ٭

جو پل ہی جو لمحہ ہی جو آن ہی جو لحظہ ہی اپنی جگہ قائم اندیشی کو سکتہ ہی حیرت مین تو ہم ہی درماندہ تخیل ہی
دریا ہین جو دنیا مین بہولی ہین روانی کو موجیں ہین یہ لہرین ہین گردش مین نہ آنکہیں ہین جگر ہی نہ قسمت
مین لعزش ہی نہ مستوں کو پیر لستہ ہوی طائر مسدود ہیں مسا ہیں ٹہہری ہی ہوا ہر جا ہیتا نہین
ہل سکتا گہر پور کی رگیں جا لین نبضین نہین چل سکتین ہوش اوڑ نہیں سکتی ہین حبس کو توقف ہی
سرعت کو ہی آسایش رفتار ہی تمکین پا در رستہ شگاف لب کانون کی دریچی وا جہلکہ کئی ہیں عرصے
و شتی ہین اوٹہای سر گویا کہ خموشی کی دنیا مین رونمائی ہی ناطق ہون تو اک مین ہون ہین کام و زبان
مہری لب ہین تو مری لب ہین باتیں ہیں مری باتین اوس مطلع تاباں کا حسن آج ہی سب کو آمادہ
رمانہ بہر سب کان لگائی ہین وہ حسن ہی دنیا میں مدح سحر اور خاقان ہر یزدان آل کرم گستر
مہر فلک احسان مشہور تخلص ہی **نواب** زمانی مین یارب ہی یہ دنیا مین جبتک کہ سخن باقی ممدوح کے
دولت مین اقبال مین حشمت مین ہر لحظہ ترقی ہو ہر آن ہوا فزایش دیوان یہ حضرت کا ایمان سخن کا
ہی یا جان ہی معنی کی ہر بیت کی مدحت مین خود ناطقہ ہی الکن جیب عجز سی گویائی جو شعر ہی
چیدہ ہی دیوان سی بڑہ کر ہی ہر شعر ہی اک گوہر پیر حاصل عمان ہی الماس کا ریزہ ہی پیر ریزہ کے
ہی معدن ہی سو پہولوں کا اک گل ہی سو سحروں کا اک جادو سو عطروں کی اک خوشبو سو شمعونکا
اک شعلہ سو چہریوں کا اک نشتر سو تیرون کا اک پیکان سو دردون کا اک درمان گو منتخبات اکثر
گذری ہین نگاہوں سی انصاف یہ ہی لیکن اب تک کہین عالم مین دیکہا نہ سنا ایسا ہر درد جو شعر
اسکی گلشن مین کوئی پڑہ دی عش آئی ہزارون کو گل چاک گریبان ہون دل تنگی ہون غنچے
نہرون کی بہین آنسو اشجار دہنین سر کو بیتی ہون زبان مدح عشاق تو مرجائین سن پائیں جو
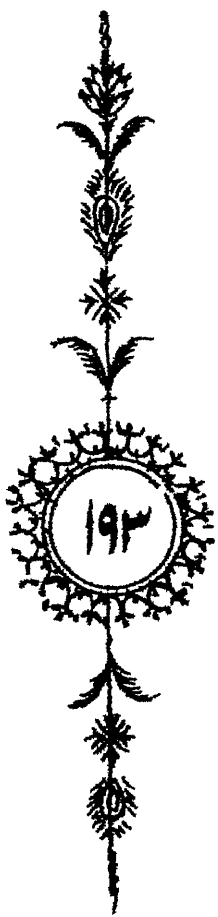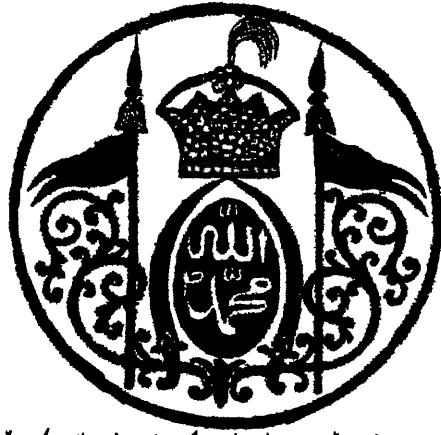
اک مصرع * الحق کہ نہین ایسا * اِس فن مین کوئی کامل * اِس طرح سخنگوئی * امکان سی باہر ہی * بندش مین بہت قیدین * جو سمجھی گئی ہیں واجب * دیوانِ دوم کی جو * تقریظ ہی آخر مین * اون قیدون کو عاجز نے مرقوم کیا اوس مین * صد شکر معانی کا * یہ دفترِ لاثانی * استی امیر احمد * صاحب کی توجہ سی * تصحیح سی عاصی کے اس مطبعِ عالی مین * مطبوع ہوا چھپکر * ارباب بصیرت سی * امید فقط یہ ہی * منشا کہ کوئی نقطہ * پائین جو کہین بیجا * تو عفو کرین مجکو * بدنام نفرمائین *

للہ الحمد کہ یہ صحیفۂ اعجازِ سحر سخن کا پردازی شیخ امیر اللہ صاحب تسلیم خوشنویس و میر حشمت علی صاحب سگ نہنی مرزا صاحب بیسمیں شعبان المعظم سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین چھپکر نور افزاے دیدۂ اہلِ بصیرت ہوا